بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ

فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

رد فتنہ احمد الحسن الیمانی

ترجمہ

دجال البصرہ

مصنف: علی الکورانی العاملی

مترجم

ایڈمنز ٹیم محققین

جملہ حقوق بحقِ مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب : رد فتنہ احمد الحسن الیمانی ترجمہ دجال البصرہ

مصنف : علامہ علی الکورانی العاملی

مترجم : سید فراز حیدر نقوی

حواشی : سید علی حیدر شیرازی

کمپوزنگ و ترتیب : علی نقی

فہرست مضامین

❖ وصیت کی روایت سے استدلال کا باطل ہونا۔ ❖ بارہ مہدی کے بیٹوں کی روایت سے استدلال کا باطل ہونا۔ ❖ امام مہدی کے اصحاب سے منسوب دوروایات سے استدلال کا باطل ہونا۔ ❖ قائم کے دونام ہوں گے "اور" چہرے پر نشان ہوگا" جیسی روایات سے استدلال کا باطل ہونا۔ ❖ دجال نے امام مہدی کے نسب کے بارے میں ایک روایت میں تحریف کی۔ ❖ دجال نے استخارہ اور خواب کو بطور دلیل کیوں چنا؟ ❖ خواب کی حجیت پر اس کا استدلال باطل کرنا۔ ❖ استخارہ کے ذریعے اپنی بدعت ثابت کرنے کا رد۔	

پہلی اشاعت کا مقدمہ
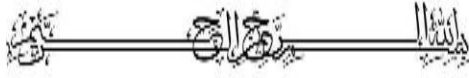
تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور درود و سلام ہو ہمارے نبی ﷺ اور ان کے پاک و طیب اہل بیتؑ پر، بالخصوص امام مہدیؑ پر، جو زمین پر عدل و انصاف کی حکومت قائم کرنے کے لیے ذخیرہ کیے گئے ہیں (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف)۔

میری ملاقات امام رضاؑ کے روضہ مبارک میں حاج داخل عبد الزہراء السلمی سے ہوئی، جو قبیلہ "السلمی" کے معزز افراد میں سے ہیں، جس سے بصری دجال احمد اسماعیل کا تعلق ہے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ اس شخص اور اس کے نسب کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ انہوں نے درج ذیل معلومات تحریر کیں:

بصری دجال جسے احمد الحسن کہا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد بن اسماعیل بن حاج صالح بن حسین بن سلمان قبیلہ "البوسویلِم" سے تعلق رکھتا ہے، جو "الصیامر" کے قبیلوں میں سے ایک قدیم اتحاد ہے، جس میں تقریباً چالیس قبائل شامل ہیں۔ یہ اتحاد قضاء المدینۃ میں واقع ہے۔ اس اتحاد کی سربراہی پہلے عشیرہ "الِامارۃ" کے پاس تھی جس کے سربراہان میں شیخ حمود الجابر، ان کے بیٹے شیخ حمید الحمود الجابر اور پھر ان کے بیٹے شیخ جریح حمید شامل ہیں، ہر قبیلے کا اپنا سربراہ بھی ہوتا ہے۔

قبیلہ اور اس کے افراد:

عشیرہ "البوسویلِم" بارہ شاخوں پر مشتمل ہے۔ کچھ افراد نے عمومی لقب "الصیمری" اپنا لیا، جیسے مرحوم شیخ مجید الصیمری جو "آل بو منجل" سے تعلق رکھتے تھے جبکہ کچھ افراد، جو بصرہ میں رہائش پذیر

ہوئے، انہیں "السلمی" کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا نسب بنی سلیم سے ملتا ہے۔ ان کا قریبی تعلق قبیلہ آل مظفر اور آل بوشاوی سے ہے۔

احمد اسماعیل کا خاندانی پس منظر:

یہ شخص قبیلہ "البوسویلِم" کی شاخ "الھنبوش" سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے والد اسماعیل حاج صالح حسین سلمان اپنے بھائیوں کاظم اور مفتن کے ساتھ بصرہ منتقل ہوئے، جہاں وہ " التنوۃ " کے علاقے میں رہنے لگے اور حاج ہاشم الشلال کے تحت حمام السبتی میں تدلیک(مالش) کا کام کرنے لگے۔ ان کا بڑا بھائی کاظم حاج صالح موکب عزاء المدینۃ کی خدمت انجام دیتا تھا، جہاں شیخ باقر المقدسی تعزیہ پڑھتے تھے۔

احمد کے چچا مفتن نے ایک یہودی عورت کے ساتھ کام کیا جو قدیمی بصرہ کے محلہ " السیف " میں حمام چلاتی تھی۔ بعد میں انہوں (مفتن) نے اس (یہودیہ) سے شادی کرلی۔احمد کے والد اسماعیل شہرِ (زبیر) منتقل ہوگئے اور حمام المربد میں کام کرنے لگے۔

ان کے بیٹوں میں " داخل " جو سابق فوجی افسر ہیں ، اور " طالب " شامل ہیں جو اس وقت جامعہ بصرہ میں استاد ہیں۔ اس کا بھائی " طالب " سویڈن کی شہریت رکھتا ہے اور اس وقت بصرہ یونیورسٹی میں پروفیسر کے طور پر کام کر رہا ہے جبکہ اس کی بہن "حمدیہ اسماعیل " صالح الیکشن کمیشن کی رکن اور اس کی سرکاری ترجمان ہے۔ وہ کمیشن کے سربراہ، فرج الحیدری، کے بعد دوسرے نمبر پر آتی ہے۔ وہ بغداد میں مقیم ہے اور "حمدیہ الحسینی" کے نام سے جانی جاتی ہے۔ غالباً "الحسینی" ان کے دادا حسین کے نام سے ماخوذ ہے، کیونکہ انہیں "الحسینی" بھی کہا جاتا تھا۔

ان کی والدہ تقریباً دو ماہ قبل وفات پا چکی ہیں، لیکن احمد خود ان کے تعزیتی اجتماع میں " الزبیر " میں موجود نہیں تھا البتہ، اس کے حامی اور کچھ مذہبی شخصیات مختلف علاقوں سے وہاں آئے، جو مبینہ طور پر اس کے پیروکار تھے۔ میں خود اس مجلس میں موجود نہیں تھا، لیکن یہی کچھ سننے میں آیا۔

احمد نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی اور پھر نجف میں دو سال گزارے۔ اس کے بعد وہ مراکش چلا گیا بعد میں وہ واپس آیا اور "احمد الیمانی" ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ ایک معروف قبیلے سے تعلق رکھتا ہے، لیکن اس کی شاخ قبیلے کی کمزور ترین شاخوں میں شمار ہوتی ہے۔

اس کے چچا اخلاقی اور اسلامی اصولوں پر کاربند سمجھے جاتے ہیں۔حاج محسن صالح حسین اب بھی " ناحیہ الہویر " خاص نامی گاؤں میں رہائش پذیر ہیں، جو اب " ناحیہ عزالدین سلیم " کہلاتی ہے، جو مرحوم " عبد الزہرا عثمان " کے نام پر رکھی گئی ہے۔ اس کا دوسرا چچا " محمد حاج صالح " بھی ناحیہ عزالدین سلیم کے خاص علاقے میں رہتا ہے اور اس کے تمام اہل خانہ، چچا اور قبیلہ اس جھوٹے دعویدار سے بری الذمہ ہیں۔

یہ قبیلہ بصرہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اس کے اندر کئی معروف تجارتی خاندان موجود ہیں، جنہیں آل السلمی کہا جاتا ہے۔ یہ خاندان تجارت کو اپنا پیشہ بنا چکے ہیں۔

آپ سب کے لیے کامیابی اور لمبی عمر کی دعا کے ساتھ،حاج داخل عبد الزہرا السلمی(قبیلے کے معزز ترین افراد میں سے ایک اور سابق نائب صدر، بصرہ چیمبر آف کامرس) اس معزز بزرگ، جو قبیلہ الصیامرۃ کے شیوخ میں سے ہیں ، کے بیان کی بنیاد پر ہم نے کویطع کا نام حذف کر دیا ہے۔ ہم نے یہ نام صرف اس لیے استعمال کیا تھا کیونکہ سید مقتدیٰ الصدر کی زبان سے یہ نام آیا تھا شاید یہ اس کے دادا یا والد کا عرفی نام ہو۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نجف میں اس کا قیام چند مہینوں کا تھا، جیسا کہ اس نے خود اعتراف کیا۔ جہاں تک اس کے شمالی افریقہ جانے کا تعلق ہے، تو یہ ممکن ہے کہ یہ اسرائیل کے سفر کو چھپانے کے لیے ایک بہانہ ہو۔ اس کے چچا اور اس کی یہودی نژاد بصراوی بیوی شاید اس کے موساد کے لیے بھرتی ہونے کے پیچھے ہوں۔ اسی طرح "حارث الضاری " بھی ممکنہ طور پر اسے دہشت گردی اور سلفیت کے لیے بھرتی کرنے میں شامل تھا۔

اللہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس جیسے گمراہ لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے، جو جھوٹ بول کر اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اہل بیتؑ پر بہتان باندھتے ہیں۔

دوسرے ایڈیشن کا مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، اور درود و سلام ہو ہمارے نبی ﷺ اور ان کے پاک و پاکیزہ اہلِ بیت ع پر، خاص طور پر امام مہدی عج پر جو زمین پر الٰہی عدل و انصاف کی ریاست قائم کرنے کے لیے منتخب کیے گئے ہیں۔

اما بعد! مہدویت کا دعویٰ اسلام کے آغاز ہی سے موجود رہا ہے، کیونکہ بعض لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا غلط استعمال کرتے ہوئے اس دعوے کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی چنانچہ بعض لوگوں نے امیر شام کے لیے مہدویت کا دعوی کیا اور حوالے سے ایک حدیث وضع کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی تھی کہ اللہ انہیں مہدی بنائے، لیکن علمائے جرح و تعدیل نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ محقق مغلطائی نے لکھا ہے:

"اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا ، وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُ حَدِيْثِهِ هَذَا عِندَهُمْ"

"محدثین کے نزدیک اس حدیث کی سند درست نہیں ہے"۔[1]

اس کے بعد موسیٰ بن طلحہ سے متعلق بھی مہدویت کا دعویٰ کیا گیا، حافظ ذھبی سیر اعلام النبلاء موسی بن طلحہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

"كان موسى يسمى المهدي"

"موسیٰ کو مہدی کہا جاتا تھا"۔[2]

1) الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة-ج۲-ص۲۳

2) سیر الاعلام النبلاء-ج4-ص365

ہمارے دور میں مہدویت کے دعوے بہت زیادہ ہو چکے ہیں، اور عراق میں بھی کئی تحریکیں سامنے آئیں، جن میں سے دو مسلح تحریکیں زیادہ نمایاں تھیں۔ ایک "جند السماء" تحریک تھی، جس کی قیادت ہلاک شدہ ضیاء القرعاوی کر رہا تھا۔ اس نے کوفہ میں اپنے کیمپ میں اپنے پیروکاروں کو جمع کیا اور منصوبہ بنایا کہ وہ نجف پر قبضہ کرے، وہاں کے مراجع اور علمائے کرام کو قتل کرے، اور نجف کو ایک اسلامی ریاست کے طور پر قائم کرے، جیسا کہ القاعدہ کا طریقہ تھا۔ تاہم، عراقی حکومت نے اس کا مقابلہ کیااور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔

بصرہ کا دجال

اسی طرح، اس کا ایک ساتھی احمد الحسن ہے جس نے پہلے خود کو "یمانی موعود" کہا، پھر امام مہدی کا سفیر ہونے کا دعویٰ کیا، اور بعد میں یہ بھی کہا کہ وہ امام مہدی کا بیٹا ہے۔ اس نے بصرہ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی، جس میں پولیس اور عام شہریوں سمیت تقریباً پچاس افراد مارے گئے، اور اس کے اپنے تقریباً پچاس ساتھی بھی ہلاک ہو گئے، جبکہ بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ وہ خود متحدہ عرب امارات فرار ہو گیا، لیکن وہاں سے بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ وہ عراق اور دیگر ممالک میں اپنے پیروکاروں کو جمع کرتا رہا، خفیہ طور پر اپنی جماعت کو مسلح کرتا رہا، اور اس امید میں کہ وہ دوبارہ واپس آکر بصرہ پر قبضہ کرلے گااور وہاں سے پورے عراق میں اپنی خلافت قائم کرے گا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ عراق میں شیعہ دشمن عناصر ایک طرف انہیں دہشت گردی سے دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے عقائد کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں، خاص طور پر امام حسینؑ کی زیارت، مرجعیت اور امام مہدیؑ کے عقیدے کو مشکوک بنانے کے لیے چنانچہ انہوں نے ہر قسم کی جھوٹی مہدویت کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی کی تاکہ مسلمانوں کے اندر اصل مہدیؑ کے عقیدے پر شکوک و شبہات پیدا کیے جاسکیں۔

شیعہ علما نے اس گمراہ شخص کا مقابلہ کیا اور اس کے جھوٹے دعووں کا رد کیا۔ میں نے سات سال قبل عراق کے حالات پر ایک کتاب لکھی تھی، اور یہ کتاب اس کا ایک نیا ایڈیشن اور تکمیل ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرے جو اس کے دین کا دفاع کرتے ہیں، جھوٹے مدعیوں کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہیں، اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے مقدس مقامات کی حرمت کو بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ان جھوٹے لوگوں اور ان کے پشت پناہوں کے شر سے محفوظ رکھے، اور انہیں نبی اکرم ﷺ، ان کے پاک اہلِ بیت، اور بالخصوص مہدی موعودؑ کی ولایت پر ثابت قدم رکھے۔ صلوات اللہ علیہ۔

بقلم: علی الکورانی العاملی

7 شعبان 1433 ھجری

پہلا باب: عراق میں دجالوں کی سرگرمیاں

ایک وقت میں نو دجالوں کی تحریکیں

قدیم زمانے سے ہی جھوٹے لوگ انبیاء اور اولیاء کے مقامات کا دعویٰ کرتے رہے ہیں، بلکہ بعض نے تو خدائی کا بھی دعویٰ کر دیا!

جیسا کہ فرعون نے کہا تھا:

"وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي"

"اور فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کسی معبود کو نہیں جانتا"۔[1]

ہمارے دور میں بھی کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے امام مہدیؑ کے ظہور پر ایمان کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا۔ چنانچہ بعض نے خود کو مہدی موعود کہا، بعض نے خود کو اس کا سفیر اور دنیا کے لیے بھیجا گیا رسول قرار دیا، کچھ نے اسے اپنا بیٹا کہا، بعض نے دعویٰ کیا کہ وہ امام علیؑ کے نطفے سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئے ہیں، اور کچھ نے خود کو "امام ربانی" کا لقب دیا۔ علاوہ ازیں، کچھ لوگوں نے دوسروں کے لیے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا۔

دجالوں کی یہ تحریکیں تمام مسلم ممالک میں موجود ہیں، مگر عراق کو ان کا سب سے زیادہ سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ عراق کو امام مہدیؑ کے عالمی اسلامی ریاست کا مرکز مانا جاتا ہے اور تمام مسلمان اس پر متفق ہیں چونکہ عراقی عوام امام مہدیؑ کے ظہور پر یقین رکھتے ہیں اور ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، اس لیے دجال یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ انہیں اپنے دھوکے کے جال میں پھنسالیں گے۔

---

1) سورہ القصص آیت 38

یہ تحریکیں صدام حسین کے خاتمے سے پہلے بھی موجود تھیں، مگر اس کی ہلاکت کے بعد، جب ملک میں حکومتی خلا پیدا ہوا، تو یہ زیادہ طاقتور ہو گئیں۔ ان تحریکوں کے پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ بعض دشمن ممالک نے ان میں سے کچھ کی پشت پناہی کی اور انہیں مالی و عسکری مدد فراہم کی تاکہ وہ عراق میں تباہی پھیلائیں۔

یہاں ان گمراہ کن تحریکوں کی ایک مختصر فہرست دی جا رہی ہے:

1) السلوکیہ تحریک:

یہ تحریک 1990 کی دہائی کے اوائل میں اس وقت سامنے آئی، جب شہید سید محمد صدر نے علمِ عرفان، سلوک، باطن اور حقیقت پر دروس دیے، جو کہ ظاہری علم اور شریعت کے بالمقابل تھے۔ اس تحریک کے رہنما کئی افراد تھے، جن میں کہا جاتا ہے کہ شیخ حازم السعدی، عائذ الصدری، اور عمار الصدری شامل تھے۔ تاہم، سید محمد صدر نے ان کے خلاف سخت موقف اختیار کیا۔

2) حرکۃ المنتظرون (منتظرین کی تحریک):

یہ تحریک بھی شہید سید محمد صدر کے شاگردوں میں سے ایک گروہ نے ان کی زندگی میں ہی شروع کی تھی۔

3) حرکۃ جند المولی (جند المولی تحریک):

اس تحریک کے پیروکار "المولی" سے مراد سید محمد صادق الصدر کو لیتے ہیں اور خود کو ان کے سپاہی کہتے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ امام مہدیؑ ان میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس تحریک کی قیادت منتظر الخفاجی اور فرقد القزوینی کر رہے تھے، مگر سید محمد صدر نے ان کے خلاف سخت موقف اپنایا۔

4) الشیخ حیدر مشتت المنشداوی کی تحریک:

یہ شخص سید محمد صدر کے پیروکاروں میں سے تھا اور اس نے اپنی تحریک کا آغاز ان کی زندگی میں ہی کیا، مگر شروع میں وہ محتاط رہا اور اپنی دعوت کو صرف چند مخصوص افراد تک محدود رکھا بعد میں اس نے پہلے القحطانی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر خود کو یمانی قرار دیا۔

5) فاضل عبدالحسین المرسومی کی تحریک:

اس شخص نے خود کو "امام ربانی" ہونے کا دعویٰ کیا۔

6) المختار تحریک:

یہ تحریک حبیب اللہ – ابو علی المختار کی قیادت میں چل رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بغداد کے علاقے طالبیہ سے تھا، اس کا والد ماضی میں کمیونسٹ تھا اور وہ جادو گری اور فال نکالنے کا کام بھی کرتا تھا۔

7) جند السماء تحریک:

یہ تحریک ضیاء عبد الزہرا الکرعاوی کی قیادت میں کام کر رہی تھی۔

8) احمد اسماعیل السویلمی کی تحریک:

یہ شخص خود کو "یمانی" کہلاتا تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ وہی حقیقی یمانی ہے، نہ کہ اس کا دوست شیخ حیدر (جس نے پہلے یمانی ہونے کا دعویٰ کیا تھا)۔ بعد میں اس نے خود کو امام مہدیؑ کا سفیر اور دنیا کے لیے ان کا رسول قرار دیا، پھر دعویٰ کیا کہ وہ امام مہدیؑ کا بیٹا اور ان کا وصی ہے۔

9) اصحاب القضیۃ تحریک:

یہ تحریک دو گروہوں پر مشتمل تھی:

- پہلا گروہ: روح اللہ تحریک:

یہ لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ سید خمینی ہی امام مہدیؑ ہیں، وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ غیبت میں چلے گئے ہیں اور جلد دوبارہ ظاہر ہوں گے۔

- دوسرا گروہ: النبأ العظیم تحریک:

یہ تحریک دعویٰ کرتی تھی کہ سید مقتدیٰ صدر ہی امام مہدیؑ ہیں۔ یہ تحریک پہلے عمارہ میں پھیلی اور پھر بغداد اور رصافہ تک پہنچ گئی۔

الحمدللہ، یہ تحریکیں ختم ہو چکی ہیں۔ شعبان 1433ھ (2012) میں صرف دو تحریکیں باقی رہ گئی تھیں:

1) احمد اسماعیل السویلمی کی تحریک۔
2) فاضل عبد الحسین المرسومی کی تحریک۔

دو سب سے خطرناک تحریکیں:

1) جند السماء تحریک:

یہ ایک مسلح تنظیم تھی، جس نے عراقی حکومت کے خلاف جنگ چھیڑی تھی۔ اس جنگ میں تقریباً 300 جنگجو ہلاک ہوئے، جن میں ان کا رہنما الکرعاوی بھی شامل تھا۔ مزید 600 افراد کو گرفتار کیا گیا۔

جند السماء تحریک - قیادت: کرعاوی

ضیاء عبد الزہرا الکرعاوی کا تعلق آل اکرع قبیلے سے تھا اور وہ محافظۃ الدیوانیہ کا رہائشی تھا۔ اس کا چہرہ سرخ اور بال سنہری تھے، زبان میں تھوڑی سی لکنت تھی، مگر شخصیت مضبوط تھی۔ اس کا ایک بڑا بھائی تھا جو اس کے معاملات سنبھالتا تھا، مگر وہ مارا گیا۔ کرعاوی شادی شدہ تھا اور اس کے بچے بھی تھے۔ جب وہ قتل ہوا تو اس کی عمر 38 سال تھی۔ وہ الزرکہ میں نجف کے قریب تقریباً 18 سال تک رہا، مگر اپنی تحریک شروع کرنے سے پہلے وہ یا اس کا خاندان زیادہ مشہور نہیں تھا۔

کرعاوی نے اپنے آپ کو "قاضی السماء" یعنی "آسمان کا قاضی" کہا اور اسی نام سے ایک کتاب بھی لکھی، جس میں اس نے دعویٰ کیا:

"میں امام مہدی ہوں، میں حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کی اولاد میں سے ہوں۔"

اس نے مزید دعویٰ کیا کہ وہ حضرت علی (علیہ السلام) اور حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کے نطفے سے پیدا ہوا ہے اور اس نطفے کو اس کی ماں "ام ضیاء" کے رحم میں رکھا گیا تھا، جہاں وہ پروان چڑھا۔

- کرعاوی کے بارے میں "الشرق الاوسط" اخبار کی رپورٹ:

"عراقی پارلیمنٹ نے اعلان کیا کہ "جند السماء" تحریک کا سربراہ جو ایک امریکی-عراقی فوجی کارروائی میں مارا گیا، وہ ایک شیعہ عراقی شہری تھا، جو گانے گاتا اور عود (ایک قسم کا ساز) بجانے میں ماہر تھا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو آیت اللہ علی السیستانی کے فتویٰ کے مطابق دفن کیا جائے"۔[1]

عراقی پارلیمنٹ کے نائب خالد العطیہ کے دفتر سے جاری کردہ بیان کے مطابق، کرعاوی "الحلہ" شہر میں پیدا ہوا تھا، ایک پرسکون نوجوان تھا، جو گانے اور موسیقی میں مہارت رکھتا تھا اور بغداد کی اکیڈمی آف فائن آرٹس سے فارغ التحصیل تھا۔

- اکیڈمی کے سابق ڈین ڈاکٹر علی عبداللہ کے مطابق:

"کرعاوی 1990 کی دہائی کے آخر میں میرے شاگردوں میں شامل تھا، وہ موسیقی کے شعبے میں پڑھ رہا تھا۔ وہ نہ تو مذہبی تھا اور نہ ہی کسی انتہا پسند تنظیم سے اس کا کوئی تعلق تھا، بلکہ وہ ایک خوش مزاج اور روشن خیال شخص تھا۔"

کرعاوی کا ایک ہم جماعت جو کہ اب ہالینڈ میں مقیم ہے، نے الشرق الاوسط کو بتایا:

---

1) اخبار الشرق الاوسط (2 فروری 2007، شمارہ 10293) کے مطابق

"کرعاوی ہمیشہ کہتا تھا کہ وہ مستقبل میں ایک معروف گلوکار اور موسیقار بنے گا۔ مجھے اس کے بارے میں ایسی خبریں سن کر بہت حیرانی ہو رہی ہے، کیونکہ وہ مذہب سے بالکل دور تھا اور کسی بھی طرح کے مسلح گروہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔"

- جند السماء پر فوجی آپریشن اور ہلاکتیں:

عراقی وزارت دفاع کے ترجمان نے اعلان کیا کہ "جند السماء" کے خلاف آپریشن میں:

263 جنگجو مارے گئے

502 کو گرفتار کیا گیا، جن میں سے 210 زخمی تھے۔

- وزارتی ترجمان علی الدباغ نے بتایا کہ:

"جند السماء ایک مسلح مذہبی گروہ تھا، جس نے نجف میں حضرت علی (علیہ السلام) کے روضہ مبارک پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔"

- جند السماء کا عسکری ڈھانچہ

گروہ نے 50 سے 60 گھروں پر قبضہ کر رکھا تھا، جو 10 فارم ہاؤسز میں تقسیم تھے۔

فوجی کیمپ کے اندر خندقیں، مورچے، مواصلاتی آلات، موٹر سائیکلیں، 80 سے زائد گاڑیاں، اور ہلکے و درمیانے درجے کے ہتھیار موجود تھے۔ تنظیم کے پاس ایک تربیتی میدان، شناختی کارڈ، پرنٹنگ پریس، اور بجلی پیدا کرنے والے جنریٹرز بھی موجود تھے۔

- عراقی حکومت کی تحقیقات

عراقی وزارت داخلہ کے مطابق، "جند السماء" اصل میں "جیوش الرعب" (یعنی خوف کی فوج) نامی تنظیم تھی۔ اس تنظیم کا سربراہ ضیاء الکرعاوی 2003 سے پہلے صدام حکومت کے انٹیلی جنس

ادارے کا رکن تھا۔ تنظیم کا اصل ہیڈکوارٹر کرعاوی کے والد کی زمین پر واقع ایک خفیہ کیمپ تھا، جہاں 1000 سے زائد جنگجو رہائش پذیر تھے۔

اس تنظیم کے ارکان مخصوص یونیفارم پہنتے تھے اور پیشہ ور فوجیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ وہ عربی شماغ (سر پر باندھنے والا کپڑا) پہنتے تھے جو فرات کے وسطی علاقوں میں عام ہے، ساتھ ہی سیاہ رنگ کی دشداشہ اور سیاہ گولیوں کی پٹیاں بھی پہنتے تھے۔

ان کے پاس گاڑیوں کی بڑی تعداد موجود تھی، جن میں سے 70 سے زائد نئی اور غیر مستعمل تھیں۔ کچھ گاڑیوں پر بھاری مشین گنز نصب تھیں، جو جنگ کے لیے تیار کی گئی تھیں۔ ان کے ٹھکانے میں ایک اسپتال، کھیلوں کے کمرے، حجامت کے سیلون، اور تنظیم کے سربراہ ضیاء الکرعاوی کے لیے دو خصوصی رہائشی ونگ بھی شامل تھے۔ کرعاوی نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت دی تھی کہ وہ عام لوگوں سے زیادہ میل جول نہ رکھیں تاکہ ان کی شناخت ظاہر نہ ہو۔

عراقی حکام کے مطابق، ضیاء الکرعاوی اور اس کے معاونین نجف میں مذہبی رہنماؤں کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے، جس کے تحت وہ "یوم ظہور" ترتیب دینا چاہتے تھے، تاکہ خود کو "امام مہدی" کے طور پر پیش کر سکے۔ عراقی حکام نے الزام لگایا کہ اس تحریک کے پیچھے کچھ علاقائی ممالک ملوث تھے، لیکن ان ممالک کا نام نہیں لیا گیا۔ سیکورٹی فورسز کو شک اس وقت ہوا جب کچھ گروہ حسینی جلوسوں کی شکل میں اس فارم ہاؤس میں داخل ہوئے۔ گرفتار شدہ افراد کے بیانات کی تفصیلات کو خفیہ رکھا گیا ہے، لیکن ان میں سے کئی کے وڈیو اعترافات بھی جاری کیے گئے۔

ان اعترافات میں ضیاء الکرعاوی کے بھائی، ریاض الکرعاوی نے بتایا کہ اس کا بھائی دو سال اور تین ماہ قید میں رہا، اور 2002 میں رہا ہوا۔ رہائی کے بعد اس نے کاروبار شروع کیا اور پیسے جمع کرنے پر توجہ دی۔

تجارت کے ذریعے اس کا رابطہ ایک شخص علی سے ہوا، جو ایاد علاوی (سابق عراقی وزیرِاعظم) کے قریب تھا۔ اسی شخص نے ضیاء الکرعاوی کی ملاقات لبنان میں علاوی سے کروائی۔ بعد

میں اس کی ملاقات احمد نامی ایک اور شخص سے ہوئی، جو شیخ حارث الضاری (غیر شیعہ رہنما) کا نمائندہ تھا، اور اس نے ضیاء کی ملاقات الضاری سے عمان، اردن، اور متحدہ عرب امارات میں کرائی۔ اس کے بعد وہ شام، اردن، مصر، اور متحدہ عرب امارات کے مزید دورے کر چکا تھا۔

اعترافی بیانات کے مطابق، تنظیم "جند السماء" کا مقصد نجف پر قبضہ کرنا اور وہاں موجود شیعہ مذہبی رہنماؤں کو قتل کرنا تھا، تاکہ "امام مہدی" کے ظہور کا اعلان کیا جا سکے۔ تنظیم میں سابق عراقی فوجی افسران بھی شامل تھے۔ تاہم، ان اعترافات میں ضیاء الکرعاوی کے علاوی اور الضاری کے ساتھ تعلقات کی نوعیت واضح نہیں ہوئی۔

2007 میں نجف کے قریب زَرکا کے علاقے میں ہونے والی لڑائی میں درجنوں افراد ہلاک ہوئے اور کئی خواتین و بچے گرفتار کیے گئے، جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ "یوم ظہور" کے جشن میں شامل ہونے آئے تھے۔ عراقی حکومت کے مطابق، ضیاء الکرعاوی کا پس منظر موسیقی میں تھا، اور اس نے بغداد کی اکادمی برائے فنونِ جمیلہ سے موسیقی کی تعلیم حاصل کی تھی۔

عراقی وزیراعظم نوری المالکی نے بعد میں انکشاف کیا کہ زَرکا میں ہونے والی جھڑپوں کی تحقیقات مکمل ہو چکی ہیں۔ ان کے مطابق، 396 افراد کو مجرم قرار دیا گیا، 10 کو سزائے موت دی گئی، 81 کو عمر قید، 350 کو عارضی قید، اور 54 افراد کو بری کر دیا گیا۔

ایک اور رپورٹ میں کہا گیا کہ اس گروہ کو مالی امداد متحدہ عرب امارات فراہم کر رہا تھا۔ تحقیقات میں یہ بھی سامنے آیا کہ سعودی عرب اس گروہ کو بڑے پیمانے پر مالی مدد دے رہا تھا۔ امریکی سفارت خانے نے بھی عراقی حکومت سے کہا کہ "الحسنی الیمانی" گروہ کے خلاف سخت کارروائی نہ کی جائے اور اسے "طاقت کا غیر ضروری استعمال" قرار دیا۔

عراقی سیکورٹی حکام کے مطابق، اس تنظیم نے مرجعِ تقلید آیت اللہ سیستانی کے کئی نمائندوں کو قتل کیا تھا، اور پولیس چیف قیس المعموری کو بھی ہلاک کرنے میں ملوث تھی۔

عراقی حکومت ان شواہد کو بین الاقوامی سطح پر پیش کرنے کی تیاری کر رہی تھی، مگر کچھ ممالک کے نام ابھی خفیہ رکھے گئے۔

بہت سے عراقی شہریوں نے مطالبہ کیا کہ ان ممالک کے نام واضح کیے جائیں، تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وہ ممالک جو بظاہر عراق کی حمایت کا دعویٰ کرتے ہیں، درحقیقت عراق کو غیر مستحکم کرنے کی سازشوں میں ملوث ہیں۔ آخرکار، اس تحریک کو مکمل طور پر کچل دیا گیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق، رہنما حارث الضاری نے عرب شہزادے نایف سے کہا کہ "جند السماء" کا خاتمہ ہو چکا ہے، اس کے قائد اور مجاہدین مارے جا چکے ہیں۔

اس پر نایف نے جواب دیا: "فکر نہ کرو شیخ! اور بھی تحریکیں اور مجاہدین موجود ہیں"!

اس طرح، صدام کے خفیہ اداروں نے ایک گلوکار ضیاء کو منتخب کیا، اسے امام مہدی بنا دیا، اور اس کی مدد سے نجف و کربلا پر قبضے کا خواب دیکھا، مگر آخرکار یہ خواب حسرت میں بدل گیا۔ لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود، وہ اپنا مشن پورا نہ کر سکے۔ ان کے نام نہاد "مہدی" ضیاء کو قتل کر دیا گیا، اور وہ اپنے "مقدس مشن" کی تکمیل سے پہلے ہی جہنم واصل ہو گیا۔

میں نے اس کی تصویر دیکھی جب اسے قتل کیا گیا تھا، اس کا جسم صحیح سلامت تھا، خوشحال اور موٹا نظر آ رہا تھا، ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنے چہرے کی خوبصورتی کا خیال رکھتا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے اس کا چہرہ دنیا میں ہی سیاہ کر دیا، اور وہ سینکڑوں نوجوانوں کو ساتھ لے کر ہلاک ہو گیا۔ ان میں سے کچھ اس جیسے شریر لوگ تھے لیکن زیادہ تر غریب اور نادان لوگ تھے جنہیں اس نے بیوقوف بنایا اور اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا، اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

جن لوگوں کو پکڑا گیا ان میں سے کچھ پوچھ رہے تھے: ''امام مہدی کہاں ہیں؟"
کیا وہ نجف میں داخل ہو کر مراجع اور علماء کو قتل کر چکے ہیں؟''

جب انہیں بتایا گیا کہ وہ مارا گیا ہے، تو انہوں نے کہا: ''یہ ناممکن ہے!'' لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ واقعی قتل ہو چکا ہے، تو انہوں نے حیران ہو کر کہا: ''قتل ہو گیا؟ تو پھر وہ امام مہدی نہیں تھا۔

دوسرا باب: دجال احمد اسماعیل کی تحریک

بے دھیانی میں صدام کی خفیہ ایجنسی کا حصہ ہونے کا اعتراف:

اس نے بغیر ارادے کے خود ہی اعتراف کر لیا کہ وہ صدام کی خفیہ ایجنسی میں تھا۔ اس کا نام احمد اسماعیل ہے، وہ بصرہ کے ضلع المدینہ کے علاقے ہویر کے گاؤں " ہَمبُوشی " سے ہے۔ وہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو دعویٰ کرتے تھے کہ وہ بنی سلیمی قبیلے کے ہیں جو الصیامرہ قبیلے سے منسلک ہے۔

یہ بھی ضیاء القرعاوی اور حیدر مشتت کی نسل سے تھا۔ اس نے 1998 میں بصرہ یونیورسٹی سے سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی، لیکن اس شعبے میں کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ نجف چلا گیا لیکن وہاں بھی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، بلکہ حیدر مشتت ، القرعاوی اور دیگر ایسے لوگوں کے ساتھ رہا، جو مرجع آیت اللہ محمد صادق الصدر کے خاص شاگرد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

ضیاء القرعاوی کے ساتھیوں نے اعتراف کیا کہ وہ اس دور میں صدام کی خفیہ ایجنسی "شعبۂ امور حوزہ" میں بھرتی ہو چکا تھا۔ اسی طرح احمد اسماعیل بھی اس وقت سے خفیہ ایجنسی کا ایجنٹ لگتا ہے۔ وہ اپنی نادانی کی وجہ سے خود ہی راز افشا کر بیٹھا اور ثابت کر دیا کہ وہ ایک خفیہ ایجنٹ تھا!

اس نے اپنی کرامت (روحانی طاقت) ثابت کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی جس کا نام "کرامات و غیبیات" ہے۔ اس میں صفحہ 27 پر لکھا ہے کہ اس نے کئی مہینے پہلے آیت اللہ محمد صادق الصدر کے قتل کی پیش گوئی کی تھی، اور پھر جمعہ کے دن اپنے خاص لوگوں کو دوبارہ یہ پیش گوئی سنائی۔ جب دن کے وقت کچھ نہ ہوا، تو اس کے شاگردوں نے پوچھا: ”قتل کب ہوگا جس کے بارے میں آپ کہہ رہے تھے؟“ اس نے جواب دیا: ”ان شاء اللہ خیر“۔ وہ سارا دن انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ رات ہوگئی، اور پھر قتل ہوگیا، تو اس نے کہا: ”یہ وہی تھا جس کی مجھے اللہ نے خبر دی تھی“!

اگر واقعی اللہ نے اسے یہ خبر دی تھی، تو اس نے اپنے مرشد اور استاد کو کیوں نہ بتایا تاکہ وہ احتیاط کر لیتے؟ اس کا یہ دعویٰ ہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ صدام کی خفیہ ایجنسی کا ایجنٹ تھا اور اسی گروہ کا حصہ تھا جسے آیت اللہ الصدر کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔

خود کو امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے منسوب کرنا

اپنی سوانح حیات میں، جو اس نے اپنی ویب سائٹ پر لکھی، اس نے اپنے دادا کا نام حذف کر دیا اور خود کو امام مہدی (ع) کی نسل سے جوڑ لیا۔ اس نے لکھا:

"اس کا نام احمد بن اسماعیل بن صالح بن حسین بن سلمان بن محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہے۔"

اس نے دعویٰ کیا کہ وہ بصرہ میں رہتا تھا، اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کی اور سول انجینئرنگ میں بیچلرز کی ڈگری حاصل کی پھر وہ علوم دینیہ پڑھنے کے لیے نجف چلا گیا، لیکن جب اس نے وہاں کا نصاب اور تعلیمی معیار دیکھا تو اسے کمزور محسوس ہوا، اس لیے اس نے خود سے گھر میں پڑھنے کا فیصلہ کیا!

یہ عجیب بات ہے کہ اس نے خود کو امام مہدی (ع) کی نسل میں شامل کیا اور چار فرضی اجداد گڑھ لیے جو امام مہدی (ع) کے بعد آئے، اور پھر خود کو پانچواں نسل قرار دیا۔ مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چار اجداد 1200 سال تک کیسے زندہ رہے؟ کیا اللہ نے انہیں لمبی عمر دی، پھر بعد میں انہیں مار دیا؟

اعتراف کہ اس نے حوزہ علمیہ میں کچھ نہیں پڑھا:

اس نے خود اعتراف کیا کہ اس نے حوزہ علمیہ میں کوئی تعلیم حاصل نہیں کی، کیونکہ وہاں کا تعلیمی معیار اس کے "اعلیٰ علمی مقام" کے مطابق نہیں تھا اس لیے اس نے خود گھر میں پڑھنے کا فیصلہ کیا مگر

حقیقت یہ ہے کہ وہ اب بھی عربی زبان، گرامر اور قرآن کی قرأت میں غلطیاں کرتا ہے، تو اس کا علمی معیار کیا ہو گا؟

احمد الحسن الیمانی نے مختلف مواقع پر قرآن مجید کی قرائت میں بے تحاشہ غلطیاں کی ہیں، بھلا کوئی شخصیت جو من جانب اللہ ہو ، نیابت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف اور لوگوں کو گمراہی سے بچانے کی دعویدار ہو تو کیا وہ قرآن مجید کی قرائت سے ناواقف ہوسکتی ہے ؟ جس طرح یہ احمد الحسن ہے۔

ہم حاشیہ میں اس کی قرآن مجید کی قرائت کی غلطیوں پر کچھ ویڈیو کے لنکس شئیر کررہے ہیں جس سے اس کے علم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

- قرآن مجید کی آیات کی تلاوت اور احادیث میں غلطیاں کرنا۔[1]
- سورہ آل عمران آیت 26 کی غلط تلاوت۔[2]
- احمد الحسن الیمانی کی عربی زبان سے ناآشنائی۔[3]

اس کے علاوہ درجنوں ویڈیوز یوٹیوب پر موجود ہیں جہاں احمد الحسن الیمانی نے قرآن مجید کی تلاوت میں بے شمار غلطیاں کیں ، اسی طرح مختلف دعاؤں کے الفاظ کی ادائیگی میں کئی غلطیاں کی جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عربی زبان میں مہارت نہیں رکھتا۔ ہم یہاں اسکے پیروکاروں سے سوال کریں گے کہ جو شخص عربی زبان میں مہارت نہ رکھتا ہو بھلا وہ خدا کی طرف سے حجت ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ دجال نجف تعلیم حاصل کرنے یا حوزہ کی اصلاح کے لیے نہیں گیا تھا، بلکہ وہ صدام کی خفیہ ایجنسی کی طرف سے وہاں بھیجا گیا تھا۔ نجف میں اس کی دوستی حیدر مشتت سے ہو گئی، جو

---

1) https://youtu.be/3QCpqi5yJvE?si=O-FWiLvyquDZSQRv

2) https://youtube.com/shorts/P9xaDE7fwUY?si=obEfw5sIZsbssT0I

3) https://youtube.com/shorts/jSes2S8ehIs?si=f27B2gouWn73iwxz

حوزہ اور شیعہ ماحول سے زیادہ واقف تھا، جبکہ احمد اسماعیل صرف وہی جانتا تھا جو اس کے خفیہ ایجنسی کے افسران نے اسے سکھایا تھا۔

احمد ، حیدر مشتت کا شاگرد تھا، لیکن اس کی شخصیت زیادہ مضبوط اور اس کی مالی حالت زیادہ مستحکم تھی۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک چھوٹے سے گروہ کا حصہ تھا جس میں سب سے نمایاں شخصیت حیدر مشتت تھی، اور احمد اس کا ساتھی تھا۔ وہ اکثر نجف کے نواحی علاقے میں جایا کرتے تھے جہاں کچھ باغات تھے۔ وہ وہاں جا کر دعویٰ کرتے کہ وہ "عبادت اور ریاضت" کر رہے ہیں، اور صرف روٹی اور سبزیاں کھاتے ہیں تاکہ روحانی مقام حاصل کر سکیں۔

- 1424 ہجری میں یمانی تحریک میں شمولیت:

سنہ 1424 ہجری میں، حیدر اور احمد نے "یمانی تحریک" میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ اس وقت ان کا موقف غیر واضح تھا، کیونکہ حیدر یہ واضح نہیں کرتا تھا کہ آیا وہ خود "یمانی" ہے یا نہیں۔ بعد میں احمد نے حیدر کو "یمانی" تسلیم کر لیا اور اس پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ حیدر نے اپنے آپ کو "یمانی موعود" کہنا شروع کر دیا، جو یمن پر حکومت کرے گا اور امام مہدی (ع) کے ظہور کے لیے زمین ہموار کرے گا۔احمد اس وقت صرف اس کا حامی تھا یا خاموش رہا۔

حیدر مشتت کئی بار قم بھی گیا، جہاں اس نے کچھ طلبہ اور عرب رہائشیوں پر اثر ڈالنے کی کوشش کی۔ ایک بار وہ اپنے کچھ پیروکاروں کے ساتھ آیا اور یمانی موعود کی دعوت کے بارے میں پمفلٹ تقسیم کیے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مظاہرہ کرتے ہوئے قم کی سڑکوں پر "یمانی موعود" کے حق میں نعرے لگا رہا تھا، اور وہ مسجد جمکران جا رہا تھا، جو امام مہدی (ع) سے منسوب ہے، ایرانی پولیس نے انہیں گرفتار کر کے عراق واپس بھیج دیا۔

قرعاوی کے ساتھ مل کر مالی مدد کی تلاش:

صدام کے زوال کے بعد، حیدر مشتت نے عراق میں اپنی یمانی تحریک کا اعلان کر دیا اور امن و امان کی خراب صورتحال کا فائدہ اٹھا کر اپنے پیروکاروں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی۔وہ اور قرعاوی مالی مددگار تلاش کر رہے تھے!

احمد الحسن اور قرعاوی، حیدر مشتت سے زیادہ چالاک اور شیطانی ذہنیت کے حامل تھے۔ وہ کویت، متحدہ عرب امارات اور یورپ کا سفر کرتے رہے تاکہ اپنے منصوبے کے لیے مالی مدد فراہم کرنے والے افراد تلاش کر سکیں۔

قرعاوی کو سلفی " حارث الضاری " اور کچھ بعثی عناصر کی حمایت حاصل ہو گئی۔ اس نے ان کے سامنے ایک منصوبہ پیش کیا، جس میں نجف پر حملہ کرنے، شیعہ مراجع اور علماء کو قتل کرنے، اور نجف کو ایک "اسلامی امارت" بنانے کی تجویز دی گئی تھی۔ یہ منصوبہ ان لوگوں کو پسند آیا، اور انہوں نے اسے مالی امداد فراہم کی۔ اس کے بعد قرعاوی نے نجف کے قریب الزَرکہ کے علاقے میں ایک اڈہ قائم کیا اور "فیصلہ کن گھڑی" کے لیے اسلحہ اور افراد جمع کرنے لگا۔

یہ ممکن ہے کہ احمد الحسن نے ہی قرعاوی کو ان لوگوں سے متعارف کرایا ہو، کیونکہ اس کے کویت کے ابو الخصیب علاقے میں کچھ سلفیوں سے تعلقات تھے۔ کچھ اطلاعات کے مطابق، وہ ایک وقت میں سلفی نظریات کا حامل بھی رہا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ وہ سلفی خیالات رکھتا تھا، جیسا کہ اس کی شیعہ مراجع اور علماء سے نفرت، نجف کی علمی حوزہ پر اعتراض، اور اس کا دعویٰ کہ وہاں قرآن اور حدیث نہیں پڑھائی جاتی، حالانکہ نجف میں سب سے گہری قرآنی و حدیثی تحقیقات موجود ہیں، اور اصولِ فقہ و فقہ کا پورا علمی نظام انہی پر قائم ہے۔ مگر یہ دجال اور اس کے مالی مددگار ایک بھی علمی بحث کو سمجھنے کے قابل نہیں تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ جس منصوبے کے لیے اس نے مالی مدد حاصل کی، وہ یہ تھا

کہ وہ "امام مہدی (علیہ السلام)" کے نام پر بصرہ میں بغاوت کرے اور اسے ایک "اسلامی امارت" قرار دے۔

اس کے معاون حسن حمامی نے خود اعتراف کیا کہ انہیں مالی امداد متحدہ عرب امارات سے موصول ہو رہی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بندر بن عبدالعزیز، جو کہ عرب انٹیلی جنس اور صیہونی ایجنسیوں کے درمیان آپریشنل رابطہ کار تھا، نے شرط رکھی کہ احمد الحسن کو اپنی تحریک کے لیے بنیادی نظریاتی ڈھانچہ بنانا ہوگا، اور اسے موساد کے ایجنٹوں سے جوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس کی تحریک کا قیام عمل میں آیا، اور اس کا نشان اسرائیل کا "ستارہ داؤد" تھا۔ اس کے حامیوں نے دعویٰ کیا کہ یہ نبی داؤد (علیہ السلام) کا ستارہ ہے اور یہودیوں و مسلمانوں کے لیے مقدس ہے۔

اس کے بعد اس نے بصرہ، ناصریہ اور تنومہ میں اپنی سرگرمیاں شروع کیں، اس کے ایجنٹ اور دفاتر مختلف عراقی صوبوں میں پھیل گئے۔ اس نے متحدہ عرب امارات، انٹرنیٹ چیٹ رومز (بالخصوص "پال ٹاک") اور مغربی ممالک میں بھی اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔

تیسرا باب: احمد اسماعیل کا حیدر مشتت کو خریدنا

اپنے ساتھی حیدر مشتت کو خریدنا:

اس نے اپنے ساتھی حیدر مشتت کو خرید کر اپنا حامی بنا لیا۔ ابتدا میں حیدر مشتت اور احمد اسماعیل کے درمیان اختلافات رہے، لیکن پھر دونوں نے یہ طے کیا کہ احمد اسماعیل "امام مہدی (علیہ السلام) کا " نمائندہ" ہے، جبکہ حیدر اس کے لیے "گواہ" ہو گا۔

یہ ممکن ہے کہ دجال احمد اسماعیل نے حیدر مشتت کو ایک بڑی رقم دی ہو، جس کے بعد حیدر مشتت نے 6 جمادی الثانی 1424 ہجری کو ایک بیان جاری کیا، جس کا عنوان تھا:

"میرے دلائل کہ شیخ احمد امام (علیہ السلام) کا مرسل ہے"

اس بیان میں اس نے کہا:

"اللہ کے فضل سے، امام مہدی (علیہ السلام) نے اپنا نمائندہ ، شیخ احمد بھیج دیا ہے، اور اس کے لیے شیخ حیدر گواہ ہے۔"

اس نے اپنے نام کے ساتھ "خادم المہدی، شیخ حیدر" کا لقب لکھا۔ یہ معاہدہ تقریباً ایک سال تک قائم رہا، پھر دونوں کے درمیان دوبارہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس بار حیدر مشتت نے خود کو "یمانی" ہونے کا دعویٰ کر دیا، جس پر احمد اسماعیل ناراض ہو گیا، اس نے حیدر کو لعن طعن کیا اور اپنے ایک پیروکار ناظم العقیلی کو ایک بیان لکھنے کے لیے کہا، جس کا عنوان تھا:

"سامری عصرِ ظہور"

اس بیان میں حیدر مشتت کو ایک غدار اور مرتد قرار دیا گیا، جو اپنی بیعت توڑ کر ایمان سے پھر گیا تھا۔

- **احمد اسماعیل کا مزید جھوٹے دعوے گھڑنا:**

اس مرحلے پر، احمد اسماعیل نے صرف "یمانی" ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ خود کو "سید، امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا اور ان کا جانشین" بھی قرار دے دیا، جو امام مہدی (ع) کے بعد حکمرانی کرے گا، اور ان سے پہلے ایک "سفیر" کے طور پر دنیا میں بھیجا گیا ہے۔
اسی وقت سے اس نے "شیخ" کا لقب ترک کر دیا، اور خود کو "سید احمد الحسن" کہنا شروع کر دیا۔
اس نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی جعلی شناخت شائع کی، جس میں لکھا تھا:

"مختصر سوانح حیات"

- عراق کے شہر بصرہ میں پیدا ہوا۔
- سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی۔
- نجف کے حوزہ علمیہ میں تعلیم حاصل کی۔
- امام مہدی (علیہ السلام) نے اسے نجف کے حوزہ علمیہ میں اصلاح کے لیے بھیجا، جہاں اس نے علمی، عملی اور اقتصادی اصلاحات کیں۔

"اصلاحی اقدامات"

- کیونکہ نجف کے حوزہ میں قرآن کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی، اس لیے اس نے وہاں قرآن پڑھایا اور امام مہدی (ع) کے حوالے سے تبلیغ کی۔
- جب صدام نے قرآن کو ناپاک خون سے لکھا، تو احمد اسماعیل نے کھل کر اس کی مخالفت کی۔ اس نے کہا کہ صدام نے یہ کام شیطان کی خوشنودی کے لیے کیا ہے، اور یہ کہ اس فعل پر خاموش رہنے والے علماء بھی مجرم ہیں۔
- اس نے کہا کہ صدام نے اپنے ہاتھ سے اپنے زوال اور موت کا فیصلہ لکھ دیا جب اس نے خون سے قرآن لکھا۔

یہ سب اس کے جھوٹے دعوے اور خود ساختہ کہانیاں تھیں، جنہیں اس نے اپنی شخصیت کو "امام مہدی(ع) کے نمائندے" کے طور پر پیش کرنے کے لیے استعمال کیا۔

حیدر مشتت کی بغاوت اور اپنے ساتھی کو بے نقاب کرنا:

ناظم العقیلی، جو احمد الحسن کا معاون اور اس پر اعتماد کرنے والا شخص تھا، اپنے ایک کتابچے کے مقدمے میں لکھتا ہے:

"شیخ حیدر مشتت، جسے اللہ نے پراگندہ کر دیا، نے سید احمد الحسن، جو امام مہدی (علیہ السلام) کے وصی اور نمائندہ ہیں، کے خلاف ایک مضمون لکھا۔ یہ مضمون اس کی اپنی اخبار 'القائم' (شمارہ 11) میں شائع ہوا، جو در حقیقت " قائم الحق" نہیں بلکہ "قائمِ کفر" تھا۔ امام مہدی (علیہ السلام) پر یہ بہتان ہے کہ ایسی گمراہ کن اور گمراہ کرنے والی اخبار ان سے منسوب کی جائے، کیونکہ اس کے ناشرین خود گمراہ ہیں۔"

اس مضمون میں حیدر مشتت نے لکھا:

"حال ہی میں ایک شخص سامنے آیا ہے جو خود کو احمد الحسن یا بصری کہتا ہے۔"

ناظم العقیلی کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیدر مشتت نے پہلے احمد الحسن کی بیعت کی، اس کے لیے جھوٹا گواہ بنا، اور پھر اس کا ساتھ چھوڑ کر ایک کتاب لکھی، جس میں اس کے جھوٹے دعووں کو رد کیا۔

حیدر مشتت کا اپنے ساتھی احمد اسماعیل کے خلاف انکشاف:

حیدر مشتت نے احمد الحسن کو مخاطب کر کے کہا:

"امام باقر (علیہ السلام) کی روایت میں یمانی کے بارے میں ذکر ہے، جس کا تم نے اپنی تحریر "سید احمد الحسن یمانی الموعود" میں حوالہ دیا ہے۔ اس روایت میں کہا گیا کہ یمانی "صاحبِ حق" کی طرف دعوت دے گا، جبکہ تم خود کو یمانی کہتے ہو، مگر در حقیقت تم اپنی ہی طرف دعوت دے رہے ہو، یہ کھلی ہوئی

بات ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں، اس کی تصدیق تمہارے اپنے القاب سے ہوتی ہے، جن میں تم نے خود کو "جنت کے باغوں میں سے ایک باغ، بقیۃ آلِ محمد، الرکن الشدید، امام مہدی (ع) کے وصی اور رسول، جبریل سے مؤید، میکائیل سے مدد یافتہ اور اسرافیل کے ذریعے نصرت یافتہ" کہا ہے"۔

حیدر مشتت نے مزید کہا:

"تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم یمانی موعود اور امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹے ہو، جبکہ سب کو معلوم ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) حسینی نسل سے ہیں، اور ثابت ہے کہ یمانی حسنی ہوتا ہے"۔

حیدر مشتت نے احمد الحسن کے پیغام "نداء رقم 1" کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

" تم نے اپنے منشور میں بعض افراد کو امام مہدی (ع) سے منسلک قرار دیا، اور ان سے اپنی بیعت کا اعلان کرنے کا مطالبہ کیا۔ تم نے لکھا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو وہ امام (ع) کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے مگر ان میں سے کسی نے تمہاری بیعت نہیں کی، بلکہ تمہاری سب سے زیادہ تعریف کرنے والا سید محمود الحسنی نے ہی تمہیں جھوٹا قرار دے دیا اور تمہاری حقیقت سب کے سامنے کھول دی،

اگر تمہارے مطابق یہ 27 افراد امام مہدی (ع) سے براہ راست جُڑے تھے، تو ان میں سے کسی کا بھی تمہاری بیعت نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ تم جھوٹے ہو۔"

احمد الحسن کے دعوے اور تضادات:

حیدر مشتت نے ایک اور تضاد کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا:

"تم نے کئی بار اپنے منشورات میں کہا: میرے والد نے مجھ سے کہا یا میرے والد نے مجھے خبر دی، اور بعد میں تم نے لکھا: میں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے دادا امام مہدی (ع) کے بعد ان (کاذبوں) سے براءت کا اظہار کیا یہ صریح تضاد ہے، اگر تمہارے والد سے مراد تمہارے دادا (یعنی امام مہدی) ہیں، تو پھر تمہاری پہلے کی گئی بات غلط ثابت ہوتی ہے، مزید برآں، تم نے اپنی تحریر " الیمانی الموعود" میں

امام جعفر صادق (ع) کی ایک روایت نقل کی، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد 12 مہدی آئیں گے، اور جب ان میں سے پہلے کی وفات کا وقت آئے گا، تو وہ اپنی ذمہ داری اپنے بیٹے کو سونپ دے گا، جس کے تین نام ہوں گے: عبداللہ، احمد، اور مہدی۔
یہ روایت یہ ظاہر کرتی ہے کہ امام (ع) کا جانشین براہ راست ان کا بیٹا ہوگا، جبکہ تم اسے اپنی نسل میں شمار کر رہے ہو، جو غلط تشریح ہے۔"

حیدر مشتت: احمد الحسن سلفی نظریات رکھتا ہے:

حیدر مشتت نے مزید کہا:
"تمہارا دعویٰ کہ امام مہدی (ع) حسنی نسل سے ہوں گے، سلفی نظریہ ہے،
جبکہ اہل تشیع کا اجماع ہے کہ امام مہدی (ع) حسینی نسل سے ہیں۔ تمہارا موقف ظاہر کرتا ہے کہ تم نے اہل تشیع کے عقائد کو چھوڑ کر سلفیوں کے عقائد اختیار کر لیے ہیں"۔

احمد الحسن کے معجزے کا جھوٹا دعویٰ:

حیدر مشتت نے احمد الحسن کی "معجزے" سے متعلق جھوٹی کہانی کا بھی پردہ فاش کیا:
"تم نے اپنے منشور میں کہا کہ تم امام مہدی (ع) کے ذریعے حضرت فاطمہ زہراء (ع) کی قبر کی جگہ جانتے ہو، اور یہ کہ ان کا مزار امام حسن (ع) کے پہلو میں ہے، یہ ایک ایسا معجزہ ہے جسے ثابت کرنے کے لیے تمہیں امام حسن (ع) کی قبر کھودنی پڑے گی، جو شرعی طور پر جائز نہیں اور اگر یہ معجزہ محسوس یا ظاہر نہیں ہو سکتا، تو پھر یہ معجزہ کیسے ہوا؟ تمہارا دعویٰ کہ تم اس پر قسم کھانے کے لیے تیار ہو، اس سے تمہاری سچائی ثابت نہیں ہو سکتی، تمہارا صحیح لقب، جیسا کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے تمہیں اور تمہاری حالت کو دیکھا ہو، "احمد اسماعیل السُلمي" ہے۔ تمہارے والد کا نام اسماعیل ہے، نہ کہ مہدی، جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو)۔"

میں کہتا ہوں: حیدر مشتت کے اپنے ساتھی پر کیے گئے اعتراضات مضبوط ہیں، ناظم العقیلی نے ان کے جوابات دینے کی کوشش کی، لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تاہم، اس نے حیدر مشتت کا مذاق اڑانے اور اس کے تضادات اور دھوکہ دہی کو ظاہر کرنے میں مہارت دکھائی۔ حیرت کی کوئی بات نہیں، کیونکہ جھوٹے مہدویت کے دعویدار ایک دوسرے کے جھوٹ کو بے نقاب کرنے میں ماہر ہوتے ہیں۔

ناظم العقیلی نے کہا: جس شخص نے ابو الفضل العباس کی قسم کھائی، وہ خود شیخ حیدر مشتت تھا، جس نے اب اپنا لقب "القحطانی" رکھ لیا ہے، کیونکہ وہ اپنے اصل نام کا انکشاف کرنے سے ڈرتا ہے، تاکہ بدنامی سے بچ سکے۔ اس نے صدام کے دور میں ابتدا میں سید احمد الحسن کی دعوت کو سچ مان لیا تھا، اور اس سے بیعت کی تھی کہ وہ اپنی جان، مال اور اولاد کے ذریعے اس کی مدد کرے گا۔ وہ تقریباً ایک سال تک سید احمد الحسن کی حمایت کرتا رہا اور عوام کے سامنے کئی بیانات جاری کیے، جن میں اس نے گواہی دی کہ سید احمد الحسن امام مہدی کے رسول ہیں! اس نے کئی بار مجھ سے ذاتی طور پر یہ کہا کہ سید احمد الحسن وصی ہے اور اس کی حقیقت کو صرف اللہ ہی جانتا ہے! میں اس بات پر قسم کھانے کے لیے تیار ہوں۔ یہ حقیقت نجف اشرف کے علمی حلقوں میں معروف ہے، اور جو چاہے، وہ نجف، عمارۃ، بصرہ، ناصریہ اور بغداد میں اس بارے میں دریافت کر سکتا ہے۔ ان تمام شہروں میں جو لوگ اس معاملے سے واقف ہیں، وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ شیخ حیدر مشتت ایک سال سے زیادہ عرصہ تک سید احمد الحسن کا پیروکار تھا اور پورے جوش و خروش سے اس کی حمایت کرتا رہا پھر وہ مرتد ہو گیا اور جھوٹ اور افترا کے ساتھ یہ دعویٰ کرنے لگا کہ وہ خود "یمانی موعود" ہے۔ سید احمد الحسن نے اسے اس جھوٹے دعوے سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ جب شیخ حیدر نے اس پر اصرار کیا، تو سید احمد الحسن نے اسے فاسق قرار دیا اور ایک خاص بیان میں اس کے جھوٹ کو واضح کیا، جو کئی شہروں میں تقسیم کیا گیا۔

سید احمد الحسن نے اسے ابو الفضل العباس (علیہ السلام) کی قسم کھانے کے لیے بلایا۔ سید احمد الحسن نے پیش گوئی کی کہ اگر شیخ حیدر مشتت ابو الفضل العباس (علیہ السلام) کی قسم کھائے گا، تو اسے

جلد یا بدیر سزا ضرور ملے گی اور پھر شیخ حیدر مشتت نے قسم کھائی کہ وہ ہی "یمانی موعود" ہے، جیسے ہی وہ مقدس حرم سے باہر نکلا، روضے کی سیکیورٹی فورسز نے اسے گرفتار کر لیا اور تفتیش کے لیے روک لیا۔ میں اس کے ساتھ موجود تھا اور میں نے اسے خوف سے توازن کھوتے دیکھا۔

حکام نے اس سے بار بار ابو الفضل العباس ع کی قسم کے بارے میں پوچھا، لیکن اس نے کوئی جواب دینے سے انکار کر دیا اور یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ "یمانی" ہے، پھر وہ اپنے اعصاب پر قابو نہ رکھ سکا، خوفزدہ ہو گیا، اور ان ساتھیوں کو پکارنے لگا جو اس کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے، کہ: "شیخ احمد کو پکڑو، کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ امام کا بیٹا ہے"۔

یہ اس لیے تھا کہ وہ جان گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے یہ اس کی پہلی سزا تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ سید احمد الحسن کو بھی گرفتار کر لیا جائے تاکہ دونوں برابر ہو جائیں اور یہ معاملہ اس کے خلاف شمار نہ ہو لیکن کوئی بھی سید احمد الحسن کو ہاتھ نہ لگا سکا، جبکہ وہ عوام کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھا رہے تھے کہ شیخ حیدر جھوٹا ہے۔ اس کے بعد، سید احمد الحسن نے روضے میں دو رکعت نماز ادا کی، اللہ سے دعا کی، اور محفوظ اور کامیاب لوٹ آیا، جبکہ شیخ حیدر کو سیکیورٹی اہلکاروں نے قید میں رکھا، اور جب رہا کیا گیا تو وہ شرمندگی سے چور تھا، کیونکہ وہ واقعی حرم سے باہر نکلنے سے پہلے ہی گرفتار ہو چکا تھا، اور یہ اس کے لیے ایک تنبیہ تھی کہ شاید وہ اپنے گناہ سے باز آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے ہی کسی نہ کسی چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے، تاکہ وہ (اپنی بداعمالیوں سے) باز آ جائیں"۔

اب میں آپ کو بتاؤں گا کہ شیخ حیدر پر اس کے بعد کیا مصیبت اور ذلت آئی۔ اگر وہ مر جاتا یا مسخ ہو جاتا، تو یہ اس کے لیے ہزار گنا بہتر ہوتا اس ذلت سے، جو اس کے سر پر قیامت تک رہے گی۔ اس کے بعد شیخ حیدر مشتت واپس آیا اور کوفہ اور سہلہ کے درمیان ایک جگہ میں سکونت اختیار کی، اور اس نے اپنے پیروکاروں کے لیے اعلان کیا کہ وہی "حیدر یمانی" ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں پر ٹماٹر، گوشت، چائے، اور سگریٹ پینے کو حرام قرار دے دیا، اور ان چیزوں کو ممنوع کر دیا جو اللہ نے حلال کی

ہیں، اور یوں وہ اسلام سے باہر نکل گیا۔ یہ معاملات نجف، عمارۃ، اور ناصریہ کے کئی لوگوں نے سنے ہیں، اور جو چاہے، اس کے بارے میں دریافت کر سکتا ہے۔

اس نے اپنے پیروکاروں کو سرخ عمامے پہنائے اور انہیں گندی زمین پر لوٹنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ گندے نالوں کے پانی میں لوٹتے تھے، سنو اور حیران ہو جاؤ، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مسجد کوفہ پر جمعہ کے دن مارٹر گولوں سے حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کی، جب کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔

ہمارے پاس عینی شاہدین ہیں، جو اس وقت اس کے ساتھ تھے، اور جب انہیں اس کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کا علم ہوا، تو وہ اسے چھوڑ کر سید احمد الحسن کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس دوران پولیس اور قابض افواج کو اطلاع ملی کہ اس جگہ پر اسلحہ اور دہشت گرد موجود ہیں، چنانچہ قابض افواج کے جنگی طیاروں نے حملہ کیا، اور شیخ حیدر مشتت کے ساتھی فرار ہو گئے۔ فوجیوں نے ان کی پناہ گاہ جلا دی، اور وہ لوگوں کے لیے باعث رسوائی اور زبانوں پر لعنت بن گئے۔ اللہ نے ان کے شر سے لوگوں کو نجات دی۔

جب شیخ حیدر مشتت کی حقیقت کھل گئی اور اس نے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں ناکامی دیکھی، تو اس نے اپنے پیروکاروں کو ایران ہجرت کا حکم دیا، اور انہیں یہ بتایا کہ جیسے ہی وہ ایران پہنچیں گے، سید مقتدیٰ الصدر قتل ہو جائے گا اور عراق میں ہر کوئی ہلاک ہو جائے گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ ایران میں ایک فوج بنائیں گے اور عراق کو فتح کریں گے لیکن اس کے برعکس ہوا، ایرانی انٹیلیجنس نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور شیخ حیدر بھی ان کے ساتھ قید ہوا، جبکہ ان کے بیوی بچے ایران میں کوڑے کرکٹ سے رزق حاصل کر رہے تھے، جیسا کہ ہمیں بتایا گیا۔

شیخ حیدر مشتت کا قتل:

احمد الحسن کے ساتھ الزامات اور بیانات کے تبادلے میں شیخ حیدر مشتت عمارہ میں مقیم تھا۔ اس نے اپنے اور اپنے پیروکاروں کے لیے ایک مرکز قائم کیا اور ایک (اخبار) بھی جاری کی۔ اس کا ساتھی احمد اسماعیل تنومہ، بصرہ کے قریب رہتا تھا۔ وہ اپنے پیروکاروں سے براہ راست نہیں ملتا تھا، بلکہ اس نے استقبالیہ کمرے میں ایک اسپیکر نصب کیا تھا، اور خود کسی دوسری کمرے سے بات کرتا تھا، جہاں سے وہ قرآن کی عجیب وغریب تفسیریں سنایا کرتا تھا۔

پھر ہمیں خبر ملی کہ کسی نامعلوم گروہ نے شیخ حیدر مشتت کے مرکز پر کئی بار مسلح حملے کیے۔ اس کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ شیخ حیدر کو بغداد کے علاقے زیونہ میں، ایک سفر کے دوران گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے پیروکاروں نے اس کے قتل کا الزام اس کے ساتھی، دجال احمد اسماعیل پر عائد کیا۔

چوتھا باب: دجالوں کی مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں

حیدر، اپنی ہلاکت سے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ پہلے مجھ سے ملاقات کے لیے آتا تھا اور امام مہدی (علیہ السلام) کے بارے میں مجھ سے کچھ سوالات کیا کرتا تھا۔ صدام کے زوال کے بعد وہ میرے پاس آیا اور یہ کوشش کرنے لگا کہ میں اس کے اس دعوے کی تائید کر دوں کہ وہی "یمانی موعود" ہے، حالانکہ یمانی کا ظہور یمن میں ہوگا، نہ کہ عراق میں اور آخری بار جب میں نے اسے دیکھا، تو اس نے مجھ سے کہا:

"میں دو خطوط لے کر آیا ہوں، ایک آپ کے لیے اور دوسرا سید القائد خامنہ ای کے لیے۔

میں نے اس سے پوچھا: یہ خطوط کس کی طرف سے ہیں؟

اس نے جواب دیا: امام صاحب الزمان (علیہ السلام) کی طرف سے۔

میں نے خود کو سنبھالا، اپنی عبا درست کی اور اس سے مخاطب ہو کر کہا:

اے شیخ حیدر! کیا تم اس بات پر یقین رکھتے ہو؟

اس نے کہا: جیہاں۔

میں نے کہا:

جلدی نہ کرو، میں تم سے پوچھتا ہوں کیا واقعی تمہاری ملاقات امام مہدی (صلوات اللہ علیہ) سے ہوئی ہے؟ وہی امام حجت بن الحسن، جو امام حسین (علیہ السلام) کی نسل سے نویں ہیں، جن کی بشارت ان کے جد بزرگوار حضرت مصطفی ﷺ نے دی، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے ذخیرہ کیا ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں، جیسے یہ ظلم وجور سے بھر گئی ہے؟

کیا تمہیں یقین ہے کہ تم انہی سے ملے ہو اور انہوں نے میرے لیے ایک خط لکھا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ وہ مجھے پہنچاؤ؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

تو میں نے اسے سمجھایا، نصیحت کی اور اسے حلاج کی کہانی سنائی کہ کس طرح اس نے بھی امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کی نیابت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس نے شیخ صدوق (قدس سرہ) کے والد کو قم میں خط لکھا اور انہیں اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی۔ پھر وہ خود قم آیا، لیکن انہوں نے اس کو ملامت کی اور شہر سے نکال دیا۔

میں نے اپنی بات اس طرح ختم کی:

اے شیخ حیدر! تم اپنی بات پر دوبارہ غور کرو، اور میں تم سے معذرت چاہتا ہوں کہ تمہارا خط قبول نہیں کر سکتا۔ اگر تمہاری واقعی امام (علیہ السلام) سے ملاقات ہوئی ہے اور انہوں نے تمہیں میرا خط دینے کا حکم دیا ہے، تو تم ان سے جا کر کہہ دینا کہ فلاں شخص نے خط لینے سے انکار کر دیا ہے، یہاں تک کہ کوئی معجزہ دیکھ لے جو اس کی سچائی اور خط کی صداقت پر دلیل ہو۔

حیدر فوراً بولا: ٹھیک ہے، آپ کیا معجزہ چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: وہی معجزہ جو شیخ صدوق (رحمۃ اللہ علیہ) کے والد نے حلاج سے طلب کیا تھا: کہ تم میری سفید داڑھی کو پھر سے ویسی سیاہ کر دو، جیسی وہ میری جوانی کے وقت تھی۔

وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا: ٹھیک ہے، کیا آپ یہ قبول کریں گے کہ آج رات کوئی خواب دیکھیں؟

میں نے کہا: نہیں، اور نہ ہی میں خواب دیکھنے پر راضی ہوں! کیا ہم اپنا دین خوابوں کی بنیاد پر لیں گے، اے شیخ حیدر؟ دینِ خدا اس سے کہیں زیادہ قیمتی ہے کہ اسے خوابوں پر پرکھا جائے۔ دین کے لیے منطقی، عقلی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جسے عقل قبول کرے، اور ایسا کھلا معجزہ چاہیے جس کے سامنے سب سر جھکا دیں۔

امام کاظم (علیہ السلام) کا فرمان ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں پر دو حجتیں ہیں: ایک ظاہری حجت اور ایک باطنی حجت۔ ظاہری حجت رسول، انبیاء اور ائمہ (علیہم السلام) ہیں، اور باطنی حجت عقل ہے۔"

حیدر کچھ دیر خاموش رہا، پھر اٹھا اور رخصت ہوتے ہوئے کہا: اللہ حافظ۔

اس کے ساتھ میری دیگر بحثیں بھی ہوئیں، جن کا تذکرہ اس مقام پر ممکن نہیں۔

رہا دجال احمد حسن، تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک حیدر اسے میری ملاقاتوں اور بحثوں کی اطلاع دیتا تھا۔ بعد میں، جب احمد حسن نے حیدر سے یمانی ہونے کا دعویٰ خرید لیا، تو اس نے بھی کئی بار کوشش کی کہ مجھے اپنی تحریک کی طرف مائل کرے۔ اس نے مجھے ایک خط بھیجا اور مطالبہ کیا کہ میں اس پر ایمان لے آؤں۔

اس (احمد حسن) نے میرے ذریعے ایک پیغام بھی بھیجا، جناب آیت اللہ سید القائد خامنہ ای (حفظہ اللہ) کی خدمت میں، جس میں اس نے مطالبہ کیا کہ ایران کی قیادت اسے سونپ دی جائے، کیونکہ وہ امام مہدی کا رسول ہے جو تمام جہانوں کی طرف بھیجا گیا ہے، میں نے اس پیغام کو لینے سے انکار کر دیا۔

اس کے نمائندے نے مجھ سے کہا: امام احمد آپ سے کہہ رہے ہیں کہ عوام میں آپ کا اثر و رسوخ ہے، اگر آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو ہم ان تمام دجالوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

میں نے اس سے پوچھا: دجالوں سے تمہاری مراد کون ہے؟

اس نے جواب دیا: نجف کے مراجع (علمائے کرام)۔

تو میں نے اس کی باطل باتوں کو رد کر دیا اور کہا: میرے لیے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شیعہ مرجعیت کے خلاف یہ نفرت دراصل وہابیوں کی نفرت ہے اور تمہارا یہ رہنما بھی وہابی فکر رکھتا ہے اور وہیں سے مالی امداد لیتا ہے۔

پھر اس نے میرے پاس مزید افراد بھیجے، جن سے میں نے مباحثہ کیا اور اللہ کے فضل سے انہیں لاجواب کر دیا۔

اس کے بعد اس نے دو افراد اور بھیجے، اور ہم اس بات پر متفق ہوئے کہ میں اس کے پاس کسی کو مناظرہ کے لیے بھیجوں گا۔ چنانچہ میں نے اپنے نمائندے کے طور پر شیخ عبدالحسین الحلفی کو التنومہ بھیجا۔

لیکن دجال نے مناظرہ کرنے سے انکار کیا، البتہ مباہلہ (اللہ کی لعنت کی دعا) کے لیے راضی ہوا، اور مباہلہ کے لیے شط العرب کے کنارے وقت اور جگہ مقرر کی گئی، مگر دجال وقت پر نہ آیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

شیخ عبدالحسین الحلفی میرے پاس آئے اور کہنے لگے: مجھے افسوس ہے کہ وہ مباہلہ سے بھاگ گیا۔
میں نے ان سے پوچھا: آپ مباہلہ کیسے کرنے والے تھے؟
انہوں نے کہا: ہم نے شط العرب کے کنارے کل کا دن اور ایک خاص جگہ طے کی تھی، وہ مان گیا تھا، میں مقررہ وقت پر پہنچا لیکن وہ نہیں آیا۔ اگر وہ آ جاتا تو میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اس کا بازو اپنے بازو سے جوڑ کر کہتا: آؤ ہم دونوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جھوٹے کو ہلاک کرے اور سچے کو نجات دے، اور پھر میں اپنے آپ کو اور اسے شط العرب میں پھینک دیتا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ میں بچ جاؤں گا اور وہ ڈوب جائے گا۔

پھر اس (احمد حسن) کی طرف سے ایک اور شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے مناظرہ کیا اور اس سے کہا کہ میں اُس کے امام کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ قم میں آکر مناظرہ کرے۔ اس شخص نے اپنے امام سے رابطہ کیا، لیکن وہ آنے پر راضی نہ ہوا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ کسی ایسے شخص کو بھیجے جو اس کی طرف سے مکمل اختیارات رکھتا ہو۔ چنانچہ اس نے دو معتمد افراد بھیجے، جنہیں اس کی طرف سے مکمل اختیار حاصل تھا۔

میں نے ان دونوں سے، چند طلباء کی موجودگی میں، مناظرہ کیا۔ ان کی جہالت اور ایک دوسرے سے متضاد باتوں پر طلباء ہنسنے لگے۔
انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا امام شیخ الحلفی کے ساتھ مباہلہ سے نہیں بھاگا تھا۔ چنانچہ ہم اس بات پر تحریری طور پر متفق ہوئے کہ دوبارہ مباہلہ کیا جائے گا، اور ہم نے اس مباہلے کی ایک تحریری دستاویز درج ذیل شرائط کے ساتھ لکھی:

مباہلہ کی دستاویز:

دونوں فریق، جن کے دستخط ذیل میں موجود ہیں، اس بات پر متفق ہوئے کہ مباہلہ درج ذیل شرائط پر ہوگا:

1) مباہلہ جمعہ کے دن، بصرہ کے ایک عام قبرستان میں، لوگوں کی موجودگی میں ہوگا اور ویڈیو کے ذریعے ریکارڈ کیا جائے گا۔

2) دونوں فریق اپنے ساتھ احمد حسن (مدعیِ نیابت) اور دوسرے فریق کی طرف سے تحریری اختیار نامہ لائیں گے اور اگر کسی ایک فریق کا نمائندہ ہلاک ہو جائے تو احمد حسن کو تحریری طور پر یہ لکھنا ہوگا کہ وہ باطل پر تھا۔

3) مباہلہ کے الفاظ اہل بیت (علیہم السلام) سے منقول ہوں گے اور اس کے بعد براءت (لا تعلقی) کا قسم شامل ہوگا۔

4) اس معاہدے میں کوئی اور شرط شامل نہیں کی جائے گی۔ جو فریق پیچھے ہٹے گا، وہ باطل قرار پائے گا۔

فریقین کے نمائندوں کے دستخط:

احمد حسن کی طرف سے نمائندہ: سید صالح الصافی (نام اور دستخط)

علماءِ شیعہ کی طرف سے نمائندہ: شیخ عبد الحسین الحلفی (نام اور دستخط)۔

شیخ عبد الحسین الحلفی بصرہ گئے اور ان سے کہا کہ مباہلہ کے لیے دن مقرر کریں، لیکن وہ مکرنے لگے اور بہانے بناتے رہے، یہاں تک کہ محرم کا مہینہ آ گیا۔ اس دوران دجال (احمد حسن) کے پیروکاروں نے بصرہ اور ناصریہ میں مسلح بغاوت شروع کر دی، جس میں انہوں نے پولیس اور عام لوگوں میں سے درجنوں افراد کو قتل کیا، اور خود ان کے بھی درجنوں افراد مارے گئے۔ حکومت نے ان کے سینکڑوں

افراد کو گرفتار کر لیا، اور ان کا دجال (احمد حسن) بھاگ کر متحدہ عرب امارات چلا گیا تاکہ وہاں عدل و انصاف سے زمین کو بھر دے، اور پھر یہ عدل و انصاف وہاں سے پڑوسی ممالک میں پھیل جائے۔

یہ شخص (دجال) اور اس کے ساتھی جھوٹ گھڑنے میں کسی طرح کی شرم یا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

میرے پاس ہر جمعہ کے دن "قناۃ سحر" پر ایک لائیو پروگرام ہوا کرتا تھا، پھر بعد میں یہ پروگرام "قناۃ الکوثر" پر نشر ہونے لگا۔ دجال بصرہ (احمد حسن) اور اس کے ساتھیوں نے بڑی سرگرمی کے ساتھ فون کالز کے ذریعے ان پروگراموں میں رابطہ شروع کر دیا۔ کوئی پروگرام ایسا نہ ہوتا جس میں وہ کال نہ کرتے اور "یمانی" کے مسئلے کو نہ اٹھاتے، اور بار بار یہی دعویٰ کرتے کہ یمانی کا ظہور عراق سے ہوگا، نہ کہ یمن سے۔

وہ مختلف شبہات پیش کرتے تاکہ اپنے رہنما (احمد حسن) کے دعوے کو درست ثابت کر سکیں۔ ان میں سے بعض لوگ سخت زبان استعمال کرتے اور کھلم کھلا جھوٹ گھڑتے، بالکل اپنے دجال امام کی طرح۔

ایک دن ایک شخص نے کہا: "ہم آپ کے اپنے ہی الفاظ سے آپ پر حجت قائم کرتے ہیں! آپ نے اپنی کتاب 'عصر الظہور' میں وہ روایت لکھی ہے کہ یمانی موعود دراصل یمانی نہیں ہوگا، بلکہ اس کی نسب یمن سے ہوگی"۔

میں نے جواب دیا: "جی ہاں، میں نے وہ روایت اپنی کتاب میں ذکر کی ہے، لیکن میں نے ساتھ ہی اس روایت کو رد بھی کیا ہے! تو کیا تم مجھ پر اس چیز سے احتجاج کر رہے ہو جسے میں نے خود رد کر دیا؟"۔

میں کہتا ہوں:

یہ روایت صحیح البخاری (جلد 4، صفحہ 155 اور جلد 8، صفحہ 105) میں آئی ہے۔

روایت میں کہا گیا ہے:

"محمد بن جبیر بن مطعم روایت کرتے تھے کہ معاویہ کے پاس قریش کے ایک وفد کے ساتھ موجود تھے، اور معاویہ کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہہ رہے ہیں کہ قحطان سے ایک بادشاہ آئے گا۔ یہ سن کر معاویہ غصے میں آ گئے، منبر پر خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو اللہ کی کتاب میں ہیں اور نہ رسول اللہ سے نقل ہوئی ہیں۔ ایسے لوگ تمہارے جاہل لوگ ہیں! تم ان بے بنیاد امیدوں سے بچو جو لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں۔

میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: "یہ حکومت قریش میں ہی رہے گی، اور جو کوئی ان سے عداوت کرے گا، اللہ اسے ذلیل کرے گا، جب تک وہ دین قائم رکھیں گے۔"

یہ واقعہ اس بات کی نشانی ہے کہ قریشی سردار ہر اس حدیث کی روایت سے سختی سے روکتے تھے جو کسی قحطانی قیادت یا بادشاہت کی بشارت دیتی ہو، کیونکہ ایسی احادیث قریش کی عرب و عالم پر حکمرانی کو چیلنج کرتی تھیں۔

اسی لیے معاویہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو منبر پر سختی سے ملامت کی اور انہیں جاہل قرار دیا، کیونکہ انہوں نے یہ روایت کی کہ قحطان سے ایک بادشاہ آئے گا۔

(یاد رہے کہ قحطان کا مطلب ہے کہ قریش کے سوا تمام عرب قبائل۔)

معاویہ کی ملامت کا اثر یہ ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے اس روایت کو چھوڑ دیا اور اس سے توبہ کر لی۔"۔

یمانی قریشی ہوگا:

روایت میں آیا ہے: ''اے اہلِ یمن! تم کہتے ہو کہ منصور تم میں سے ہوگا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ قریشی ہوگا، اس کا باپ قریشی ہوگا''!

(ابن حماد: 120/1)

احمد اسماعیل (دجال بصرہ) کے پیروکار اس روایت کو لے کر مجھ سے چمٹ گئے اور کہنے لگے: "آپ نے خود اعتراف کیا ہے کہ یمانی ضروری نہیں کہ یمن سے ہو، لہٰذا وہ بصرہ سے بھی ہو سکتا ہے، اور یہ صفت ہمارے امام (احمد اسماعیل) پر صادق آتی ہے"۔

حالانکہ اہل بیت (علیہم السلام) کی روایات بالکل واضح طور پر کہتی ہیں کہ یمانی موعود کا خروج یمن سے ہو گا۔ جیسا کہ شیخ صدوق نے کتاب کمال الدین (صفحہ 328) میں فرمایا ہے:

"اور ان کے (امام مہدی کے) ظہور کی نشانیوں میں سے ہے: سفیانی کا شام سے خروج، اور یمانی کا یمن سے خروج"۔

انہی دنوں میں نے قناۃ الکوثر پر ایک پروگرام خاص طور پر دجال بصرہ کے جھوٹے دعوؤں کے رد میں پیش کیا۔ اس کے بعد وہ اور اس کے پیروکار غائب ہو گئے اور پروگرام میں کالز کرنا بھی بند کر دیا۔ مگر بعد میں اس نے اپنی ویب سائٹ پر لکھا:

"میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے بارے میں کس قدر جھوٹ اور بہتان بولا گیا۔ کچھ ماہ قبل ایرانی ٹی وی چینل قناۃ الکوثر پر ایک پروگرام (المھدي الموعود) میں شیخ علی کورانی کو مدعو کیا گیا۔ پوری قسط تقریباً میرے خلاف بات کرنے اور میرے دعوے کی ساکھ کو خراب کرنے کے لیے مخصوص تھی۔

شیخ علی کورانی نے یہ بھی کہا کہ احمد حسن کہتا ہے کہ اس نے اپنی بہن کی شادی امام مہدی سے کی ہے! جبکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے کبھی ایسا نہیں کہا، اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں، نہ اپنی عمر کا لحاظ کرتے ہیں، نہ اپنے سر کی عمامہ کی شرم رکھتے ہیں"۔

اس دجال نے مجھ پر صریح جھوٹ بولا! میں نے ہرگز اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں کہا۔

یہ تمام پروگرام ریکارڈ موجود ہیں، اور میں نے جو بات نقل کی تھی، وہ بھی روایت کرنے والوں کے حوالے سے کسی اور شخص کے متعلق نقل کی تھی، نہ کہ اس کے بارے میں۔

پانچواں باب: دجال احمد الحسن کی بصرہ میں بغاوت

پانچ سو مسلح افراد کو جمع کرنا:

احمد اسماعیل نے اپنے تقریباً پانچ سو پیروکاروں کو بھرتی کیا اور بصرہ اور ناصریہ میں دو مراکز قائم کیے، جبکہ عراق کے دیگر صوبوں میں بھی چھوٹے مراکز بنائے۔ جب اس نے اپنی تیاری مکمل کرلی، اپنے پیروکاروں کی تربیت، مسلح سازی اور ذہن سازی کرلی، تو عاشورہ کے دن، جب عزاداری کے جلوس سڑکوں پر موجود تھے، اس نے اپنے ساتھیوں (جنود رسول المہدی) کے ساتھ بغاوت کا اعلان کیا تاکہ بصرہ اور ناصریہ کو "طاغوت" سے آزاد کر کے وہاں امام مہدی (علیہ السلام) کی حکومت قائم کرے اور پھر یہ انقلاب پوری دنیامیں پھیلایا جائے۔

یہ لوگ عاشورہ کے جلوسوں کے درمیان اچانک نکل آئے اور چیخنے لگے: "ظہر المہدی، ظہر المہدی" (مہدی ظاہر ہو گیا)" کچھ لوگ ان سے پوچھنے لگے: "کہاں ہے مہدی؟ کہاں ہے؟" تو وہ نعرے لگاتے رہے: "ظہر المہدی، ظہر المہدی" پھر انہوں نے بصرہ میں پولیس پر فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں جھڑپیں شروع ہو گئیں، اور یہ لڑائی ناصریہ تک پھیل گئی، یہ مقابلہ تقریباً ایک ہفتہ جاری رہا۔ ان کے تقریباً 100 افراد مارے گئے، سیکڑوں کو گرفتار کر لیا گیا، جبکہ (رسول المہدی) فرار ہو کر روپوش ہو گیا۔

امریکی اعتراض اور پولیس کی کارروائی:

امریکی افواج نے عراقی حکومت پر اعتراض کیا کہ اس نے احمد الحسن کے گروہ کے خلاف غیر ضروری طاقت کا استعمال کیا۔ بصرہ پولیس کی قیادت نے "العربیہ نیٹ" کے مطابق احمد الحسن الیمانی کے سیکیورٹی فائل کو کھول دیا، جس میں انکشاف کیا گیا کہ اس نے پولیس پر حملے کیے اور 18 جنوری 2008 کو عاشورہ کے دن سینکڑوں افراد ہلاک کیے۔

احمد الحسن نے سول انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنے پیروکاروں کو متوجہ کرنے کے لیے جادو اور ہپناٹزم کا استعمال کیا۔ اس کے پیروکار، جو زیادہ تر یونیورسٹی گریجویٹس اور دینی مدارس کے طلبہ تھے، دعویٰ کرتے تھے کہ انہوں نے خواب میں حضرت محمد (ﷺ) یا حضرت مسیح (علیہ السلام) کو دیکھا، جنہوں نے انہیں احمد الحسن کی پیروی کا حکم دیا۔

اس گروہ کا ایک حیران کن نشان "ستارہ داؤد" تھا، جس کے بارے میں ان کا ماننا تھا کہ یہ امام مہدی (علیہ السلام) کے جھنڈے پر ہوگا، اور بنی اسرائیل کے نبی ایلیا (علیہ السلام) امام مہدی کی فوج میں شامل ہوں گے۔

جادو، شعبدہ بازی، اور بشارت:

بصرہ پولیس کے مطابق، احمد اسماعیل صالح الحسن، جو بصرہ کے "بوسویلم" قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، 1968 میں پیدا ہوا، 1992 میں بصرہ یونیورسٹی سے سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں نجف کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی۔

پولیس چیف، جنرل عبد الجلیل خلف کے مطابق، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ احمد الحسن کسی سادات گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا، یعنی وہ ہاشمی نسب نہیں رکھتا۔ وہ جادو، ہپناٹزم اور شعبدہ بازی کے ذریعے اپنے پیروکاروں کو قابو میں رکھتا تھا اور شیعہ عقائد کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتا تھا۔

اس کے پیروکاروں کی تعداد 500 سے زیادہ ہو سکتی ہے، جن میں یونیورسٹی پروفیسرز، دینی مدارس کے طلبہ، انجینئرز، اور بعض سادہ لوح لوگ بھی شامل تھے۔ گرفتار افراد پر 7 مختلف تحقیقات کی گئیں، اور جنرل خلف نے ان میں سے بعض سے گفتگو بھی کی، جنہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں خواب میں حضرت حسین (علیہ السلام) اور حضرت فاطمہ (علیہا السلام) نے احمد الحسن کی پیروی کا حکم دیا تھا۔

ستارہ داؤدان کا نشان کیوں تھا؟

احمد الحسن کے مطابق، بنی اسرائیل کے نبی "ایلیا" آخری زمانے میں آسمان سے آئیں گے اور ستارہ داؤد ان کے جھنڈے پر ہوگا۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ وہ اسرائیل پر حکومت کریں گے، لیکن وہ حقیقت میں امام مہدی (علیہ السلام) کی فوج میں شامل ہوں گے اور یہودی ان کے خلاف لڑیں گے۔

امریکی ریڈیو "سوا" کی رپورٹ کے مطابق، گرفتار شدگان میں 15 اہم رہنما شامل تھے، جن میں "حسن الحمامی" بھی تھا، جو "انصار المہدی" گروہ کا روحانی پیشوا تھا اس نے اعتراف کیا کہ تنظیم نجف کی دینی قیادت کو نشانہ بنانے اور عاشورہ کے جلوسوں پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔[1]
حکومتی رپورٹ کے مطابق بصرہ میں 97 افراد ہلاک ہوئے، جن میں 9 فوجی اور پولیس اہلکار بھی شامل تھے۔
احمد اسماعیل گروہ کے 70 افراد مارے گئے، جن کی لاشیں لینے سے ان کے اہلِ خانہ نے انکار کیا، خوف سے کہ ان پر قبائلی انتقام نہ ہو۔
بصرہ میں 219 افراد کو گرفتار کیا گیا، جبکہ ناصریہ میں 70 افراد ہلاک اور 80 زخمی ہوئے۔
احمد اسماعیل گروہ کے 60 پیروکار مارے گئے اور 300 افراد گرفتار کر لیے گئے۔[2]
عراقی ٹیلی ویژن نے حسن الحمامی کے اعترافات نشر کیے کہ ان کا مالی تعاون متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک سے آتا تھا۔[3]

---

1) http://www.radiosawa.com/arabic_news.aspx?id=1491576#
2) ماخذ: العربیۃ. نت (یہ ویب سائٹ اب بند ہو چکی ہے)
3) براثا نیوز ایجنسی: http://www.burathanews.com/news_article_34419.html
(گمراہ فرقے "احمد الحسن" کے نام نہاد روحانی پیشوا حسن الحمامی نے اعتراف کیا کہ ان کی مالی مدد کئی عرب ممالک، خاص طور پر متحدہ عرب امارات سے آتی تھی۔ اس نے مزید کہا کہ ہمارا مالی تعاون بیرونِ ملک، خصوصاً امارات سے ہوتا تھا، اور ہمارا نشان "ستارہ داؤد" تھا، جو کہ اسرائیلی ستارہ ہے۔

عراقی حکومت نے اس معاملے پر متعلقہ حکومتوں کو دستاویزات بھیجی ہیں اور ایک "نرم برادرانہ" احتجاج ریکارڈ کرایا ہے۔
دیگر ویب سائٹس نے مزید تفصیلات شائع کیں:

احمد الحسن کا ایک بھائی فوج میں "عقید" (بریگیڈیئر) کے عہدے پر فائز تھا اور سابق عراقی فوج میں ایک اعلیٰ حیثیت رکھتا تھا۔ اس کا دوسرا بھائی جوہری توانائی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھتا ہے، جبکہ ایک اور بھائی کسی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہے۔ اس کی بہنیں اسکولوں میں معلمہ اور سرکاری ملازمہ کے طور پر کام کرتی ہیں اور جن اداروں میں وہ کام کرتی ہیں، وہاں ان کا ایک اہم مقام ہے۔
اس کا چچا بھی "ہویر" علاقے کا ایک معزز شخص اور سابق حکومت میں ایک نمایاں شخصیت تھا، جو جنوبی عراق کے لوگوں کی مہمان نوازی اور روایات کا حامل تھا۔
دو سال قبل، کچھ نامعلوم افراد اس کے چچا کے پاس آئے اور کہا کہ "تمہارا بھتیجا جلد ہی ایک اہم شخصیت بن جائے گا" اس نے ان کا خیر مقدم کیا، لیکن ان سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ کون ہیں اور اس کا بھتیجا کس حیثیت تک پہنچے گا۔

نجف اشرف کی سول انتظامیہ نے "گمراہ اور گمراہ کرنے والے "احمد الحسن کے 45 پیروکاروں کو گرفتار کیا، جس کا اصل نام "احمد اسماعیل کامل" ہے۔ ان میں سے 15 افراد تنظیم کے مرکزی رہنما تھے، جن میں حسن الحمامی بھی شامل تھا، جو اس گمراہ فرقے کا روحانی پیشوا تھا۔)

چھٹا باب: باطل کا رد کیسے کریں اور دھوکہ بازوں کو خاموش کیسے کرائیں؟

جھوٹوں کو معجزہ طلب کر کے لاجواب کریں:

قدیم و جدید تمام شیعہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کے آخری سفیر علی بن محمد سمری (رحمت اللہ علیہ) تھے۔

شیخ صدوق (رحمت اللہ علیہ) نے اپنی کتاب کمال الدین میں صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے:
"ابو محمد الحسن بن احمد الکاتب بیان کرتے ہیں: میں اس سال بغداد میں موجود تھا جب علی بن محمد سمری (رحمت اللہ علیہ) کا انتقال ہوا۔ ان کی وفات سے چند دن قبل میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے ایک تحریر نکال کر حاضرین کے سامنے پیش کی، جس کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اے علی بن محمد سمری! اللہ تمہارے بھائیوں کو تمہاری جدائی کا اجر عطا فرمائے، کیونکہ تم چھ دن کے اندر دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ اپنا معاملہ سنبھالو اور کسی کو اپنی جگہ وصی مقرر نہ کرنا، کیونکہ اب غیبتِ کبریٰ شروع ہو چکی ہے اور اس کے بعد امام کا ظہور صرف اللہ کے حکم سے ہوگا، جو کہ ایک طویل عرصے، دلوں کی سختی اور زمین کے ظلم وجور سے بھر جانے کے بعد ہوگا۔
میری امت میں بعض لوگ مشاہدے کا دعویٰ کریں گے، سن لو! جو شخص سفیانی کے خروج اور آسمانی صدا سے پہلے میرے مشاہدے کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔"
راوی کہتے ہیں: ہم نے اس تحریر کو نقل کیا اور وہاں سے چلے آئے۔ چھٹے دن جب ہم دوبارہ گئے تو وہ حالتِ نزع میں تھے، کسی نے ان سے پوچھا: "آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا؟" تو انہوں نے جواب دیا: "اللہ کا حکم ہے، وہی اسے پورا کرے گا۔" اور اس کے ساتھ ہی ان کا وصال ہو گیا۔ (1)

---

1) كمال الدين وتمام النعمة للشيخ الجليل الأقدم الصدوق -ج ١ -الصفحة ٥٤٤

یہی قدیم و جدید تمام شیعہ علماء کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے امام مہدی (علیہ السلام) کی عمر حضرت خضر (علیہ السلام) کی طرح دراز کر دی ہے، اور ان کا کوئی سفیر نہیں ہوگا جب تک ظہور کی نشانیاں، جیسے سفیانی (جو شام پر حکومت کرے گا) اور جبرائیل (علیہ السلام) کی آسمانی آواز، ظاہر نہ ہو جائیں۔

شیعہ تاریخ میں بعض لوگوں نے امام مہدی (علیہ السلام) کی نیابت کا جھوٹا دعویٰ کیا، مگر جب ان سے معجزہ طلب کیا گیا، تو وہ عاجز ہو گئے اور خائب و خاسر لوٹ گئے لہٰذا، جو بھی امام مہدی (علیہ السلام) کا سفیر ہونے یا ان کی طرف سے کسی پیغام رسانی کا دعویٰ کرے، اس سے معجزہ طلب کیا جائے گا، اور اگر وہ معجزہ نہ دکھا سکے، تو وہ جھوٹا، مفتری یا پھر پاگل ہوگا، جس کی بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

البتہ، اگر کوئی شخص امام مہدی (علیہ السلام) کے دیدار کا دعویٰ کرے مگر یہ نہ کہے کہ وہ ان کا سفیر ہے یا کسی پیغام کی تبلیغ کے لیے مامور ہے، تو یہ ممکن ہے، اور اس کی صداقت کا دار و مدار اس کے قابلِ اعتماد ہونے پر ہوگا۔

"حدثنا أبو محمد الحسن بن أحمد المكتب قال: كنت بمدينة السلام في السنة التي توفي فيها الشيخ علي بن محمد السمري قدس الله روحه فحضرته قبل وفاته بأيام فأخرج إلى الناس توقيعا نسخت: (بقیہ متن اگلے صفحے پر)

"بسم الله الرحمن الرحيم"

يا علي بن محمد السمري أعظم الله أجر إخوانك فيك فإنك ميت ما بينك وبين ستة أيام فاجمع أمرك ولا توص إلى أحد يقوم مقامك بعد وفاتك، فقد وقعت الغيبة الثانية

فلا ظهور إلا بعد إذن الله عز وجل وذلك بعد طول الأمد وقسوة القلوب، وامتلاء الأرض جورا، وسيأتي شيعتي من يدعي المشاهدة، ألا فمن ادعى المشاهدة قبل خروج السفياني والصيحة فهو كاذب مفتر، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

قال: فنسخنا هذا التوقيع وخرجنا من عنده، فلما كان اليوم السادس عدنا إليه وهو يجود بنفسه، فقيل له: من وصيك من بعدك؟ فقال: لله أمر هو بالغه. ومضى رضي الله عنه. فهذا آخر كلام سمع منه۔"

فائدہ: یہ روایت صریح دلالت کرتی ہے کہ امام مہدی ع نے نواب اربعہ کے بعد غیبت کبریٰ میں اپنا کوئی نمائندہ خاص معین نہیں کیا بلکہ جو شخص نمائندگی کا دعویٰ کرے گا، امام ع نے اسے بھی کذاب قرار دیا لہذا احمد الحسن الیمانی کا دعویٰ نیابت جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

ہم نے بصرہ کے ایک جھوٹے مدعی سے معجزہ طلب کیا، مگر وہ عاجز آ گیا پھر اس نے بعد میں معجزہ دکھانے کا وعدہ کیا مگر اس سے پھر گیا، جس سے ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ جھوٹا، مفتری اور دھوکہ باز تھا۔[1]

ابنِ مہدی (علیہ السلام) والد سے پہلے کیوں آیا؟

میں نے ایک مدعی کے نمائندے سے پوچھا:

"کیا تمہارا امام احمد حسن، امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا اور ان کا وصی ہے، جو ان کے بعد حکومت کرے گا؟

اس نے جواب دیا: ہاں

میں نے کہا: پھر وہ اپنے والد سے پہلے کیوں آگیا؟

وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا"

پھر میں نے پوچھا:

"کیا تمہارا امام احمد حسن زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا؟"

اس نے جواب دیا: ہاں

میں نے کہا: تو پھر اس کے والد کے آنے کی کیا ضرورت رہ گئی؟

وہ ایک بار پھر لاجواب ہو گیا"۔

1) پروردگار اپنی بھیجی گئی حجتوں کو معجزہ کی قوت عطا فرماتا ہے چونکہ معجزہ اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کی ایک اہم دلیل ہے، خداوند متعال نے انبیاء علیہ السلام اور ائمہ اہل بیت علیہ السلام کو بے شمار معجزات سے نوازا جس کا اظہار ان حجتوں نے اپنی حقانیت کے اثبات میں فرمایا ہے، لہذا اگر احمد الحسن الیمانی مدعِ امامت ہے تو اسے معجزہ ظاہر کرنا ہو گا مگر نہ اس کا دعوی مہدویت باطل ثابت ہو گا۔

یہ مختصر سا سوال انکے پورے دعوے کے ڈھانچے کو گرا دیتا ہے کہ انکا امام احمد جو خود کو امام مہدی کی نسل سے قرار دیتا ہے وہ امام مہدی علیہ السلام سے پہلے کیوں آیا؟اگر دنیا و عدل و انصاف سے بھرنے کے لیے آیا تو پھر امام مہدی علیہ السلام کے آنے کی کیا ضرورت؟

تمام انبیاء (علیہم السلام) کے معجزات رکھنے والا:

میں نے اس مدعی سے پوچھا:

"کیا تمہارے امام کے پاس معجزات ہیں؟

اس نے کہا: ہاں، اس کے پاس تمام انبیاء اور اوصیاء (علیہم السلام) کے معجزات ہیں۔ تم کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ وہ اس ظالم شارون کو ہلاک کر دے، جو مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے، اور ہمیں یہ بتائے کہ وہ کب اور کیسے مرے گا؟

وہ فوراً اٹھا، ایک کمرے میں گیا، اور اپنے امام کو فون کیا، اس وقت وہ تنومہ میں تھا، بصرہ میں بغاوت سے قبل۔

مدعی واپس آیا اور کہا: ہم کل تمہیں جواب دیں گے۔

اگلے دن وہ اپنے ساتھی کے ساتھ آیا اور کہا: ہمارے امام نے جواب دیا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) نے اس کی اجازت نہیں دی۔

میں نے کہا: انہیں کہو کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھ رہے ہیں اور میری دعوت کو قبول نہیں کر رہے، جب تک کہ میں کوئی معجزہ نہ دکھاؤں۔ یہ معجزہ دکھانے کے لیے آپکو صرف اتنا کہنا ہے: اے اللہ! شارون کو ہلاک کر دے تو پھر کیا مشکل ہے؟

وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے جب نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھے، تو ان کی اطاعت واجب ہو گئی، جب ہم نے ائمہ علیہم السلام کی امامت کے دلائل دیکھے، تو ان کی اطاعت بھی ہم پر

واجب ہو گئی لیکن ان کے بیٹوں کی اطاعت ہم پر اسی وقت واجب ہو گی جب امام معصوم علیہ السلام ہمیں اس کا حکم دیں۔ لہٰذا، اگر تم واقعی امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹے ہو بھی، تب بھی تم ہمارے امام نہیں ہو، اور تمہاری اطاعت ہم پر واجب نہیں۔ ہاں، اگر امام معصوم (علیہ السلام) نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو، تو پھر تمہاری اطاعت واجب ہو جائے گی۔

چنانچہ، تمہیں دو چیزیں ثابت کرنی ہوں گی:

پہلی یہ کہ تم واقعی امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹے ہو۔

دوسری یہ کہ امام (علیہ السلام) نے ہمیں تمہاری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

جب تک یہ ثابت نہیں ہوتا، ہم تم سے کہتے ہیں:

"اے شخص! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں، اور تمہاری بات ہماری نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر تمہیں اپنے والد کا پتہ ہے تو ان کے پاس جاؤ، ورنہ کسی قہوہ خانے میں جا کر بیٹھو

ہر وہ شخص جو تمہارے دعوے پر شک کرتا ہے، اس کا عقلی اور شرعی حق ہے کہ وہ دلیل طلب کرے۔ تمہیں یہ حق نہیں کہ تم اس پر کفر کا فتویٰ لگا دو اور اس کے لیے ہلاکت کی بد دعائیں کرنے لگو۔

تم کہتے ہو: حجت تمام ہو چکی۔

ہم کہتے ہیں: ہو چکی، لیکن تمہارے نزدیک، تمہارے تخیلات میں، ہمارے نزدیک ابھی حجت تمام نہیں ہوئی۔ اس طرح کے عقائدی اور انتہائی اہم معاملات میں، حجت صرف ایسے معجزے سے تمام ہو سکتی ہے جو سورج کی طرح واضح ہو، نہ کہ کسی غیر مرئی جن کی طرح، جسے تم نے دیکھا ہو مگر کوئی اور نہ دیکھ پایا ہو"۔

امام مہدی (علیہ السلام) کو شکست نہیں ہوتی، پھر ان کے بیٹے کو کیسے شکست ہوئی؟

امام مہدی (علیہ السلام) کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ:

" اللہ انہیں رعب کے ذریعے نصرت عطا کرے گا، اس لیے ان کا کوئی پرچم واپس نہیں لوٹایا جائے گا اور وہ کسی بھی جنگ میں شکست نہیں کھائیں گے۔"[1]

جو شخص یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا اور ان کا بھیجا ہوا نمائندہ ہے، اسے بھی انہی صفات کا حامل ہونا چاہیے لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ اور اس کے ساتھی بصرہ کی جنگ میں حکومتی پولیس سے شکست کھا گئے، پھر چھپ کر بھاگ گئے، یہاں تک کہ انہیں گروہوں اور اکیلے اکیلے گرفتار کر لیا گیا اور وہ خود بھاگتے بھاگتے امارات میں اپنے سلفی سرپرستوں کے پاس پہنچ گیا۔
کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) صرف اس جنگ میں نہیں ہارتے جسے وہ خود شروع کریں، جبکہ بصرہ کی جنگ حکومت نے ان پر مسلط کی تھی۔
اس کا جواب یہ ہے کہ "ان کا کوئی پرچم واپس نہیں لوٹایا جائے گا" کا اصول اس بات میں فرق نہیں کرتا کہ جنگ کس نے شروع کی لہٰذا، اگر یہ شخص واقعی امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا ہوتا، تو کبھی شکست نہ کھاتا۔ صرف ایک جنگ میں شکست کھانے سے ہی اس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے۔

امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، مگر قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتا:

اس کے قریبی ساتھیوں سے کہا گیا:
"کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ تمہارا امام قرآن پڑھتے وقت غلطیاں کرتا ہے؟
پھر وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا سفیر اور دنیا کے لیے ان کا نمائندہ کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ وہ قرآن پڑھنے میں غلطیاں کرتا ہے؟"
ہم نے اس کی ایک مختصر آڈیو میں دو غلطیاں خود سنیں۔
ان میں سے ایک نے جواب دیا:
"یہ غلطیاں نہیں بلکہ قرأت کا فرق ہے"۔

---

1) کمال الدین، صفحہ 327

تو میں نے کہا:

"غلطی اور قرأت میں فرق ہے، قرأت وہی ہوتی ہے جو کسی مستند قاری سے ثابت ہو۔"

یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

پھر اس سے کہا گیا:

"اگر تمہارا امام واقعی امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا اور قرآن کی قراءت میں ماہر ہے، تو وہ اپنا مکمل قرآن خود ریکارڈ کرے تاکہ مسلمان اپنی مصاحف کو اس کی درست قراءت پر پرکھ سکیں"۔

اس کا ساتھی پھر خاموش ہو گیا اور بعد میں کہا:

"میں اس سے یہ درخواست کروں گا"۔

پھر اس سے کہا گیا:

"اور ہماری نماز کی اصلاح کے لیے، کیوں نہ تمہارے امام کی صحیح نماز کی ویڈیو بنا کر عام کی جائے؟"

امام ہونے کا دعویٰ مگر عربی زبان سے نابلد:

یہ حیرت کی بات ہے کہ کچھ تعلیم یافتہ لوگ اس کے پیروکار بن گئے، گویا وہ جادو کے زیرِ اثر آ گئے ہوں، ان میں سے کسی کو بھی یہ احساس نہ ہوا کہ یہ مزعوم امام نہ تو قرآن صحیح پڑھ سکتا ہے، نہ عربی زبان کے الفاظ درست ادا کر سکتا ہے، اور نہ ہی اس کے جملے گرامر کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں۔

اگر ان کے پاس عقل ہوتی تو وہ فوراً کہتے:

"یہ امام اور امام معصوم (علیہ السلام) کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ وہ قرآن پڑھنے میں غلطیاں کرتا ہے، عربی نہیں جانتا، اور ایک ہی صفحے میں کئی فاش غلطیاں کر دیتا ہے جو اس کے عامی ہونے کا ثبوت ہیں"۔

یہی نہیں، بلکہ اس کی کتابیں موجود ہیں، کوئی بھی انہیں پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

امام ہونے کا دعویٰ مگر دنیا کی زبانیں نہیں جانتا:

اس کے بعض ساتھیوں سے کہا گیا:

"ہمارے عقائد میں ہے کہ امام (علیہ السلام) تمام انسانوں کی زبانیں جانتے ہیں، کیونکہ وہ کسی قوم کے لیے حجت نہیں بن سکتے جب تک کہ ان کی زبان نہ جانیں تو کیا تمہارا امام تمام زبانیں جانتا ہے؟"

انہوں نے کہا:

"ہاں، وہ سب زبانیں جانتا ہے"۔

تو ان سے پوچھا گیا:

"پھر وہ ظاہر ہو کر مختلف زبانوں میں گفتگو کیوں نہیں کرتا تاکہ لوگ اس کے معجزے کو دیکھیں اور اس کے دین کی طرف ہدایت پا سکیں؟"۔[1]

---

1) شیعہ عقیدہ کے مطابق، حجتِ خدا کو خود کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے، یعنی ایسا کام کرے جس سے اس کی حقانیت ثابت ہو۔ (اگلے صفحے پر جاری ہے۔۔۔)

(بقیہ حاشیہ) نص (تحریری دلیل) اور وصیت کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب امامِ سابق کو کسی نے دیکھا ہو اور اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ہو لیکن اگر امام حسن عسکری اور امام مہدی علیہما السلام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو، تو پھر صرف امام حسن عسکری کی نص پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا۔

ایک آسان معرفتِ حجت کا طریقہ جسے ثقلین نے بھی قبول کیا ہے، وہ یہ ہے کہ امام کو تمام زبانوں، لہجوں اور بولیوں میں بات کرنے کی قدرت حاصل ہو۔ اگر کسی شخص میں یہ صفت پائی جائے، تو وہ یقیناً امام ہے۔

ائمہ نے امام کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اس کا علم بیان فرمایا ہے:

"الکافی میں ایک روایت ہے کہ ایک شخص خراسان سے آیا اور اس نے امام رضا (علیہ السلام) سے عربی زبان میں گفتگو کی۔

امام (علیہ السلام) نے اس کا جواب فارسی زبان میں دیا۔

خراسانی شخص حیران ہو کر کہنے لگا:

"میں آپ پر قربان جاؤں! میں نے فارسی میں بات نہ کرنے کی وجہ صرف یہ سمجھی کہ مجھے لگا شاید آپ فارسی نہیں جانتے۔"

امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

"سبحان اللہ! اگر میں تمہاری زبان نہ سمجھتا تو تمہیں کیسے جواب دیتا؟ پھر مجھ میں اور تم میں کیا فرق رہ جاتا؟"

پھر امام (علیہ السلام) نے فرمایا:
"اے ابو محمد! امام وہ ہوتا ہے جس پر کسی بھی انسان، پرندے، جانور، یا کسی بھی ذی روح کی گفتگو مخفی نہ ہو، پس جس میں یہ صفات نہ ہوں، وہ امام نہیں ہو سکتا۔"

أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ ع جُعِلْتُ فِدَاكَ بِمَ يُعْرَفُ الْإِمَامُ قَالَ فَقَالَ بِخِصَالٍ أَمَّا أَوَّلُهَا فَإِنَّهُ بِشَيْءٍ قَدْ تَقَدَّمَ مِنْ أَبِيهِ فِيهِ بِإِشَارَةٍ إِلَيْهِ لِتَكُونَ عَلَيْهِمْ حُجَّةً وَ يُسْأَلُ فَيُجِيبُ وَ إِنْ سُكِتَ عَنْهُ ابْتَدَأَ وَ يُخْبِرُ بِمَا فِي غَدٍ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ بِكُلِّ لِسَانٍ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أُعْطِيكَ عَلَامَةً قَبْلَ أَنْ تَقُومَ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فَكَلَّمَهُ الْخُرَاسَانِيُّ بِالْعَرَبِيَّةِ فَأَجَابَهُ أَبُو الْحَسَنِ ع بِالْفَارِسِيَّةِ فَقَالَ لَهُ الْخُرَاسَانِيُّ وَ اللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا مَنَعَنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ بِالْخُرَاسَانِيَّةِ غَيْرُ أَنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُهَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِذَا كُنْتُ لَا أُحْسِنُ أُجِيبُكَ فَمَا فَضْلِي عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ الْإِمَامَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ كَلَامُ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَ لَا طَيْرٍ وَ لَا بَهِيمَةٍ وَ لَا شَيْءٍ فِيهِ الرُّوحُ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ هَذِهِ الْخِصَالُ فِيهِ فَلَيْسَ هُوَ بِإِمَامٍ
الکافی: ج1، ص285: باب معرفته الإمام و صفاته

ابا صلت ہروی کہتے ہیں کہ امام رضا (علیہ السلام) لوگوں سے ان کی اپنی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے، اور خدا کی قسم! وہ سب سے زیادہ فصیح اور ہر زبان و لغت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔
ایک دن میں نے ان سے عرض کیا:
"اے فرزند رسول اللہ ﷺ! مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آپ اتنی مختلف زبانوں کو کیسے جانتے ہیں؟"
تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا:
"اے ابو الصلت! میں اللہ کی حجت ہوں اس کی مخلوق پر، اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر اپنی حجت مقرر کرے اور وہ ان کی زبانیں نہ جانتا ہو۔ کیا تم تک امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا یہ قول نہیں پہنچا کہ: "ہمیں فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے"؟ تو کیا فصل الخطاب کا مطلب زبانوں کا علم نہیں؟"

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمْدَانِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ قَالَ كَانَ الرِّضَا ع يُكَلِّمُ النَّاسَ بِلُغَاتِهِمْ وَكَانَ وَاللهِ أَفْصَحَ النَّاسِ وَأَعْلَمَهُمْ بِكُلِّ لِسَانٍ وَلُغَةٍ فَقُلْتُ لَهُ يَوْماً يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ إِنِّي لَأَعْجَبُ مِنْ مَعْرِفَتِكَ بِهَذِهِ اللُّغَاتِ عَلَى اخْتِلَافِهَا فَقَالَ يَا أَبَا الصَّلْتِ أَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ وَمَا كَانَ اللهُ لِيَتَّخِذَ حُجَّةً عَلَى قَوْمٍ وَهُوَ لَا يَعْرِفُ لُغَاتِهِمْ أَوَمَا بَلَغَكَ قَوْلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أُوتِينَا فَصْلَ الْخِطَابِ فَهَلْ فَصْلُ الْخِطَابِ إِلَّا مَعْرِفَةُ اللُّغَاتِ.
عیون أخبار الرضا، ج1، ص200

شدت پسندی اور تکفیر اس کی تعلیمات کا بنیادی جزو:

یہ چیز اس کی تقریروں، بیانات، کتابوں اور پیروکاروں کے رویوں سے واضح ہے۔ ان کا طرزِ گفتگو شدید اور شدت پسند تنظیموں (جیسے القاعدہ) کی مانند ہے۔

یہ ایک مثال ہے اس کے الفاظ کی:

"میں امام محمد بن حسن مہدی (علیہ السلام) کے نام پر اعلان کرتا ہوں کہ: جو بھی اس دعوت میں شامل نہ ہو اور امام مہدی کے وصی (جانشین) کی بیعت نہ کرے، وہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی ولایت سے خارج ہے، اور جہنم میں جائے گا، اور اس کی تمام عبادات مکمل طور پر باطل ہیں"۔[1]

یہی نہیں، بلکہ اس کے پیروکاروں میں مشترکہ صفات ہیں:

الفاظ اور خیالات میں چالاکی اور مغالطہ آرائی۔

- عامیانہ زبان اور علمی جہالت۔
- انتہائی غرور اور خود پسندی، حتیٰ کہ ان میں سے ہر شخص اپنے لیے بڑے بڑے مقامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ غرور پُرامن نہیں بلکہ جارحانہ اور دوسروں کے خلاف شدت سے بھرا ہوا ہے۔

کمال الدین و تمام النعمة، ج2، ص675

ان دونوں روایات سے دو نتیجے نکلتے ہیں:

1. امام کی صفات میں سے ایک صفت امام کا تمام زبانوں پر عبور ہے۔
2. وہ شخص حجت خدا نہیں ہو سکتا جو تمام زبانوں سے واقف نہ ہو چونکہ ہر علاقے کے لیے حجت وہی شخص ہو سکتا ہے جو ان لوگوں کی زبان سے واقف ہو۔

اب اگر اسی معیار پر احمد الحسن الیمانی کو پرکھا جائے تو یقیناً اس کے پیروکار شرمندہ ہوں گے چونکہ ان کا خود ساختہ امام دیگر زبانیں تو دور خود عربی زبان سے بھی زیادہ آشنائی نہیں رکھتا، بھلا ایسے شخص کو حجت خدا مانا جا سکتا ہے؟

1) امام مہدی (علیہ السلام) کے وصی اور رسول: احمد الحسن، 1425/6/13 ہجری قمری

- ان کا لہجہ شر انگیز، ان کی سوچوں سے دھوئیں کے بادل اٹھتے ہیں، اور ان کے سینے نفرت سے اُبل رہے ہیں، خاص طور پر دینی رہنماؤں کے خلاف۔
- نجف اور قم کے اکابر علماء پر سخت حملے۔

یہ شخص نجف اور قم کے جید علماء اور دیگر طلبہ کو سخت ترین الفاظ میں برا بھلا کہتا ہے نیہاں تک کہ وہ ان کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک وہ اس کی دعوت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس کا رویہ ایسا ہے کہ وہ نہ کسی اصول کا احترام کرتا ہے، نہ کسی حد کو جانتا ہے، یہاں تک کہ معمولی سماجی آداب اور اخلاقیات کا بھی لحاظ نہیں رکھتا۔

وہ زبان اور اس کے معانی کا بھی احترام نہیں کرتا، بلکہ کسی بھی لفظ یا آیت کے ثابت شدہ معنی کو توڑ مروڑ کر اپنی بدعت کے حق میں پیش کرتا ہے۔

اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس نے اپنے عقیدے کی بنیاد صداقت پر نہیں رکھی، بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے ارادی طور پر اپنے باطل نظریے کو گہرا کیا اور اس پر ڈٹا رہا، اپنی جہالت پر مصر اور اپنی غلطی پر ہٹ دھرم رہا۔

یہ لوگ درحقیقت دورِ حاضر کے خوارج ہیں، مگر اس فرق کے ساتھ کہ ہمارا دور مادہ پرستی، خودپرستی، اور عقلِ سلیم کی بغاوت سے بھرا ہوا ہے۔

یہ تکفیری اور قاتل گروہوں جیسے ہی ہیں۔ ان میں اور شدت پسند گروہوں میں فرق صرف طریقۂ کار اور ہتھیاروں کا ہے۔

شدت پسند تنظیموں نے اسلام، تکفیر، اہلِ سنت والجماعت کا نام، اور جہاد کے دعوے کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جبکہ ان لوگوں نے مہدویت اور اللہ کی طرف سے دی گئی بغاوت کا جھوٹا دعویٰ اپنے مقاصد کے لیے اپنایا، اور اپنے راستے میں آنے والوں کو "کافر" کہہ کر قتل جائز قرار دیا۔

اللہ تمام مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ان کا استخارہ کے ذریعے دھوکہ دینا:

ان کے پیروکاروں میں سے ایک نے مجھ سے کہا، جب وہ مجھے اپنے امام پر ایمان لانے پر مجبور کر رہا تھا:

"کیا تم قرآن پر ایمان رکھتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، یقیناً

اس نے کہا: تو اللہ سے استخارہ کرو، قرآن کھولو، اور جو آیت آئے، اگر استخارہ اچھا ہو تو ہمارے امام کو مانو، ورنہ نہیں۔

اسی مجلس میں ایک عالمِ دین موجود تھے۔ انہوں نے اس سے پوچھا:

کیا تم شادی شدہ ہو؟

اس نے کہا: ہاں

عالم نے پوچھا: اور تمہارا یہ دوست؟

اس نے کہا: نہیں

تب اس عالم نے قرآن لیا اور کہا:

یہ قرآن ہے، اللہ سے استخارہ کرو کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنے دوست کے حوالے کر دو۔

یہ سن کر وہ دم بخود رہ گیا! اس کا نام صالح تھا۔

عالم نے کہا: کیا ہوا؟ کیا تم قرآن پر ایمان نہیں رکھتے؟ لو، قرآن پکڑو اور استخارہ کرو۔

مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

عالم نے کہا: جب تم اپنی بیوی کو طلاق دینے پر استخارہ نہیں کر سکتے، تو کسی کو اپنے دین کو بدلنے کے لیے استخارہ کرنے پر مجبور کیسے کر سکتے ہو؟

پھر میں نے اس سے کہا: استخارہ اس وقت کیا جاتا ہے جب تم دو جائز کاموں کے درمیان شک میں ہو، اور تمہیں سمجھ نہ آ رہی ہو کہ کون سا بہتر ہے۔ اس وقت تم اللہ سے دعا کرتے ہو، قرآن کھولتے ہو، اور

کسی آیت سے رہنمائی لیتے ہو لیکن اگر معاملہ کسی فرض یا حرام چیز کا ہو، تو اس پر استخارہ کرنا غلط ہے، کیونکہ اللہ نے پہلے ہی اس کا حکم دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں، تو انہیں اپنے فیصلے کا اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ کھلی گمراہی میں پڑے گا۔(سورہ احزاب:36)

یعنی جس چیز کا اللہ نے حکم دے دیا ہو، اس پر استخارہ نہیں کیا جا سکتا عقائد میں استخارہ کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ عقیدہ وہ ہوتا ہے جسے عقل صحیح تسلیم کرے، اور اللہ نے ہمیں حق پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے، نہ کہ کسی شک میں ڈال کر استخارہ کرنے کا۔

پھر میں نے اس سے کہا:

جب تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ میں احمد الحسن کی پیروی کرنے کے لیے استخارہ کروں، تو اس کا مطلب ہے کہ تم مانتے ہو کہ اس کی پیروی کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں، ورنہ استخارہ کیسا؟

اگر اس نے کہا: "ہاں، یہ میرے اختیار میں ہے،" تو میں نے کہا: "تب میں نے اس کی پیروی نہ کرنے کا انتخاب کیا۔

اگر اس نے کہا: نہیں، استخارہ ہمیشہ احمد الحسن کی پیروی کو واجب قرار دیتا ہے، اور یہ معجزہ ہے۔

تو میں نے کہا: "ہم یہاں دس لوگ بیٹھے ہیں۔ ہم سب استخارہ کریں گے۔ اگر کسی کو کوئی ایسی آیت ملی جس میں احمد الحسن کے خلاف وارننگ ہو، تو کیا تم اسے جھوٹا مان لو گے؟

اس نے کہا: نہیں

کسی نے کہا:

تو کیا ہم استخارہ کریں کہ احمد الحسن دجال اور شیطان ہے؟ اگر نتیجہ اچھا آیا تو کیا تم اسے قبول کرو گے؟

اس نے کہا: نہیں

تب کسی اور نے کہا:

توکیا ہم استخارہ کریں کہ کوئی نبی ہے یا خدا ہے؟

اس نے کہا: ایسا استخارہ نہیں کیا جاسکتا۔

تب ہم نے کہا:

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ استخارہ کو اپنی بدعت کے حق میں استعمال کرتے ہو، اور جہاں یہ تمہارے خلاف ہو، وہاں اسے مسترد کر دیتے ہو"۔

انکا خوابوں کے ذریعے دھوکہ دینا:

یہ لوگ خوابوں کا جھوٹا استعمال کرتے ہیں اور ناسمجھ لوگوں کو پھنساتے ہیں۔

وہ کسی نوجوان سے کہتے ہیں:

"ہم تمہیں ایک خاص وظیفہ دیں گے، اسے پڑھو، اور رات کو جب تم سوؤ گے، تو خواب میں کوئی تمہیں کہے گا کہ احمد الحسن سچا ہے، لہٰذا اس کی پیروی کرو"۔

نتیجتاً، وہ شخص ان کے ذہنی اثر میں آکر خواب دیکھتا ہے اور ان کے جال میں پھنس جاتا ہے!

ہم ان سے کہتے ہیں:

''خواب کسی بھی چیز کے لیے دلیل نہیں، نہ عقائد میں، نہ اعمال میں، سوائے ان خوابوں کے جن کی شریعت میں دلیل موجود ہو، جیسے انبیاء کے خواب۔"

پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں:

''اگر ہر خواب دلیل ہے، تو کیا تم ان خوابوں کو بھی مانتے ہو جو تمہارے خلاف ہوں؟

اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ احمد الحسن جھوٹا ہے، تو کیا تم اس خواب کو سچ مانو گے؟

یا اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ تمہارا امام دجال ہے اور اسے قتل کرنا چاہیے، تو کیا تم اس خواب پر عمل کرنے دو گے؟"۔

وہ کہتے ہیں: نہیں، خواب ہمیشہ ہمارے حق میں ہوتا ہے۔

تب ہم کہتے ہیں:

"ٹھیک ہے، تو دس عام لوگوں کو لے لو، انہیں تمہارا وظیفہ پڑھنے دو، اور دیکھو وہ خواب میں کیا دیکھتے ہیں؟

اگر وہ احمد الحسن کو سچا دیکھیں تو تم خوش ہوگے، لیکن اگر وہ خواب میں دیکھیں کہ تمہاری دعوت جھوٹی ہے، یا تمہارے امام کو قتل کرنا چاہیے، تو تم اسے رد کر دو گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہاری دلیل باطل ہے، کیونکہ تم خوابوں کو صرف اپنی مرضی کے مطابق مانتے ہو، اور جو خلاف ہو اسے جھٹلا دیتے ہو"۔

میں نے جلیل القدر عالم، سید محمد رضا شرف الدین، جو آیت اللہ سید عبدالحسین شرف الدین (قدس سرہ) کے پوتے ہیں، سے درخواست کی کہ وہ اس دجل کے پیروکاروں کے ساتھ اپنی بحث کو تحریر کریں۔انہوں نے درج ذیل تحریر لکھی:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"کیا وہ شخص جو منہ کے بل چلتا ہے، زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو سیدھا راہ راست پر چل رہا ہے؟"

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں روضہ حضرت زینب (سلام اللہ علیہا) کے قریب دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے، مجھ سے بعض دینی علوم کے طالب علم ملے، جن کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو احمد الحسن بصری نامی شخص کی گمراہی میں مبتلا ہو چکے تھے۔ ان طالب علموں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان سے گفتگو کروں، شاید وہ ہدایت پا جائیں۔ میں نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی باتیں توجہ سے سنیں۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کس دلیل کی بنیاد پر اس دعوے کو قبول کرتے ہیں؟ تو انہوں نے تین دلائل پیش کیے:

- نص

- خواب
- استخارہ۔

میں نے ان سے نص کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ایسی روایات پیش کیں جو ان کے دعوے کی کوئی دلیل نہیں رکھتی تھیں، بلکہ وہ تو فروعی مسائل میں بھی استدلال کے قابل نہ تھیں، چہ جائیکہ انہیں دین کے اصول میں استعمال کیا جائے۔

جہاں تک خواب کا تعلق ہے، تو انہوں نے کچھ کلمات پیش کیے جو اس بات پر مشتمل تھے کہ اگر کوئی مخصوص دعا چالیس راتوں تک پڑھے تو اسے خواب میں احمد الحسن کے حق ہونے کی ہدایت ملے گی۔

میں نے ان کے سامنے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی صحیح روایت پیش کی:

"امام (ع) نے فرمایا: یہ ناصبی لوگ کیا روایت کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: کس بارے میں؟ فرمایا: اذان، رکوع اور سجدے کے بارے میں۔ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب نے خواب میں اسے دیکھا۔ امام (ع) نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا، کیونکہ اللہ کا دین خواب میں دیکھنے کے لیے نہیں ہے"۔

پھر میں نے ان سے کہا کہ اگر خواب فروعی مسائل میں حجت نہیں، تو کیا وہ عقائد جیسے بنیادی امور میں حجت بن سکتا ہے؟ خواب صرف کسی نقلی دلیل کی تلاش یا عقلی دلیل تک پہنچنے کے لیے راہنما ہو سکتا ہے، مگر یہ خود دلیل نہیں ہو سکتا۔

مزید برآں، خوابوں کی کئی اقسام ہیں:

- کچھ شیطانی اثرات کے باعث آتے ہیں
- کچھ رحمانی ہوتے ہیں۔
- اور کچھ انسان کے لاشعور کی پیداوار ہوتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: اگر آپ چالیس دن کسی مخصوص ذکر کو دہراتے ہیں تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ آپ کو خواب میں وہی چیز نظر آئے گی۔

جہاں تک استخارہ کا معاملہ ہے، تو اس کا اطلاق صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کسی معاملے کا فیصلہ کرنا مشکل ہو، اور وہ نہ حرام ہو اور نہ واجب۔ اگر استخارہ واقعی دلیل ہوتی، تو کیا تم اس پر راضی ہو کہ ہم استخارہ کریں کہ تم اپنا سارا مال ہمیں دے دو یا اپنی بیویوں کو طلاق دے کر کسی اور سے شادی کرادو؟

میں نے ان سے کہا کہ میں نے ان کے رہنما اور اس کے پیروکاروں کی تحریریں پڑھیں، اور ان میں بے شمار غلطیاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ان تحریروں میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بعض صوفی اور باطنی گروہوں کی تحریروں سے چُرائی گئی تھیں،اوران کے علمی معیار کی پستی کو ظاہر کرتی تھیں۔

میں نے ان کی تحریروں میں لاتعداد لسانی، املاء، انشائیہ اور نحوی غلطیاں دیکھیں۔ میں نے چار صفحات میں ان غلطیوں کی فہرست تیار کی، اور ان سے کہا کہ ان کی زبان اس قدر خراب ہے کہ گویا عربی زبان کے ماہرین جیسے ابوالاسود، خلیل بن احمد، ابن سکیت، کسائی، اور یعرب بن قحطان کی روحیں ماتم کررہی ہوں۔

جب میں نے ان کے سامنے سورۃ النساء کی آیت "والمقیمین الصلاۃ" کے نحوی محل کے بارے میں وضاحت کی تو وہ حیرت زدہ رہ گئے اور ان کے چہروں پر لاعلمی کی مسکراہٹ نمودار ہوئی، جو ہمارے زمانے میں مسکراہٹ کی ایک نئی قسم شمار کی جانی چاہیے۔

میں نے ان سے مزید کہا کہ ان کے رہنما کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی صفات اور ذات کا ظہور ہیں، بلکہ وہ خود اللہ ہیں، تو کیا اللہ کی ذات جو غیب الغیوب ہے، کسی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود اللہ کی ذات کو درک نہیں کر سکتے، تو انہیں اللہ کہنا کیسے ممکن ہے؟ میں نے دیکھا کہ وہ میری بات پر خاموش ہو گئے، کیونکہ وہ خود بھی نہیں سمجھتے تھے کہ جو کچھ وہ پیش کر رہے ہیں، وہ صحیح ہے یا غلط!

میں نے ان کی فطرت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"پیارے بھائیو! یہ صرف ایک جان کا معاملہ ہے اور یہ بہت ہی سنگین مسئلہ ہے۔ عقل یہی فیصلہ کرتی ہے کہ جس چیز میں شبہ ہو، اسے چھوڑ کر اس کو اختیار کرو جس میں کوئی شک نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جیسے تم سورج کو دیکھتے ہو، اسی طرح واضح حق پر گواہی دو، ورنہ چھوڑ دو"۔

جاؤ، اپنے دین کی تعلیم حاصل کرو، کیونکہ علم روشنی ہے، یقین رکھو کہ جب وقت آئے گا، تو یہ حقیقت سورج سے زیادہ واضح ہو گی، اور اللہ کی نشانیوں کے ذریعے ہر کسی پر ظاہر ہو جائے گی۔ یہ شخص صرف باطنی فرقوں کی جہالت کو چُرا کر عوام الناس کو گمراہ کرنے والا ہے، لہٰذا اس سے اور اس جیسے دوسروں سے بچو۔

دجالِ بصرہ اپنی ویب سائٹ پر متون میں تحریف کرتا ہے؟

اس کا معتمد، شیخ ناظم العقیلی، اپنی کتاب **الرد الحاسم علی منکري ذریة القائم** میں لکھتا ہے، جو اس کی ویب سائٹ پر شائع ہوئی:

"بشارۃ الِاسلام میں بحار الانوار سے سُطیح کاھن کی ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے، جس کے ایک فقرے میں آیا ہے:

"**فعندها یظهر ابن المهدي**[1]

1) بشارۃ الِاسلام، ص 157

"یہ واضح طور پر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کے قیام سے پہلے ان کے بیٹے کا ظہور ہو گا، اور یہی وہ بیٹا ہے جس پر اہل بیت (علیہم السلام) کی دعاؤں میں زور دیا گیا ہے۔"

لیکن جب آپ بحار الأنوار کی اصل کتاب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جعل سازی اور خیانت ہے، اصل عبارت یوں ہے:

"**فعندها يظهر ابن النبي المهدي**"

لیکن انہوں نے اس میں سے "**النبي**" کا لفظ حذف کر دیا تاکہ اسے ابن المهدي بنا کر جھوٹے مدعی احمد اسماعیل پر منطبق کر سکیں، اور یہ باور کرائیں کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ یا ائمہ (علیہم السلام) کی طرف سے ہے، جبکہ حقیقت میں یہ صرف سُطیح کاھن کا قول ہے۔

میں نے ان کے بھیجے گئے نمائندے سے پوچھا:

"تمہاری ویب سائٹ پر مواد کون اپلوڈ کرتا ہے؟

اس نے جواب دیا:

میں یا امام احمد بن الحسن۔

میں نے کہا:

تو پھر یہ بتاؤ، سطیح الکاھن کی عبارت سے النبي کا لفظ کس نے حذف کیا؟

وہ خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دے سکا!

علامہ مجلسي (رحمہ اللہ) نے بحار الأنوا میں لکھا:

"یہ باب ان پیشگوئیوں کے بارے میں ہے جو مختلف کاہنوں اور ان جیسے افراد نے کیں اور جو تختیوں یا پتھروں پر کندہ ملی ہیں" ۔[1]

1) بحار الأنوار، ج 51، ص 162

اس روایت کو مشارق الأنوار میں برسي نے، اور إلزام الناصب میں یزدي نے بھی اسی متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔[1]

یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یمنی بادشاہ سیف بن ذي یزن اور ان کے ہم عصر عبد المطلب نبی اکرم ﷺ کی آمد کے قریب ہونے سے واقف تھے اور انہوں نے اس کی بشارت دی۔ اسی طرح، عبد المطلب (رحمہ اللہ) نے اپنے نسب میں مہدی (علیہ السلام) کی پیشین گوئی بھی کی۔

لیکن اس روایت سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سطیح الکاھن ایک منفرد کاہن تھا، جو بعض معاملات میں درست پیشگوئی کرتا تھا، لیکن اس روایت میں موجود بعض مضامین حدیث نبوی (ﷺ) اور ائمہ (علیہم السلام) کی روایات سے مشابہت رکھتے ہیں، جو اس کے بعد کے دور میں وضع ہونے کا عندیہ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ روایت ضعیف سند کی حامل ہے اور اس میں احمد اسماعیل کی تحریف واضح ہے، جو اس نے اپنی گمراہ کن بدعت کو ثابت کرنے کے لیے کی۔

یہ جعل سازی اس کے جھوٹے دعووں کے لیے کافی ہے ۔

جب میں نے اس کے ساتھی سے اس تحریف پر بات کی تو وہ حیلے بہانے کرنے لگا اور کہنے لگا:

"بشارۃ الإسلام میں النبي کا لفظ موجود نہیں ہے

میں نے جواب دیا:

یہ تو ایک جدید کتاب ہے، اس کا مطلب ہے کہ پرنٹنگ میں "النبي" کا لفظ چھوٹ گیا تو کیا تم اپنے امام کی امامت کا ثبوت ایک کتابت کی غلطی سے دوگے ؟"۔

اس کی رسوائی کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کا نشان اسرائیل کا ستارہ ہے:

---

1) إلزام الناصب، ج2، ص148

جب آپ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مراکز، کتب، اور بیانات پر اسرائیلی ستارہ لگایا ہے، اور ان کے مسلح جنگجو عراقی عوام اور پولیس کے خلاف لڑتے ہوئے اپنے سروں پر اسرائیل کے ستارے کی پٹی باندھتے ہیں، تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نشان ان کی تحریک میں قصداً شامل کیا گیا ہے۔

ان کی ویب سائٹ پر انہوں نے صالح الجیزانی اور التیار الصدري کے خلاف اعتراض شائع کیا کہ انہوں نے "اسرائیلی ستارے کی توہین کی"۔

"یہ ایک الٰہی نشان ہے، جسے انہوں نے اپنے قدموں سے روندا"

صالح الجیزانی نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا:

"یہ ثابت نہیں کہ یہ نبی اللہ داؤد (علیہ السلام) کا ستارہ ہے"۔

احمد اسماعیل نے اپنی ویب سائٹ پر ایک سوال شائع کیا:

"اسرائیل کا مطلب کیا ہے؟ کیا آج فلسطین میں موجود صہیونی بنی اسرائیل کی نسل سے ہیں؟ اور کیا چھ کونوں والا ستارہ واقعی صہیونی نشان ہے؟ اس کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے جواب میں کہا:

"اسرائیل کا مطلب عبد اللہ ہے، اور زمین مقدس میں کچھ یہودی یقیناً نبی یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں، جو اللہ کے بندے اور اسرائیل کہلاتے ہیں۔

"یہودیوں کے لیے چھ کونوں والا ستارہ داؤد (علیہ السلام) کا ستارہ ہے، جو ان کے مطابق ایلیا نبی کی علامت ہے، اور وہ ان کے مصلح منتظر ہیں، جو امام مہدی کے وزراء میں سے ایک ہیں۔

یہ اس بنیاد پر ہے کہ اسرائیل کا مطلب یعقوب (علیہ السلام) ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل محمد (ﷺ) کا لقب بھی ہے، اور بنی اسرائیل سے مراد آل محمد ہیں، بلکہ ان کے شیعہ اور تمام مسلمان بھی اس زمرے میں آتے ہیں"۔

جب ایک شخص نے اس سے پوچھا:

"آپ نے اپنی تحریک کے نشان کے طور پر داؤد (علیہ السلام) کے ستارے کا انتخاب کیوں کیا؟
تو اس نے جواب دیا:
"یہ میرا انتخاب نہیں، بلکہ اللہ کا انتخاب ہے اور یہ ستارہ اللہ کے نبی داؤد (علیہ السلام) کا ہے، اور ہم انبیاء کے وارث ہیں"۔

یہاں تک کہ اس کے نمائندے ألح الصافي سے جب میں نے سوال کیا کہ ان کے پاس اس ستارے کے تقدس کا کیا ثبوت ہے؟ تو اس نے قرآن کی یہ آیت پڑھ دی:
"وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ" (سبأ:10)

پھر وہی کچھ دہرایا جو اس کا امام احمد اسماعیل اپنی ویب سائٹ پر لکھ چکا تھا۔
یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ یہ سب دجل اور شیطانی چالاکی ہے ۔
کیا نبی ﷺ اور ائمہ (علیہم السلام) نے مسلمانوں کو کبھی یہ ستارہ بطور نشان استعمال کرنے کا حکم دیا؟
یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تحریک ایک صہیونی منصوبہ ہے، جو اسرائیل کے نشان کو امام مہدی (علیہ السلام) کے مقدس مشن کے ساتھ جوڑنا چاہتی ہے۔

اس نے یہ بھی لکھا:
"**سابغات** (داود کی زرہ) =، **ستارہ سداسیہ** = صبح کا ستارہ"۔
پھر حسابی چالاکی سے یہ نکالا:
"ما اسم وصي المهدي = أحمد الحسن"
"م ا س م و ص ي ا ل م ه د ي"
40=(9)+(16)+4+6+1+4
ا ح م د ا ل ح س ن

40=5+6+8+3+1+4+4+8+1

>س اب غ ات

15=4+1+1+2+1+9

اور وہ (مہدی اول) اسلام میں چودہ معصومین کے بعد کا عدد ہے، جو یہ ہیں:

محمد، علی، فاطمہ، اور علی کی نسل سے آئمہ، جن کی مجموعی تعداد 14 معصومین ہے۔ پھر مہدی اول آتا ہے، جس کا عدد (15) ہے، اور وہ داؤد (علیہ السلام) کی زرہ ہے، اس کا نشان داؤد کی زرہ ہے، اور قرآن میں داؤد (علیہ السلام) کی زرہ کو "سابغات" (وسیع و مکمل زرہ) کے طور پر بیان کیا گیا ہے:

"اور (اے داؤد!) کشادہ زرہیں تیار کرو اور جوڑنے میں اندازہ رکھو، اور (اے آلِ داؤد!) نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہوں۔" (سبأ: 11)

اور اس نے اپنی ویب سائٹ پر لکھا:

"من نجمة داود = أحمد الحسن"

م ن ن ج م ت داود

40=4+6+1+4+4+4+3+5+5+4

اح م دال ح س ن

40=5+6+8+3+1+4+4+8+1

"من هو أحمد=37"

"ماهو كتاب الله=37"

"هو رسول المهدي=37"

"هو القرآن الكريم=37"

"النبأ العظيم=37"

"من هو أحمد = ما هو كتاب الله = هو رسول المهدي = هو القرآن الكريم = هو النبأ العظيم"

اور جان لو کہ ہر زمانے میں لوگوں پر حجت "کتاب اللہ" ہی ہے، اور آل محمد میں سے جو حجت ہوتا ہے، وہ ہر زمانے میں "قرآن ناطق" ہوتا ہے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے وصی، یعنی علی ابن ابی طالب "النبـــــأ العظـــــيم "(عظیم خبر) ہیں۔اور اس زمانے میں، امام مہدی (علیہ السلام) کے وصی ہی "النبأ العظيم" ہیں۔

یہ اس کے گمراہ کن الفاظ کا اختتام ہے اور جو شخص بھی عقل رکھتا ہو، اس پر واضح ہے کہ یہ باتیں عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش ہیں، بلکہ سراسر دھوکہ دہی ہے کیونکہ ایک عام شخص بھی ایسی خیالی خرافات لکھ سکتا ہے۔

عام لوگ جانتے ہیں کہ یہ ستارہ صیہونی تحریک اور اسرائیلی ریاست کا نشان ہے۔ چاہے یہ داود (علیہ السلام)، سلیمان (علیہ السلام)، عیسیٰ (علیہ السلام)، موسیٰ (علیہ السلام)، یا بنی اسرائیل کے تمام انبیاء (علیہم السلام) کا نشان رہا ہو، لیکن ہمارے دور میں یہ صیہونی تحریک اور اسرائیل کی علامت ہے۔

کسی اسلامی تحریک کا اس نشان کو اپنانا یا تو صیہونیت کے ساتھ ملی بھگت ہے یا پھر انتہائی جہالت! اور احمد اسماعیل اتنا سادہ لوح نہیں کہ اسے یہ بات نہ معلوم ہو بلکہ وہ اور وہ لوگ جنہوں نے اس پر "اسرائیلی ستارہ" مسلط کیا، چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ اسرائیل اور یہود مقدس ہیں، اور ہمارا نشان بھی وہی ہے جو ان کا ہے، لہٰذا اس کی توہین حرام ہو گی۔

یہ درحقیقت "نئے انداز میں" صیہونیوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور اسرائیلی نشان کو دینی لباس میں لپیٹ کر نبی اکرم ﷺ) اور اہل بیت (علیہم السلام) سے جوڑنے کی کوشش ہے۔

امریکی خفیہ ایجنسی کے سابق سربراہ نے ایک عرب شخصیت کے بارے میں لکھا ہے جو صیہونی اور امریکی انٹیلیجنس ایجنسیوں کے درمیان شیعوں کے خلاف کارروائیوں میں رابطہ کار تھی

اور ہمیں توقع ہے کہ موجودہ سربراہ بھی ایک دن یہ لکھے گا کہ کس طرح وہ "اسرائیلی ستارے" کو ایک شیعہ تحریک کا نشان بنانے میں کامیاب ہوا، اور وہ بھی "امام مہدی (علیہ السلام)" کے نام پر۔

احمد اسماعیل کے ایک پیروکار، حسین منصوری، جو اس فتنہ پرور کا ایک نمایاں حمایتی ہے، نے اسرائیلی ستارے کو "اسلامی رنگ" دینے کی کوشش کی اور اس کے حق میں بارہ دلائل گھڑ ڈالے، جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہیں۔

1) نبی اللہ داود (علیہ السلام) کی زرہ چھ کونوں والی تھی۔

2) اہل بیت (علیہم السلام) سے ایک دعا منقول ہے جو گمشدہ چیز کی حفاظت اور بخار کے علاج کے لیے ہے، جس میں یہ ستارہ شامل ہے، لیکن اس روایت کی کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔

3) ستارے اہل بیت (علیہم السلام) کی علامت ہیں، کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: "میرے اہل بیت زمین کے ستارے ہیں"۔

4) یہود متفق ہیں کہ یہ ستارہ "ستارہ داؤد" ہے۔

5) عیسائی امت نے بھی یہود کے اس دعوے کو قبول کیا ہے۔

6) مسلمانوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے اور کسی عالم نے اس کے "سحر" چینل پر دکھائے جانے پر اعتراض نہیں کیا! (حالانکہ اس نے یہ نہیں بتایا کہ کس پروگرام میں)۔

7) یہ ستارہ نوح (علیہ السلام) کی کشتی کے ایک لکڑی کے تختے پر ملا تھا۔

8) یہود کے ہاں یہ ستارہ "منتظر مصلح" کی علامت ہے۔

9) ایک انٹرنیٹ مصنف کے بقول یہ امام مہدی (علیہ السلام) کا ستارہ ہے۔

10) قرآن کی ہر آیت کے آخر میں یہ ستارہ پایا جاتا ہے۔

11) چھ کونوں کی شکل "مبارک شہد کی مکھی کے چھتے" کی ساخت کی طرح ہے۔

12) اس ستارے کی بے حرمتی حرام ہے، جیسے کہ عراق کے پرچم میں موجود "پانچ کونوں والا ستارہ"، امریکہ اور اسرائیل کے جھنڈوں پر موجود ستارے۔ لہٰذا، ان جھنڈوں کو جلانے سے پہلے ان میں موجود ستاروں کو ہٹانا لازمی ہے۔

آخر میں، حسین منصوری نے اعتراف کیا کہ ان میں سے کچھ نکات اس نے اپنے "امام" احمد اسماعیل سے لیے ہیں اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود بھی اس نشان کے باعث شرمندگی محسوس کر رہے ہیں، اور اس کے جواز کے لیے بے بنیاد خیالات گھڑ رہے ہیں۔

اس کا دین محض ایک خواب پر مبنی ہے کہ اس نے امام مہدی (علیہ السلام) کو خواب میں دیکھا:

اس نے اپنی ویب سائٹ پر 28 شوال 1424 ہجری قمری کی تاریخ کے ساتھ ایک بیان شائع کیا، جس کا عنوان "قصــــة اللقـــــاء" (ملاقات کی کہانی) رکھا، یعنی امام مہدی (علیہ السلام) سے اس کی ملاقات کی داستان، اس میں لکھا:

"میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ملاقات کو اختصار کے ساتھ بیان کروں، کیونکہ یہ میری زندگی میں ایک تاریخی موڑ کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ پہلی بار تھا جب امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے کام کرنے کا حکم دیا، اور وہ بھی اعلانیہ طور پر اور حوزہ علمیہ نجف میں تصادم کے ساتھ۔ یہ ملاقات یوں ہوئی کہ ایک رات میں سویا ہوا تھا، تو میں نے خواب میں دیکھا کہ امام مہدی (علیہ السلام) سید محمد (علیہ السلام) کے روضے کے قریب کھڑے ہیں (جو امام عسکری علیہ السلام کے بھائی ہیں) اور انہوں نے مجھے اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ جب میں بیدار ہوا، تو رات کے دو بج رہے تھے۔ میں نے چار رکعات نماز تہجد ادا کی اور دوبارہ سو گیا۔ پھر میں نے دوسرا خواب دیکھا جو پہلے خواب سے ملتا جلتا تھا، جس میں بھی امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے اپنے ساتھ ملاقات کا وقت دیا۔ مہینے گزرتے گئے، پھر اللہ نے میرے لیے یہ ملاقات ممکن بنائی۔ اس مرتبہ امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے نجف کے حوزہ علمیہ بھیجا تاکہ میں وہاں کے طلبہ کے سامنے وہ پیغام رکھوں جو انہوں نے مجھے دیا تھا۔ چنانچہ رمضان کے

آخر میں میں نے نجف کے لیے رختِ سفر باندھا اور وہاں پہنچ کر اپنے حق کو بیان کرنا شروع کیا۔ اس پر حوزہ کے بعض طلبہ کے ساتھ میرا سخت اختلاف ہوا، بعض نے میرا مکمل بائیکاٹ کیا، جبکہ بعض نے میری بات سے اتفاق تو کیا، مگر میری مدد نہیں کی۔ رمضان کے آخری دو دنوں میں، امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے حکم دیا کہ میں تمام دنیا والوں کو ان کے مرتبے کے مطابق خطاب کروں اور امام مہدی (علیہ السلام) کے احکامات کے مطابق عمل کروں۔ اور شوال کی 3 تاریخ کو امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے حکم دیا کہ میں ظالموں کے خلاف بغاوت کا اعلان کروں اور کام میں تیزی لاؤں۔ میں نے لوگوں کو حق کی نصرت، اہل حق کی مدد، اور " لا الہ الا اللہ" کے کلمے کو بلند کرنے کی دعوت دی، کیونکہ اللہ کا کلمہ ہی سب سے بلند ہے اور کفار کا کلمہ سب سے کمزور ہے:

"إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ"

"اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے گا)۔"

کیا کوئی ہے جو دینِ خدا کی مدد کرے؟

کیا کوئی ہے جو قرآن کی مدد کرے؟

کیا کوئی ہے جو ولی اللہ کی مدد کرے؟

کیا کوئی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کرے؟

اللہ نے تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور حکمرانی عطا کرے گا، جیسا کہ اس نے ان سے پہلے والوں کو حکمرانی دی، اور ان کے لیے اس دین کو مضبوطی سے قائم کرے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

میں علماء سے کسی مدد کی امید نہیں رکھتا، اور کیوں رکھوں؟ جبکہ امام صادق (علیہ السلام) نے کئی احادیث میں واضح کیا ہے کہ ان میں سے اکثر امام مہدی (علیہ السلام) کے خلاف زبان اور تلوار سے

جنگ کریں گے، یہاں تک کہ جب امام کو اقتدار حاصل ہو جائے گا تو وہ ان میں سے ستر بڑے علماء اور تین ہزار چھوٹے علماء کا خاتمہ کریں گے۔

اور میں کیوں علماء کی مدد کی امید رکھوں جبکہ امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

"اللہ اس کام (مہدی کی حکومت) کو ایسے لوگوں کے ذریعے کامیاب کرے گا جن کا کوئی اخلاق نہیں ہو گا۔ اور جب ہمارا وقت آئے گا، تو ان میں سے بہت سے لوگ نکل جائیں گے جو آج دین کی عبادت میں مصروف ہیں۔"

اور امام صادق (علیہ السلام) کے زمانے میں "اوثان" (بت) غیر عامل علماء تھے، اور اس دور کے بت ابوحنیفہ اور اس جیسے دوسرے لوگ تھے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں: آج جو کچھ لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے، وہ ایک عظیم وحی ہے جو خواب کے ذریعے دی جا رہی ہے، لیکن اکثر لوگ اپنے رب کی نعمتوں کے منکر ہیں، اور زیادہ تر لوگ شکر ادا نہیں کرتے:

"ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ"

(یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر، مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے)۔"

میں نے بہت سے لوگوں کو غیبی خبریں دیں، جن میں سے بعض اہم تاریخی واقعات اور مستقبل کے امور تھے، جو بالکل اسی طرح پیش آئے جیسے میں نے انہیں بتایا تھا۔ مثال کے طور پر، جن لوگوں نے میری بیعت کی تھی، ان میں سے بعض ایک سال اور نصف بعد مرتد ہو گئے، اور کچھ اسی سال مرتد ہو گئے۔

میں آلِ محمد (علیہم السلام) کا بقیہ ہوں، میں وہ مضبوط سہارا ہوں،

میں احمد الحسن!

امام مہدی (علیہ السلام) کا وصی اور ان کا رسول ہوں جو تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں، جبرائیل میرا مددگار ہے، میکائیل میرا رہنما ہے، اور اسرافیل میرا ناصر ہے، یہ ایک نسل ہے جو ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے، اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

نجف اشرف، 28 شوال 1424 ہجری۔

مشاہدات:

1) اس کا واحد ثبوت کہ امام مہدی (علیہ السلام) نے اسے دنیا کے لیے بھیجا ہے، وہ خواب ہے جو اس نے دیکھا اور اگر یہ سچ ہے بھی تو اس کا خواب اس کے اپنے نفس کی تلقین اور شیطانی وسوسہ ہے، جس میں اس نے امام مہدی (علیہ السلام) کو دیکھا اور یہ گمان کر لیا کہ وہی امام مہدی (علیہ السلام) ہے۔

2) غور کریں کہ وہ کہتا ہے: (امام مہدی (علیہ السلام) مجھے حوزہ علمیہ میں علانیہ اور تصادمی انداز میں کام کرنے کی ہدایت دیتے ہیں)— یہ اس کی تصادمی فطرت اور اس میں موجود تشدد کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ اس قسم کے افراد، جو اپنے آپ کو حوزہ نجف سے منسوب کرتے ہیں، ماضی میں کئی جرائم کر چکے ہیں اور وہاں کے کئی علماء کو شہید کر چکے ہیں۔

3) اس نے کہا: رمضان کے آخری دو دنوں میں، سال 1424 ہجری میں، امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے حکم دیا کہ میں زمین کے تمام لوگوں سے خطاب شروع کروں۔۔۔ اور شوال کی تین تاریخ کو امام مہدی (علیہ السلام) نے مجھے ظالموں کے خلاف انقلاب لانے اور تیز رفتاری سے عمل کرنے کا حکم دیا! میں نے لوگوں کو حق اور اس کے اہل کی نصرت کے لیے پکارا۔۔۔ کیا کوئی اللہ کے دین کا مددگار ہے؟ کیا کوئی ولی اللہ کا مددگار ہے؟

وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے ظالموں، خصوصاً نجف کے علماء کے خلاف انقلاب کا حکم دیا گیا ہے، اور لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی مدد کریں تاکہ وہ زمین پر حکمرانی کرے! یہی اس کی تحریک اور حماقت کی اصل ہے۔

4) اس نے کہا: میں علماء دین سے مدد کی امید نہیں رکھتا، کیونکہ امام صادق (علیہ السلام) کئی روایات میں بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے اکثر امام مہدی (علیہ السلام) کے خلاف زبان اور تلوار سے جنگ کریں گے، یہاں تک کہ جب ان کا نظام مستحکم ہو جائے گا، وہ ستر بڑے اور تین ہزار چھوٹے علماء کو قتل کر دیں گے، پھر میں ان سے نصرت کی امید کیسے رکھوں، جبکہ امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں: "اللہ اس امر کی نصرت ایسے لوگوں سے کرے گا جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوگا"۔[1]

میں کہتا ہوں: یہ مدعی اور اس جیسے دوسرے لوگ جانتے ہیں کہ نجف کے مراجع اور طالب علم ان پر یقین نہیں کریں گے، کیونکہ وہ ان کے جھوٹ اور فریب کو پہچان چکے ہیں۔ اس نے کسی بھی مستند ذریعہ کا حوالہ نہیں دیا کہ امام مہدی (علیہ السلام) ستر مراجع اور تین ہزار طلبہ کو قتل کریں گے، کیونکہ یہ محض جھوٹ ہے اوراس کی کوئی اصل نہیں۔

ہاں، یہ بات روایت میں آئی ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کے خلاف بتریون خروج کریں گے— یہ وہ گروہ ہے جو اہلِ بیت (علیہم السلام) کی ولایت کو بھی قبول کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کی ولایت کو بھی، اسلامی اتحاد کے نام پر ائمہ (علیہم السلام) نے ان کو بترِیہ کہا کیونکہ انہوں نے اہلِ بیت (علیہم السلام) کے دین سے براءت (بیزاری) کو کاٹ کر الگ کر دیا، ممکن ہے کہ ان میں کچھ نام نہاد علماء بھی شامل ہوں، جیسے یہ گمراہ شخص۔

---

1) غیبتِ طوسی، صفحہ 450

اسی طرح، اس نے امام صادق (علیہ السلام) کے فرمان کو اپنی خواہش کے مطابق توڑ مروڑ کر نجف کے مراجع پر لاگو کر دیا، اور انہیں بت قرار دے دیا کیونکہ وہ (اس کی نظر میں) "عملی" نہیں ہیں۔ اس نے ان کے مقلدین کو بتوں کے پجاری کہہ دیا، یہ سوچ حوزہ میں کچھ لوگوں کے اندر سرایت کر چکی ہے، جس کے مطابق مرجع کو "عملی" (یعنی انقلابی) ہونا چاہیے، اور جو ایسا نہ ہو، وہ قاعد (بیٹھا ہوا) کہلاتا ہے۔

کچھ لوگ تو اس حد تک بڑھ گئے کہ غیر انقلابی مراجع کے قتل کو واجب قرار دینے لگے! اگر ان کی یہ منطق درست مان لی جائے، تو پھر انہیں اکثر آئمہ (علیہم السلام) کو بھی قاعد کہنا پڑے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مرجع ان کی تقلید کرے اور ان کے سامنے ہتھیار اٹھائے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرجع کا عمل اس کے اپنے اجتہاد اور بصیرت پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ دوسروں کی خواہش پر۔

5) آخر میں، اس کے بے بنیاد تکبر کو دیکھیں کہ وہ کہتا ہے: اور میں حق کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو کچھ آج دنیا میں ہو رہا ہے، وہ ایک عظیم وحی ہے جو خواب کے ذریعے آئی ہے۔
یہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے انجیل میں کیے گئے ایک بیان کی نقل ہے۔

اس نے اپنے خواب کو عظیم وحی قرار دیا، اور اس میں یہ علم بھی پایا کہ جو لوگ اسے سالِ اول اور دوم میں بیعت کریں گے، وہ بعد میں اسے پہچان کر چھوڑ دیں گے! لوگ اسے اس کی حقیقی حالت میں دیکھ کر چھوڑ گئے، چنانچہ اس نے خود کو چھپا لیا اور صرف ہفتہ وار ایک لیکچر دینا شروع کیا، وہ بھی دوسری جگہ سے۔ پھر وہ اپنے عام پیروکاروں سے بھی غائب ہو گیا، اور اب صرف اپنے شریر ساتھیوں کے ساتھ باقی ہے۔

ساتواں باب: اس دجال کا مرجعیت اور اہل عراق کے خلاف سیاہ بغض

یہ دجال شیعہ مرجعیت سے اتنی نفرت کیوں کرتا ہے؟

یہ دجال شیعہ علماء اور مراجع کے خلاف ویسے ہی بغض رکھتا ہے جیسے سلفی رکھتے ہیں، نہ شدت میں کوئی فرق ہے، نہ اس کے الفاظ اور گالیوں میں۔ اس کے زیادہ تر پیروکار کسی مرجع یا بڑے عالم کا نام نہیں لیتے، مگر اس کے ساتھ کہتے ہیں:

لعنه الله یا اخزاه الله!

وہ انہیں گمراہ، اور بت کہتے ہیں، جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کی بیویوں، بیٹیوں اور بچوں کے بارے میں بھی نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں، جو ان کی بدزبانی اور بنیادی اخلاقیات سے محرومی کو ظاہر کرتا ہے۔

وجہ اس بغض کی یہ ہے کہ شیعہ علماء ان کے گمراہ کن نظریات کے خلاف اسلامی قلعہ ہیں، اور یہ کھلے عام کہتے ہیں کہ اگر شیعہ مراجع اور علماء نہ ہوتے تو وہ اپنی دعوت کو عام کر چکے ہوتے، ان کی مثال ایک ناکام چور کی طرح ہے جو اپنا غصہ پہریداروں پر نکالتا ہے اور کہتا ہے:

"اگر یہ نہ ہوتے تو میں گھر میں گھس کر سب کچھ لے جا چکا ہوتا"

شیعہ علماء کے خلاف اس کے زہریلے الفاظ:

احمد اسماعیل کہتا ہے:

"یہ ضلالت کے امام، جو دجال اور سفیانی کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں، دل و جان سے معصوم (علیہ السلام) کی مخالفت میں لگے ہوئے ہیں، ان کے دل و دماغ کو اس کے دلائل مسترد کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔

مزید کہتا ہے: مرجعیت اور ان کے گمراہ پیروکار عادی ہو چکے ہیں کہ ہر ایسی دعوت کو مسترد کریں جو ان کے جھوٹ کو بے نقاب کرے۔ ان کا طریقہ یہی ہے کہ وہ کہیں: یہ فقہ اور اصول کا حصہ نہیں یا کہیں: یہ عقائد کا مسئلہ ہے، فقہ اور اصول میں لاگو نہیں ہوتا یا کہیں: صرف اہلِ خبرہ ہی کسی کو حق دار قرار دے سکتے ہیں اور اگر کوئی دلیل مانگے تو کہیں: تم دلیل نہیں سمجھو گے، اگر کوئی حق پر ہوا تو وہ خود غالب آجائے گا، کیونکہ جو اللہ کے لیے ہوتا ہے، وہ پروان چڑھتا ہے"۔

یہ بھی کہتا ہے:
"میں فقیر بندہ، کم علم اور کم عمل والا ہوں، میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں سید سیستانی سے زیادہ جانتا ہوں، لیکن میں نے اہلِ بیت (علیہم السلام) کی روایات اور علماء کے نظریات کا مطالعہ کیا تو پایا کہ سیستانی کی فتویٰ ان کے سراسر خلاف ہے لیکن افسوس! بہت سے جاہل لوگ ان غیر عامل علماء کی حمایت میں ڈھول بجا رہے ہیں"۔

شیعہ علماء کو بتوں سے تشبیہ دینا:

مزید کہتا ہے:
"شرک کی کئی اقسام ہیں، ان میں ایک ظاہری شرک ہے، جو کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ اس میں کھلا شرک بھی شامل ہے، جیسے بتوں اور پتھروں کی عبادت، اور ان گمراہ، غیر عامل علماء کی عبادت بھی، جو چلتے پھرتے بت ہیں"۔

یہاں تک کہ عام لوگوں کو بھی برا بھلا کہتا ہے:
"یہ عجیب بات ہے کہ اگر بادشاہ اپنے باطل اقتدار کے لیے خوفزدہ ہیں، اور غیر عامل علماء اپنی دینی حیثیت کے لیے ڈرے ہوئے ہیں، تو عام لوگ کس بات سے خوفزدہ ہیں؟ کیا یہ عقل کی بات ہے کہ کوئی انسان خود کو گمراہ علماء کے حوالے کر دے، جیسے کوئی جانور ہو جسے اس کا مالک جہاں چاہے لے

جائے؟ کیا یہ درست ہے کہ انسان خود کو گمراہ اماموں کے پیچھے لگا دے، جو اسے جہنم میں لے جائیں گے؟"

شیعہ مراجع کے خلاف دشمنی

جب اس سے پوچھا گیا کہ مراجع کے ساتھ اس کا تعلق کیسا ہے، تو اس نے کہا:
"پہلے ٹھیک تھا، مگر اب زیادہ تر میرے قتل یا گرفتاری کا مطالبہ کر رہے ہیں، کچھ نے تو میرے قتل کا فتویٰ بھی دے دیا ہے، جیسے کہ ایران میں الحائری نے"۔

مزید کہتا ہے:
"تین علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ جب تک آسمانی صدا نہ ہو، کوئی یمانی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہوگا۔ یہ ان کے الفاظ کی کمزوری اور اہلِ بیت (علیہم السلام) کی روایات سے انحراف کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ جب تک فلان نشانی نہ ہو، کوئی دعویٰ کرے تو جھوٹا ہوگا، درحقیقت ایک بڑا المیہ اور ان کی لاعلمی کی دلیل ہے"۔

اپنی دشمنی کے لیے سید محمد صادق الصدر کا حوالہ دینا

یہ دجال اپنی معاندانہ روش کو سید محمد صادق الصدر کے نام پر بھی سہارا دیتا ہے اور کہتا ہے:
"شہید صدر کے پیروکاروں اور دوسرے مراجع کے پیروکاروں کے درمیان شدید کشیدگی رہی، یہاں تک کہ بات فسق اور بعض اوقات تکفیر تک جا پہنچی۔ جیسے جیسے وقت گزرا، شہید صدر کے پیروکاروں کی تعداد بڑھتی گئی، مگر پھر بھی مخالف مراجع کے پیروکار تعداد میں زیادہ رہے، کیونکہ وہ پراپیگنڈہ کے ذریعے عوام کو قابو میں رکھتے تھے، خاص طور پر عراقی عوام پر ان کا اثر زیادہ تھا۔"

یہ بھی کہتا ہے:

"شہید صدر کے بعد ان کے پیروکار سات یا اس سے زیادہ گروہوں میں تقسیم ہو گئے، اور ان میں سے کچھ تھوڑی ہی مدت میں منحرف ہو گئے۔ انہوں نے ان مراجع کی قیادت قبول کر لی، جو شہید صدر کی زندگی میں ان کے خلاف تھے اور بعد از وفات بھی ان کی مخالفت کرتے رہے"۔

یہ دجال صدر تحریک کے لوگوں کو بھی بدنام کرتے ہوئے کہتا ہے:

"انہوں نے شہید صدر کے نام کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے استعمال کیا، تاکہ لوگوں کی وفاداری حاصل کر سکیں اور خمس و زکات جیسی شرعی رقوم پر قبضہ کر سکیں۔ انہوں نے اپنے دفاتر، مدارس اور مراکز تعمیر کیے، اور اپنی تصاویر کو شہید صدر کی تصاویر کے ساتھ ہر جگہ آویزاں کر دیا، حالانکہ شہید صدر ان سے بری ہیں"۔

آخر میں کہتا ہے:

"شیخ یعقوبی اور دوسرے جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، اور اللہ کی دنیا و آخرت کی سزا سے بچنا چاہیے۔۔۔ احمد حسن (دجال) ہی وصی اور رسول ہے۔ امام مہدی (علیہ السلام) اپنے اقوال سے لوگوں کو قرآن اور ہدایت کی پیروی کا حکم دیتے ہیں، جبکہ یعقوبی اور ان جیسے دیگر لوگ لوگوں کو خواہشات اور ذاتی آراء کی پیروی کا حکم دیتے ہیں!

اے حائری! امام مہدی (علیہ السلام) کے خلاف یہ جنگ کیوں؟ تم بغیر علم کے ان کے وصی اور رسول کو جھٹلا رہے ہو اور بغیر کسی دلیل کے بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا وہ علم نہیں رکھتے اور جس کی تعبیر ابھی ان کے پاس نہیں آئی۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے، تو دیکھو ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

امام مہدی (علیہ السلام) کے انصار تمہیں کھلی علمی مناظرے کی دعوت دیتے ہیں، عوام کے سامنے، جس جگہ کا تم خود تعین کرو، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمہیں عراق میں داخل ہونے کا خوف ہے، اور ہم

جانتے ہیں کہ سید صدر نے تمہارے بارے میں کہا تھا "بزدل بزدل" اور یہ بات "السفیر الخامس" نامی کتاب میں درج ہے۔

ہم سب سے پہلے، خاص طور پر حائری سے کہتے ہیں کہ اپنے آپ کا محاسبہ کرو اور اس زمانے کے شریح قاضی مت بنو، جس نے امام حسین (علیہ السلام) کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ ہم تمہیں ایک بار پھر علمی مناظرے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ حق کو واضح کیا جا سکے۔ کسی ایسے شخص کو جھوٹا مت کہو اور اس کا خون مت بہاؤ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا سردار و مولا محمد بن حسن عسکری (علیہ السلام) ہیں۔

یہ کوئی نئی بات نہیں، اس سے پہلے بھی تم نے (جیش المہدی) کو امریکیوں کے خلاف لڑائی میں دھوکہ دیا اور انہیں شہداء شمار کرنے سے انکار کر دیا، یہ کہہ کر کہ "وہ ہمارے حکم سے نہیں لڑ رہے تھے اور نہ ہی وہ نجف اشرف میں ہمارے دفتر کی نمائندگی کر رہے تھے۔"

اور جہاں تک ہمارے خون بہانے کی بات ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر تمہیں اسلام کی غیرت ہے تو اہلِ عراق میں گھومنے پھرنے والے نواصب کے قتل کا فتویٰ جاری کرو۔ تم لوگ متعہ اور خمس اکٹھا کرنے میں مصروف ہو اور لوگوں کو امریکیوں اور عالمی صہیونیت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ جان لو کہ اگر تم اور تمہارا دفتر ہمارے خلاف اس فتویٰ کی تشہیر بند نہیں کرتے، تو حساب کا وقت قریب ہے۔"

امام مہدی (علیہ السلام) کے انصار—اللہ انہیں زمین پر غلبہ عطا کرے

20 رجب 1426 ہجری قمری

سید القائد اور دیگر علماء کے نام ان کی تحریر کردہ خط

احمد اسماعیل نے آیت اللہ خامنہ ای مدظلہ العالی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا، جس میں اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ایران کی حکومت اس کے حوالے کر دیں، کیونکہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا رسول ہے۔

یہ اس کے سید القائد خامنہ ای اور دیگر علماء کے نام دوسرے خط کا متن ہے، جس میں اس نے اپنی تحریک کا تعارف کرایا:

"السلام ان لوگوں پر جو "لا الہ الا اللہ" کے پیروکار ہیں، اور ان کے دل اللہ کے گھر بن چکے ہیں۔ ان لوگوں پر سلام جو بات کو سنتے ہیں اور اس کے بہترین حصے کی پیروی کرتے ہیں، اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اس کے بعد، محترم سید علی خامنہ ای! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

محترم سید قزوینی! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

محترم شیخ عبدالحمید المہاجر! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

محترم شیخ علی کورانی! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

محترم سید مقتدیٰ الصدر! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

محترم سید محمود حسنی! السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ...

اور تمام متعلقہ افراد، میری گزارش ہے کہ آپ اس خط کو غور سے پڑھیں اور تدبر کریں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو حق کی رہنمائی عطا فرمائے اور اس کی اتباع کی توفیق دے، کیونکہ وہی گمراہوں کے لیے رہنما ہے اور جس کے پاس کوئی راہ نہیں، اسے راہ دکھانے والا ہے۔ اور جسے اللہ نور عطا نہ کرے، اس کے لیے کوئی نور نہیں۔

یہ بات آپ پر مخفی نہیں کہ ہم اس وقت ظہورِ مقدس کے دور میں ہیں، اور بہت ساری نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔ صرف حتمی نشانیاں باقی رہ گئی ہیں، اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ قیامِ مقدس سے محض آٹھ ماہ پہلے پوری ہوں گی، بلکہ کچھ تو قیام کے دوران یا اس کے بعد رونما ہوں گی، جیسے "خسف بالبیداء" (بیداء میں زمین دھنسنا)۔

بہت ساری روایات میں آیا ہے کہ قیامِ امام مہدی (علیہ السلام) سے پہلے ایک تیاری کی تحریک ہو گی، جو براہ راست امام (علیہ السلام) سے منسلک ہو گی اور ان کی عالمی تحریک کا ایک حصہ ہو گی۔ بعض احادیث میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) اپنی قیام سے پہلے اپنے کئی اصحاب سے رابطے میں ہوں گے، تاکہ قیام کے لیے راہ ہموار کی جا سکے۔ یہ چیز قرآن اور انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی الٰہی سیرت کے مطابق ہے۔

چونکہ امام مہدی (علیہ السلام) کا قیام ظالموں پر ایک سخت عذاب ہو گا، اور وہ ان کے ساتھ صرف تلوار کے ذریعے معاملہ کریں گے، تو ایسے قیام سے پہلے ایک تنبیہ ضرور ہونی چاہیے تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور وہ یہ نہ کہیں کہ:

"اے ہمارے رب! تو نے ہمیں پہلے رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومن ہوتے۔" (القصص: 47)

اور نہ یہ کہیں:

"اے ہمارے رب! تو نے ہمیں پہلے رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہی ہدایت پا جاتے۔" (طہٰ: 134)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور تمہارا رب کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں جب تک کہ اس کے مرکزی مقام میں کسی رسول کو نہ بھیج دے۔" (القصص: 59)۔

اسی طرح، اللہ نے فرمایا:

"ہم نے رسولوں کو خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہے۔" (النساء: 165)۔

اور فرمایا:

"اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا: اے کاش! میں نے رسول کے ساتھ کوئی راستہ اختیار کیا ہوتا۔" (الفرقان: 27)۔

اور فرمایا:

"کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت ایک ایسے آدمی کے ذریعے آئی ہے جو تم میں سے ہی ہے، تاکہ وہ تمہیں خبردار کرے اور تم پر رحمت کی جائے؟" (الاعراف: 63)۔

تین سال قبل، سید احمد حسن نے اپنے بارے میں اعلان کیا کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کے بھیجے ہوئے ہیں، تاکہ امت کی قیادت کریں، انہیں ان کی نصرت کے لیے تیار کریں اور ایک پرچم تلے متحد کریں۔ انہوں نے اپنی دعوت کا اعلان "ام القریٰ" یعنی نجف اشرف میں کیا، اور حوزہ علمیہ کے مرکز میں متعدد دلائل پیش کیے کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) سے ملاقات کر چکے ہیں اور انہیں امام (علیہ السلام) کی جانب سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

ان میں سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

1) انہوں نے تمام انکار کرنے والے علماء کو قرآن پر مناظرے کے لیے چیلنج کیا، اور کہا کہ جو علم ان کے پاس ہے وہ ان کی ذاتی محنت کا نتیجہ نہیں، بلکہ امام مہدی (علیہ السلام) کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔

2) انہوں نے "متشابہات" کی تفسیر جاری کی، اور اس سلسلے میں تین جلدوں پر مشتمل "اسرار الامام المہدی (علیہ السلام) – المتشابہات" کے نام سے کتاب لکھی، اور تمام علماء کو چیلنج کیا کہ اگر وہ اس کی رد کر سکتے ہیں تو کریں۔ اور کسی نے اس پر جواب نہیں دیا، اور تقریباً ایک سال گزر چکا ہے، مگر کوئی جواب نہیں آیا!

3) سید احمد الحسن نے ان تمام لوگوں کو جو انہیں جھٹلا رہے تھے، مباہلہ کا چیلنج دیا، مگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"(پس جو کوئی تجھ سے اس (عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) علم کے آجانے کے بعد جھگڑا کرے، تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں، اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں، اپنے نفسوں اور تمہارے نفسوں کو بلالیں، پھر ہم دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔ بے شک یہی سچی بات ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شک اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو بے شک اللہ فساد پھیلانے والوں کو خوب جانتا ہے۔)" (آل عمران: 61-63)

4) بہت سی روایات نے سید احمد الحسن کی شخصیت کی نشاندہی کی ہے، جن میں بتایا گیا ہے کہ ان کا نام احمد ہوگا، وہ اہلِ بصرہ میں سے ہوں گے، امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے ہوں گے، پہلے مومن، پہلے انصار، اور ان کے سب سے قریبی ہوں گے، نیز وہ امام مہدی (ع) کے وصی اور ان کے بعد پہلے مہدی ہوں گے۔

امام علی (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ:

" رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "ان میں سے پہلا بصرہ سے ہوگا، اور آخری یمامہ سے"۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کی رات امام علی علیہ السلام کو وصیت لکھوائی، جس میں فرمایا:

"میرے بعد بارہ امام ہوں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے... اور جب ان کی وفات کا وقت آئے گا، تو وہ اسے اپنے بیٹے، یعنی پہلے مہدی (قریبی ساتھی) کے سپرد کریں گے، جس کے تین نام ہوں گے: میرا نام، میرے والد کا نام (عبد اللہ)، اور احمد، اور تیسرا نام 'المہدی' ہوگا، اور وہی پہلے مومن ہوں گے"۔[1]

---

1) بحار الأنوار: 147/53-الغیبۃ للطوسي: 107

سید حیدر کاظمی نے اپنی کتاب بشارۃ الاسلام میں سطیح کاہن کے حوالے سے بیان کیا کہ امام مہدی (ع) کے قیام کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ "اس وقت امام مہدی کا بیٹا ظاہر ہو گا۔

شیخ مفید (رح) نے الارشاد میں بیان کیا کہ "مجھے ایسی سبز رنگی جھنڈیاں دکھائی دے رہی ہیں جو مصر سے آرہی ہیں، اور وہ شام تک پہنچیں گی، پھر وہ امام مہدی کے وصی کے پاس جائیں گی"۔

ابن طاوس (رح) نے امام علی (ع) سے روایت کی کہ "امام مہدی (ع) کے قیام سے پہلے ان کے اہلِ بیت سے ایک شخص مشرق سے خروج کرے گا، اور وہ آٹھ ماہ تک تلوار اٹھائے رکھے گا"۔

غیبی نشانیاں جو سید احمد الحسن کی تائید کرتی ہیں:

الف - خوابوں کی دنیا میں ان کی تائید ہوئی، جہاں درجنوں مؤمنین نے ائمہ معصومین علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر ان کی تصدیق کی۔ ان خوابوں کو "**البلاغ المبین الرؤیا حجۃ**" نامی دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

معصومین علیہ السلام کے مطابق، شیطان ان کی صورت اختیار نہیں کر سکتا، اور ان کے بارے میں خواب دیکھنا سچائی کی علامت ہے۔[1]

ب - سید احمد الحسن نے کئی غیبی خبروں کی پیشگوئی کی، جو بعد میں حقیقت بنیں، اور ان پر ایک کتاب جلد شائع کی جائے گی۔

ج - درجنوں مؤمنین نے ان کے معاملے میں قرآن سے استخارہ کیا، اور نتیجہ ہمیشہ ان کی سچائی کے حق میں آیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "استخارہ کرو اور خود سے فیصلہ مت کرو، کیونکہ بعض اوقات انسان جس چیز کو بہتر سمجھتا ہے، وہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے"۔

---

1) دار السلام - المیرزا النوری

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے استخارہ کرے اور اس پر راضی رہے، اللہ اس کے لیے بہترین فیصلہ کرے گا"۔

سید احمد الحسن کے خلاف مخالفت اور الزامات:

اس دعوت کو علمی، سیاسی، اور سماجی حلقوں سے مخالفت کا سامنا رہا، اور سید احمد الحسن پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے جیسے کہ جادوگری، پاگل پن، اور اسرائیل کی ایجنٹ۔ یہ رویہ کوئی نیا نہیں بلکہ یہی سب کچھ نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: "جب حق کی پرچم اٹھے گا، تو مشرق اور مغرب والے اسے لعنت کریں گے"۔

نتیجہ:

رغم تمام مخالفتوں اور سازشوں کے، یہ تحریک تین سال سے قائم ہے اور مسلسل ترقی کر رہی ہے۔ سید احمد الحسن نے امر بالمعروف، نہی عن المنکر، قرآن اور اہلِ بیت علیہ السلام کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"بلکہ انہوں نے اسے جھٹلایا، حالانکہ وہ اس کا پورا علم بھی نہ رکھتے تھے، اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں آیا۔ اسی طرح ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا تھا، پس دیکھو ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟"(یونس:39)

اگر سید احمد الحسن (نعوذ باللہ) جھوٹے ہوتے، تو اللہ کی طرف سے ان کی تائید نہ ہوتی، اور ان کے ساتھ یہ مومنوں کی جماعت نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اگر یہ (نبی) ہم پر کوئی جھوٹی بات گھڑتے، تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ہم ان کی رگِ جان کاٹ دیتے"(الحاقۃ:44-46)۔

"بے شک جھوٹ گھڑنے والے کبھی فلاح نہیں پاتے"(یونس:69)۔

"کہو! حق آ چکا،اور باطل نہ کچھ نیالا سکتا ہے اور نہ دوبارہ لوٹ سکتا ہے"(سبأ:49)۔

اور امام صادق (ع) سے روایت ہے: "یہ امر (مہدویت) اس کے اصل مالک کے سوا کوئی اور دعویٰ کرے تو اللہ اس کی عمر کو برباد کر دے گا۔"

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی، اور اللہ محمد اور آل محمد پر درود بھیجے۔"

انصار امام مہدی، اللہ انہیں زمین میں کامیابی عطا کرے۔

3 ربیع الاول 1426 ہجری قمری

نوٹ:

اگر آپ اس مسئلے کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں تو تقریباً 20 مطبوعات، کتب اور کتابچے انصار امام مہدی (ع) کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں، نیز بہت سے بیانات، ویڈیوز، اور نجف اشرف کے علمی حوزہ کی بعض شخصیات یا گروہوں کے ساتھ مناظرے بھی موجود ہیں۔

امام صادق (ع) سے روایت ہے: "خط کا جواب دینا اتنا ہی واجب ہے جتنا کہ سلام کا جواب دینا۔"

مرسل: شیخ ناظم العقیلی

نجف اشرف

1 ربیع الاول 1426 ہجری قمری

میں کہتا ہوں: یہ وہ خط ہے جو مراجع اور علماء کو بھیجا گیا، اور اس میں اس دجال (جعلی امام) کا سارا علم موجود ہے لیکن اس میں ایک بھی دلیل نہیں ہے کہ امام مہدی (ع) نے اسے دنیا کے لیے بھیجا ہے بلکہ ان کا ہر سہارا اور ان کے خطوط میں بھری گئی باتیں ان کے دعوے سے غیر متعلق ہیں۔

یہ ان کے گھڑنے اور جعل سازی کا ثبوت ہیں، بلکہ ان کی نادانی کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی طرف سے جواب نہ دینے کو اپنی سچائی کی علامت قرار دیا! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء نے ان کے خطوط کو نظرانداز کردیا کیونکہ ان سے ان کی علمی و عقلی سطح کی پستی ظاہر ہوگئی تھی۔

یہاں ایک اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ دجال شیعہ علماء کو مخاطب کر کے سخت زبان استعمال کرتا ہے، جیسے کہ وہ صرف انہیں بھیجا گیا ہو، تو پھر وہ سلفی علماء سے خطاب کیوں نہیں کرتا، جب کہ وہ انہی کے درمیان رہتا ہے،؟

عراقیوں سے اطاعت کا مطالبہ اور ان کی توہین

اس نے اپنی ویب سائٹ پر ایک بیان جاری کیا، جس میں کہا:

"اے اہل عراق! میرے والد نے مجھے دنیا کے لوگوں کے لیے بھیجا ہے، اور اس کا آغاز تم سے اور نجف سے کیا ہے۔ میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور آسمانوں کی سلطنت سے تائید یافتہ ہوں۔ آج میں تم سے مدد طلب کر رہا ہوں، جیسے میرے جد حسین (ع) نے مدد مانگی تھی، تو کیا کوئی میرا مددگار ہے؟ اگر تم نے مجھے تنہا چھوڑا اور میرے ساتھ خیانت کی، تو تمہارے آباء و اجداد نے بھی پہلے ایسا ہی کیا تھا۔ میرے والد نے بہت صبر کیا، اور میں بھی صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے معاملے میں حکم دے۔

جس نے مجھے حق کے طور پر قبول کیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوا، اور جس نے مجھے رد کیا، اس نے حق کو رد کیا اور دنیا و آخرت میں نقصان اٹھایا۔ اے وہ لوگو جو اپنے آباء و اجداد کے اعمال پر راضی ہو اور اپنے زمانے میں شمر (لعنت اللہ علیہ) اور شبث بن ربعی کی پیروی کرو، یاد رکھو! اس وقت ندامت تمہارے کسی کام نہیں آئے گی، اے انبیاء اور ان کے بیٹوں کے قاتلو! تمہیں دنیا و آخرت میں خسارہ ہی ملے گا، تمہارے ہاتھوں اور زبانوں کی بدولت جو جھوٹ، بہتان، افتراء اور باطل الزامات تم نے لگائے۔

(اے اہل عراق...) تمہارے خلاف حجت پوری ہو چکی ہے، تمہارے علماء کو ان کے مقامات میں مسخ کر دیا جائے گا، اور تم آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کی قدرت کے مظاہر دیکھو گے۔۔۔ یہاں تک کہ یہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔۔۔یعنی قائم (امام مہدی) کا ظہور حق ہے اور ناگزیر ہے"۔[1]

اے فرقوں کے بچھڑے، کتاب سے رو گردانی کرنے والو، ظلم و گناہ کے گروہ والو، کلام کو بدلنے والو، انبیاء اور ان کے بیٹوں کے قاتلو! تم میرے گلے پر قابو نہیں پا سکو گے، جیسے تمہارے آباء نے میرے جد حسین (ع) پر پایا تھا۔ آج کا دن اللہ کا عظیم دن ہے، یہ پہلا انتباہ ہے، اور یقینا یہ بہت بڑی وار ننگ ہے۔ میں اپنے والد، امام محمد بن حسن مہدی (ع) کے پاس واپس جاؤں گا تاکہ انہیں تمہاری تکذیب اور میری بے حرمتی، بہتان، جھوٹے الزامات، اور میرے قتل کی سازشوں کے بارے میں اطلاع دوں۔"

نہ فصاحت، نہ بلاغت، صرف جہالت۔

1) یہ (نام نہاد امام) فصاحت و بلاغت سے محروم ہے بلکہ اس کے املائی، نحوی، لغوی اور بلاغتی غلطیاں واضح ہیں، یہاں تک کہ قرآنی آیات میں بھی۔
2) اس نے اہل عراق کو یوں مخاطب کیا:
3) "اے انبیاء اور ان کے بیٹوں کے قاتلو، اے فرقوں کے بچھڑے، اے ظلم و گناہ کے ٹولے"۔
4) یہ الفاظ سلفی نظریے کی ترویج ہیں، جو امام حسین (ع) کے قاتلوں کی صفائی پیش کرتے ہیں اور قتل کا الزام عراقی شیعوں پر لگاتے ہیں۔
5) اس نے خیانت اور جعل سازی کی، اور دو مختلف روایات کو جوڑ کر ایک بنا دیا۔

---

1) غیبت نعمانی، ص 269

جعلی حوالے اور من گھڑت دعوے

اس دجال نے امام باقر (ع) کی روایت کو بدل کر اسے عراق اور بغداد سے جوڑ دیا، جب کہ اصل روایت عمومی تھی اور پوری دنیا کے لیے تھی۔

مثال کے طور پر، اصل روایت میں "آفاق" سے مراد آسمانوں اور زمین کے وہ علاقے ہیں جہاں ظلم و ستم ہو رہا ہے، لیکن اس نے اسے خاص طور پر اہل عراق اور بغداد پر لاگو کر دیا۔

اسی طرح، اس نے ایک جعلی اور غیر مستند عبارت پیش کی:

"بغداد میں ایک ہنگامہ ہوگا، لوگ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ بندر اور سور میں تبدیل ہو چکے ہیں۔"

یہ عبارت کسی مستند شیعہ حدیث کی کتاب میں موجود نہیں ہے بلکہ، اسے سنی عالم جلال الدین سیوطی نے "الدر المنثور" میں مالک بن دینار کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جہاں وہ کہتے ہیں:

"مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہوا چلے گی اور اندھیرا چھا جائے گا، تو لوگ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ مسخ ہو چکے ہیں"۔[1]

اسی طرح، یہ **"کتاب الملاحم والفتن"** میں فتن السلیلی سے بغیر سند کے نقل کی گئی ہے۔[2]

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ دجال صرف جعل سازی اور دھوکہ دہی میں مہارت رکھتا ہے۔ وہ دو الگ الگ روایات کو جوڑ کر ایک نیا من گھڑت متن تیار کرتا ہے، اور اس میں ایسے الفاظ داخل کرتا ہے جو اصل کتب میں موجود نہیں ہیں۔ اس کا مقصد صرف عوام کو گمراہ کرنا اور اپنی جھوٹی نبوت یا امامت کے لیے دلیل گھڑنا ہے۔

---

1) الدر المنثور" (جلد 6، صفحہ 62)

2) کتاب الملاحم والفتن صفحه 286

یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ میں نے اہل بیت (علیہم السلام) سے کوئی ایسی روایت نہیں پائی جو بغداد یا زوراء کی تباہی کے بارے میں ہو، میرا خیال ہے کہ ایسی روایات بنی امیہ کے پیروکاروں نے گھڑی ہیں تاکہ اہل بیت (علیہم السلام) کی ان روایات کا مقابلہ کیا جا سکے جو امام مہدی (علیہ السلام) کے دور میں شام کی تباہی کے بارے میں ہیں۔

دجال کی یہ عجیب وغریب بات کہ:

"کیونکہ اہل بیت (علیہم السلام) نے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز نہیں چھوڑی، بلکہ ہر چیز کا ذکر کیا ہے، یہاں تک کہ بواسیر کی بیماری کا بھی اور یہ امام مہدی کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ جو چاہے "بشارة الاسلام" کے پہلے باب کی طرف رجوع کرے، لیکن تم لوگ اس سے چشم پوشی کرتے ہو"۔

اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کی نشانیوں میں سے ایک بواسیر ہے اور یہ بیماری خود اس (دجال) میں موجود ہے، تو وہ خود ہی اپنی حالت سے واقف ہوگا لیکن اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہور امام مہدی (علیہ السلام) کی نشانیوں میں سے ایک بواسیر کی بیماری کا ظاہر ہونا ہے، تو یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل نہیں بن سکتی، چاہے یہ علامت ظہور کے قریب ہونے کی ہی کیوں نہ ہو۔

عراقیوں پر انتخابات کی وجہ سے اس کا غصہ:

جب امریکہ نے عراق پر قبضہ کیا اور صدام حسین کی حکومت ختم ہو گئی، تو ملک میں امن و امان قائم تھا۔ اس وقت مرجعیت اور سیاسی قائدین نے عراقی عوام کی مرضی سے ایک منتخب پارلیمنٹ کے قیام کے لیے انتخابات کا مطالبہ کیا لیکن عرب ممالک کو خوف تھا کہ عراق میں شیعہ اکثریت اقتدار میں آ جائے گی۔ اسی لیے انہوں نے یورپ اور اقوامِ متحدہ کو انتخابات میں تاخیر پر قائل کیا اور امریکہ پر دباؤ ڈالا، جس کی وجہ سے انتخابات ایک سال سے زیادہ مؤخر ہو گئے۔

اسی دوران، دہشت گرد تنظیموں اور صدام کے بچ جانے والے وفاداروں نے مل کر ایک طاقتور دہشت گرد گروہ بنا لیا تاکہ امریکہ پر دباؤ ڈال کر اقتدار دوبارہ حاصل کر سکیں اور شیعہ اکثریت کو کمزور کر سکیں۔

تمام عرب ممالک میں عراقی انتخابات کے خلاف شدید پروپیگنڈا کیا گیا اور اسے "غیر منصفانہ" اور "غیر آزاد" قرار دیا گیا دوسری طرف، سلفیوں نے مذہبی دلائل گھڑ کر انتخابات کے خلاف لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا۔

کبھی کہا گیا کہ انتخابات "حرام" ہیں۔

کبھی کہا گیا کہ جب تک ملک میں غیر ملکی قبضہ ہے، تب تک انتخابات کرنا "حرام" ہے۔

یہ دجال بھی اپنے سرپرستوں کے اشاروں پر انتخابات کی مخالفت میں سرگرم ہو گیا۔ اس نے اپنی ویب سائٹ پر یہ بیان جاری کیا:

"امام مہدی (علیہ السلام) کا بیان ہے کہ انتخابات کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔"

اس بیان میں اس نے کہا:

"جو علماء انتخابات کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں، وہ حقیقت میں دیانت دار علماء نہیں ہیں، یا تو وہ جاہل ہیں یا جان بوجھ کر اس خبر اور اس جیسی دیگر خبروں کو نظرانداز کر رہے ہیں۔

لوگوں نے اپنے امام (احمد اسماعیل) کے خلاف خروج کیا اور وہ اس کے بارے میں بے خبر اور غافل تھے، انہوں نے اپنے مراجع کے فتاویٰ پر بھروسہ کیا، یہ سوچ کر کہ وہ انہیں گمراہی میں نہیں ڈالیں گے لیکن مراجع نے انہیں ہلاکت کی راہ پر ڈال دیا اور اللہ کے غضب میں مبتلا کر دیا، انہوں نے انہیں فتنہ میں جھونک دیا، بغیر کسی شرعی دلیل کے، نہ قرآن سے اور نہ اہل بیت (علیہم السلام) سے۔

ان نام نہاد علماء نے امام کی آواز لوگوں تک پہنچنے نہیں دی، بلکہ شور و غل مچا کر لوگوں کو گمراہ کیا، حقیقت یہ ہے کہ اے لوگو، تمہارے علماء نے تمہیں دھوکہ دیا اور تمہیں اندھیرے میں رکھا۔

یہ اندھے لوگ تمہیں بھی اندھے کنویں میں دھکیل رہے ہیں، اگر تمہارے انتخابات واقعی شرعی اور درست ہیں، تو پھر تم نظام خلافت کو کیوں مسترد کرتے ہو؟
تمہارے انتخابات اور ان کی بیعت میں کیا فرق ہے؟
اگر تمہارے مراجع کا فتویٰ صحیح ہے، تو پھر خلفاء کے حامیوں کا فتویٰ بھی صحیح ہونا چاہیے"۔

پھر اس دجال نے انتخابات کو "شیعہ عقائد کے خلاف" قرار دیتے ہوئے مزید کہا:
"تم نے ہمیشہ خلافت کو غیر درست کہا لیکن آج تم نے اپنی دلیل کو خود ہی مسترد کر دیا۔ تم نے اہل بیت (علیہم السلام) کو چھوڑ کر ایک نئی حکومت کو قبول کر لیا۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ آخر تم نے کس وجہ سے قرآن اور اہل بیت (علیہم السلام) کو چھوڑ دیا اور ایسی انتخابات کو جائز قرار دے دیا جو تمہارے اپنے عقیدے کے خلاف ہیں؟"

عراقی آئین کے خلاف دجال کی سازش:

جب عراق میں آئینی ریفرنڈم (استصوابِ رائے) کا وقت آیا، تو اس دجال نے اس کی بھی بھرپور مخالفت کی اور اپنی ویب سائٹ پر ایک بیان جاری کیا:
"امام (مہدی) اپنے خاص نمائندے "سید احمد الحسن" کے ذریعے ظاہر ہو چکے ہیں، جنہیں بھیجے ہوئے تین سال سے زیادہ ہو چکے ہیں، جو بھی سید احمد الحسن کی دلیل کو جھٹلا رہا ہے، وہ یا تو جاہل ہے یا منافق، ایسے لوگ حقیقت کو جاننے کے باوجود جھٹلاتے ہیں، صرف ظلم اور تکبر کی وجہ سے"۔[1]

---

1) تمام اہل علم میں یہ بات عیاں ہے کہ امام زمانہؑ نے غیبت صغریٰ میں اپنے چار نائبین قرار دیے جو امامؑ سے خط و کتابت کیا کرتے تھے، ان کے علاوہ امام زمانہ ع نے کسی شخصیت کو اپنا نمائندہ قرار نہیں دیا بلکہ ایسے شخص کی تکذیب فرمائی جو امامؑ کے نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جیسا دعویٰ احمد الحسن الیمانی نے کیا۔
امام نے کسی کو نائب مقرر نہیں کیا ہم اس پر ایک روایت پیش کرتے ہیں:
حدثنا أبو محمد الحسن بن أحمد المكتب قال: كنت بمدينة السلام في السنة التي توفي فيها الشيخ علي بن محمد السمري قدس الله روحه فحضرته قبل وفاته بأيام فأخرج إلى الناس توقيعا نسخته:

"بسم الله الرحمن الرحيم يا علي بن محمد السمري أعظم الله أجر إخوانك فيك فإنك ميت ما بينك وبين ستة أيام فاجمع أمرك ولا توص إلى أحد يقوم مقامك بعد وفاتك، فقد وقعت الغيبة الثانية
فلا ظهور إلا بعد إذن الله عز وجل وذلك بعد طول الأمد وقسوة القلوب، وامتلاء الأرض جورا، وسيأتي شيعتي من يدعي المشاهدة، ألا فمن ادعى المشاهدة قبل خروج السفياني والصيحة فهو كاذب مفتر، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.

قال: فنسخنا هذا التوقيع وخرجنا من عنده، فلما كان اليوم السادس عدنا إليه وهو يجود بنفسه، فقيل له: من وصيك من بعدك؟ فقال: لله أمر هو بالغه. ومضى رضي الله عنه، فهذا آخر كلام سمع منه.

ترجمہ:

ابو محمد حسن بن احمد المکتب بیان کرتے ہیں:

"میں مدینۃ السلام (بغداد) میں اس سال موجود تھا، جس سال شیخ علی بن محمد السمری (قدس اللہ روحہ) کا انتقال ہوا۔ میں ان کی وفات سے چند دن پہلے ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے لوگوں کے سامنے ایک توقیع (تحریری فرمان) نکالی، جس کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے علی بن محمد السمری! اللہ تمہارے بھائیوں کو تمہاری جدائی کا اجر عظیم عطا فرمائے، کیونکہ تم چھ دن کے اندر وفات پا جاؤ گے لہٰذا اپنے معاملات کو سمیٹ لو اور کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کرو، کیونکہ اب غیبتِ ثانیہ (دوسری غیبت) واقع ہو چکی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ظہور نہیں ہوگا، اور یہ طویل مدت کے بعد، جب دل سخت ہو جائیں گے اور زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی، تب ہوگا۔

میرے شیعوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو مشاہدہ (ملاقات) کا دعویٰ کریں گے۔

خبردار! جو کوئی بھی سفیانی کے خروج اور آسمانی صیحۃ (نداء) سے پہلے مشاہدہ (ملاقات) کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ہے۔

ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلي العظیم۔"

راوی کہتے ہیں:

"ہم نے اس توقیع کو نقل کیا اور وہاں سے نکل آئے۔

پھر چھٹے دن ہم دوبارہ ان کے پاس گئے، جبکہ وہ جان کنی (زندگی کی آخری گھڑیوں) میں تھے۔

کسی نے ان سے پوچھا: "آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

تو انہوں نے فرمایا:

"یہ اللہ کا امر ہے، اور وہی اسے انجام تک پہنچائے گا۔"

پھر وہ وفات پا گئے۔

"لوگوں نے اپنے امام (مہدی) کے خلاف خروج کیا اور وہ اس کے بارے میں بے خبر تھے، انہوں نے اپنے مراجع کے فتاویٰ پر بھروسہ کیا، یہ سوچ کر کہ وہ انہیں گمراہی میں نہیں ڈالیں گے لیکن مراجع نے انہیں ہلاکت میں ڈال دیا اور اللہ کے غضب میں مبتلا کر دیا انہوں نے لوگوں کو اس فتنہ میں دھکیل دیا، بغیر کسی شرعی دلیل کے، نہ قرآن سے اور نہ اہل بیت (علیہم السلام) سے، اب تمہارے یہی مراجع تمہیں ایک اور جہنم میں دھکیل رہے ہیں۔

یہ نیا فتنہ "عراقی آئین" ہے، جسے ایسے لوگ لکھ رہے ہیں جن کا دین اور آخرت سے کوئی تعلق نہیں، یہ لوگ تمہارے امام مہدی (علیہ السلام) کو ایک بار پھر طعنہ دے رہے ہیں، جیسے انتخابات کے وقت دیا تھا۔ پہلے انہوں نے تمہیں منتخب حکومت کے ذریعے امام سے دور کیا، اور اب وہ تمہیں آئین کے ذریعے قرآن سے دور کرنا چاہتے ہیں۔"

ایسا لگتا ہے کہ یہ بیان کسی سلفی نے اس کے لیے لکھا ہے، ورنہ ایک شیعہ یہ فرق بخوبی سمجھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نص (واضح حکم) کی موجودگی اور ہمارے دور میں عراق کی صورت حال میں کیا فرق ہے۔

ہم نے حضرت علی (علیہ السلام) کی خلافت کو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حکم کی بنا پر قبول کیا، لیکن اگر کوئی واضح نص موجود نہ ہو تو پھر لوگوں کو اختیار حاصل ہے۔

ہمارے دور میں نظامِ حکومت ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔

یہی ان کے آخری الفاظ تھے جو ہم نے ان سے سنے۔

كمال الدين وتمام النعمة للشيخ الجليل الأقدم الصدوق-ج ١-الصفحة ٥٤٤

اس حدیث کی رو سے واضح ہوا کہ امام زمانہ علیہ السلام نے علی بن محمد سمری کو منع فرمایا کہ وہ کسی کو اپنا جانشین منتخب نہ کریں چونکہ دوسری غیبت یعنی غیبت کبریٰ واقع ہو چکی ہے، اگر امام علیہ السلام ان چار شخصیات کے علاوہ کسی شخصیت کو اپنا نمائندہ قرار دیتے تو علی بن محمد سمری کو جانشینی کے اختتام کا حکم نہ دیتے بلکہ انہیں اپنا نیا نمائندہ منتخب کرنے کا حکم دیتے جس طرح سابقہ سفراء سے متعلق حکم دیا، لہذا احمد الحسن یمانی کا سفیر امام زمانہ ہونے کا دعوی کذب بیانی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

- بعض مراجع یہ رائے رکھتے ہیں کہ "ولایتِ فقیہ" کو معصوم (علیہ السلام) کی طرز پر فردِ واحد کی حکومت کی صورت میں نافذ کیا جائے۔
- بعض مراجع یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ اپنے پارلیمان اور حکومت کا انتخاب کریں، اور مرجعیت اور دینی علماء کا کردار صرف نگرانی اور رہنمائی تک محدود ہو۔
- بعض مراجع "ولایتِ فقیہ" اور انتخابات کے امتزاج کے قائل ہیں، جیسا کہ ایران میں رائج نظام ہے۔

مجھے نہیں لگتا کہ یہ دجال کبھی اصولِ فقہ کی کوئی کتاب پڑھ چکا ہو، اور اگر کبھی پڑھ بھی لے تو وہ اسے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود وہ اپنے غرور میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے اور اس کے تابع ہو جانا چاہیے۔

غور کرو کہ اس کا دعویٰ کیا ہے:

"میں ہر مذہب کے علماء سے ان کی اپنی کتاب کے ذریعے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں، اور میں، جو ایک حقیر و نادان بندہ ہوں، قرآن، انجیل اور تورات کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان میں ہونے والی تحریفات سے واقف ہوں، کیونکہ اللہ نے مجھے یہ علم عطا کیا ہے۔ جو شخص دنیاوی مفاد کی خاطر حق کو جھٹلاتا ہے، میں اسی مجلس میں اس سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں، تاکہ جو حق پر ہے وہ زندہ رہے اور جو باطل پر ہے وہ ہلاک ہو جائے"۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسے نہ قرآن کی صحیح تلاوت آتی ہے، نہ وہ الفاظ کا درست املا جانتا ہے، اس نے جس آیت کا حوالہ دیا، وہ درحقیقت یوں ہے:

"لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ"

"تاکہ جو ہلاک ہو، وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو، اور جو زندہ رہے، وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے، اور بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

آٹھواں باب: دجال کی دیگر گھڑی دلیلیں

روایات کے معانی میں تحریف اور نصوص کو غلط انداز میں پیش کرنا:

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خود ساختہ امام کثرت سے غلطیاں کرتا ہے، جو اس کے کم علمی اور ابتدائی دینی تعلیم سے بھی محرومی کا ثبوت ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام جہانوں کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، لیکن اس کی گفتگو صرف شیعوں تک محدود ہے۔ وہ اہل سنت سے خطاب نہیں کرتا اور ان کے علماء پر کوئی بات نہیں کرتا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی مہم صرف شیعہ عوام کے اندر انتشار پیدا کرنے کے لیے ہے۔

وہ شیعوں پر سختی برتتا ہے کیونکہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ انہیں ایسے الفاظ سے پکارتا ہے جو ان کی غیرت کو للکارتے ہیں، یہاں تک کہ وہ یہ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا کہ جو اس پر ایمان نہ لائے وہ ولایتِ امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے خارج ہو جاتا ہے اور جہنم کا مستحق بن جاتا ہے، جبکہ اس نے کوئی معجزہ یا واضح نشانی پیش نہیں کی، سوائے اپنے اور اپنے پیروکاروں کے خوابوں کے۔ وہ آیات کی زبردستی من مانی تاویل کرتا ہے اور بغیر اسناد کی تحقیق کے روایات بیان کر دیتا ہے، بغیر اس کے کہ وہ ان کے معانی اور اپنے دعوے پر دلالت کو ثابت کرے۔

یہ جھوٹا شخص کہتا ہے:

"ہر دیکھنے والے کے لیے حقیقت آشکار ہو چکی ہے، اور آلِ محمد ﷺ کے قائم کا معاملہ روشن دن کی مانند واضح ہو چکا ہے، جس میں کسی طالبِ حق کے لیے کوئی شبہ نہیں۔ اے شیعہ علماء! تمہارے پاس وہ ہستی آ چکی ہے جسے تم ایسے پہچانتے ہو جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہو، اور اس کے بارے میں کوئی چیز تم پر مخفی نہیں، وہ روایاتِ صحیحہ میں صادقین (علیہم السلام) سے مذکور ہے۔ تو کیا تم یہودی اور عیسائی علماء پر یہ اعتراض نہیں کرتے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع نہیں کی، حالانکہ ان کی کتابوں

میں ان کا نام اور صفات بیان ہو چکی تھیں، اور وہ فاران سے خروج کریں گے، اور تم ان پر اسی بنیاد پر حجت قائم کرتے ہو؟ پس اب اپنی کتابوں کی طرف رجوع کرو اور خود کا محاسبہ کرو! میرے جد رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میری بشارت دی تھی، اور مجھے اپنی وصیت میں میرے نام اور صفات کے ساتھ ذکر کیا تھا، اور یہ وصیت تم تک صحیح سند کے ساتھ پہنچی ہے، اور شیعہ علماء نے اسے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کی گئی وصیت کیا سب سے اہم چیز نہیں؟

پس رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میرے آباء (بارہ ائمہ) اور میرے بعد بارہ مہدیوں کی وصیت کی۔

روایات کے حوالے:

امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کی رات علی (علیہ السلام) سے فرمایا:

اے ابوالحسن! کاغذ اور دوات لے آؤ۔

پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی وصیت لکھوائی، یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے اور فرمایا: "اے علی! میرے بعد بارہ امام ہوں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی۔ پس اے علی! تم بارہ ائمہ میں پہلے ہو۔

پھر حدیث آگے بڑھتی ہے، یہاں تک کہ فرمایا: اور حسن (علیہ السلام) اسے اپنے بیٹے محمد، آلِ محمد میں سے مستحفظ کو سونپیں گے، پس یہ بارہ امام ہوں گے۔ پھر ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے، پس جب ان کی وفات کا وقت آئے تو وہ اسے اپنے بیٹے، پہلے مہدی کو سونپ دیں گے، جس کے تین نام ہوں گے: ایک میرا نام (محمد)، دوسرا میرے والد کا نام (عبد اللہ یا احمد)، اور تیسرا مہدی، جو سب سے پہلا مؤمن ہو گا"۔

بحار الأنوار: 145/53، الغيبة للطوسي: 150

حاشیہ مترجم۔[1]

---

1) جواب: اس کی پیش کردہ حدیث کو ہم مکمل متن کے ساتھ پیش کررہے ہیں تاکہ ہم اس کی خیانت کو آشکار کریں، سب سے پہلے ہم اس روایت کی سند کی عدم صحت واضح کریں گے۔

روایت کی سند کچھ یوں ہے:

أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سِنَانٍ الْمَوْصِلِيِّ الْعَدْلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْخَلِيلِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ الْبَاقِرِ عَنْ أَبِيهِ ذِي الثَّفِنَاتِ سَيِّدِ الْعَابِدِينَ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ الزَّكِيِّ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِيهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ لِعَلِيٍّ ع يَا أَبَا الْحَسَنِ أَحْضِرْ صَحِيفَةً وَ دَوَاةً فَأَمْلَأَ رَسُولُ اللَّهِ ص وَصِيَّتَهُ۔

ہمارا جواب:

پس یہ واضح ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں کئی مجہول (نامعلوم) راوی شامل ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کے اکثر راوی مجہول الحال ہیں، جن میں درج ذیل افراد شامل ہیں:

1) **علی بن سنان الموصلی العدل**۔ (ان کے احوال پر آگے چل کر گفتگو ہوگی)

2) **علی بن الحسین**۔ (یہ راوی بھی مجہول ہے۔ بعض نے اسے شیخ صدوق کے والد علی بن حسین بن بابویہ قرار دیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ شیخ صدوق کے والد نے کبھی احمد بن خلیل یا علی بن سنان موصلی سے روایت نہیں کی۔ نیز، شیخ طوسی نے شیخ صدوق کے والد سے ہمیشہ دو واسطوں کے ساتھ روایت کی ہے، نہ کہ تین واسطوں کے ساتھ۔)

3) **احمد بن محمد بن الخلیل**۔ (اس راوی کا معاملہ بھی مشتبہ ہے، یہ دو شخصیات کے درمیان متردد (مشکوک) ہے۔

یہ احمد بن محمد بن الخلیل ہے یا احمد بن محمد الخلیلي ہے۔

اگر احمد بن محمد الخلیل ہے تو یہ شخصیت شیعہ رجال کی کتب میں غیر معروف (مجہول الحال و الھویۃ) ہے، کیونکہ ہمیں شیعہ رجالی مصادر میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملا جبکہ اگر ہم اہل سنت کی رجالی کتب کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہمیں یہ نام مختلف اسانید میں متعدد شخصیات کے لیے استعمال ہوتا ہوا نظر آتا ہے، ان میں شامل ہیں:

احمد بن محمد بن الخلیل البخاري، جس نے ابو جعفر محمد بن بکر بن محمد بن مذکر الجاورساني سے روایت کی ہے۔

الأنساب، للسمعاني، ج 2، ص 13

ابو الخیر احمد بن محمد بن الخلیل النسفي، جس سے ابو النصر النیازكي نے روایت کی ہے۔

الأنساب، للسمعاني، ج 5، ص 59 و 548

احمد بن محمد بن خلیل البصري۔

لسان المیزان، لابن حجر، ج 5، ص 227

اس کے علاوہ بھی کئی شخصیات ہیں جو اسی ثلاثی نام (احمد بن محمد بن خلیل) سے مختلف اسانید میں مذکور ہیں۔ چنانچہ اہل سنت کے ہاں یہ نام کئی افراد کے درمیان مشترک اور متردد ہے، جبکہ شیعہ رجال کی کتب میں یہ مکمل طور پر مجہول ہے، نہ اس کی پہچان معلوم ہے اور نہ ہی اس کے حالات، لہذا یہ شخص نا صرف مجہول ٹھہرتا ہے بلکہ اس کے اہلسنت ہونے کے امکان بھی قوی ہیں۔

اور اگر یہ احمد بن محمد الخلیلی ہے، جس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور جو غلام خلیل الآملي الطبري کے نام سے معروف ہے تو یہی شخص شیخ طوسی کی الغیبۃ میں بھی ایک روایت میں آیا ہے، جس میں اس سے علی بن سنان الموصلی العدل نے روایت کی ہے، اور اس نے محمد بن صالح الھمداني سے روایت کی ہے۔

الغيبة، للشيخ الطوسي، ص 99

یہی روایت، وصیت کی روایت سے بالکل پہلے بیان ہوئی ہے، اور ان دونوں کے درمیان صرف ایک روایت کا فاصلہ ہے لہذا یہ بھی قوی امکان ہے کہ یہ شخص احمد بن محمد الخلیلی ہے تو یہ احمد بن محمد شیعہ رجال کے نزدیک جھوٹا، حدیث گھڑنے والا اور فاسد العقیدہ شمار ہوتا ہے۔

نجاشی نے اس کے بارے میں کہا:

"یہ انتہائی ضعیف ہے، اس پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی"

رجال النجاشي، ص 96، رقم 238

ابن غضائری نے اس کے بارے میں لکھا:

"یہ جھوٹا، حدیث گھڑنے والا، اور فاسد العقیدہ ہے، اس کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا"

رجال ابن الغضائري، ص 42، حرف الألف، رقم 16

ابن داوود نے کہا:

"یہ انتہائی ضعیف ہے، اس کی روایت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی"

رجال ابن داود، ص 228

علامہ حلی نے بھی یہی الفاظ دہرائے:

"یہ انتہائی ضعیف ہے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی، جھوٹا ہے، حدیث گھڑنے والا، اور فاسد العقیدہ ہے"

ترتیب خلاصة الأقوال في معرفة الرجال، ص 74

جہاں تک اہل سنت کا تعلق ہے، تو وہ بھی اسے حدیث وضع کرنے اور جھوٹ بولنے کا الزام دیتے ہیں۔ ابن حجر اور ذہبی نے اس کا ذکر احمد بن محمد بن غالب الباہلی، غلام خلیل کے نام سے کیا ہے۔ ابن حجر نے اس کے بارے میں نقل کیا:

"ابن عدی نے کہا: میں نے ابو عبداللہ نہاوندی کو یہ کہتے سنا کہ میں نے غلام خلیل سے پوچھا:
یہ رقائق (نرم دل کرنے والی حدیثیں) جو تم بیان کرتے ہو، یہ کہاں سے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہم نے انہیں عوام کے دل نرم کرنے کے لیے خود وضع کیا ہے۔ ابو داود نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ یہ بغداد کا دجال نہ ہو۔ دار قطنی نے کہا: یہ متروک ہے"

لسان المیزان، ج 1، ص 617، رقم 767

ذہبی نے ابن حجر کے کلام کو نقل کرنے کے بعد مزید کہا:

"ابو بکر النقاش نے کہا: یہ بہت کمزور (واہٍ) ہے"

میزان الإعتدال في نقد الرجال، ج 1، ص 142141، رقم 557

نتیجہ: اگر اس راوی کو احمد بن محمد بن الخلیل مانا جائے تو یہ مجهول راوی ہے اور سنی رجال کے مطابق یہ شخص اہلسنت ٹھہرتا ہے۔

اگر اس راوی کو احمد بن محمد الخليلي مانا جائے تو یہ شخص شیعہ و سنی رجال میں کذاب اور احادیث گھڑنے والا ثابت ہوتا ہے۔

4) جعفر بن احمد المصری۔
5) ان کے چچا حسن بن علی۔
6) ان کے والد۔

ان تمام راویوں کے متعلق کتبِ رجال میں کوئی توثیق (اعتماد یا توثیقی بیان) موجود نہیں ہے۔ بلکہ علی بن سنان الموصلی العدل کے سواء باقی راوی تو سرے سے نامعلوم ہیں، اور ان کی کوئی شناخت نہیں ملتی۔

کتب رجال امامیہ میں صرف علی بن سنان الموصلی کا تذکرہ ملتا ہے اور انہیں بھی شیخ جواہری نے "المفید من معجم" میں مجهول قرار دیا ہے:

علي بن سنان: الموصلي العدل، روى عن أحمد بن محمد الخليل، وروى عنه الحسين بن علي، ذكره الشيخ في كتاب الغيبة في الكلام على الواقفة. أقول: كلمة العدل كان يوصف بها بعض علما العامة، فلا يبعد ان يكون المعنون في المقام منهم مجهول.

المفيد من معجم رجال الحديث الصفحة 398

اسی بنا پر یہ روایت سندی اعتبار انتہائی ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار پاتی ہے البتہ احمد الحسن الیمانی اور اس کے گروہ نے اس حدیث وصیت کی سند کو صحیح ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے۔

احمد بصری اپنے دعوے کے برعکس، اعتقادی روایات کے سند کی جانچ پڑتال کی عدم ضرورت کے باوجود، حدیث وصیت کے سند کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے:

"ہم نے ان کے لیے واضح کر دیا ہے کہ وصیت کی سند صحیح ہے اور شیخ طوسی کی شہادت کہ راوی خاصہ (شیعہ) میں سے ہیں، اس کی صحت کے لیے کافی ہے... لہٰذا صحیح یہ ہے کہ ہم مومن کی سچائی کا حکم دیں جب تک کہ اس کے جھوٹ پر قطعی دلیل نہ آجائے۔"

الوصية المقدسة الكتاب العاصم من الضلال ، ص۴

اس طرح وہ اپنی کتاب "دلائل الصدق" میں حدیث وصیت کو تین شواہد کی بنیاد پر صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

أن الوصية سندها صحيح، وأنه يكفي شهادة الشيخ الطوسي رحمه الله لرواتها بأنهم من الخاصة أي الشيعة الامامية

"بے شک وصیت کی سند صحیح ہے، اور یہ کہ شیخ طوسیؒ کی گواہی ہی اس کے راویوں کے لیے کافی ہے کہ وہ خاصہ، یعنی شیعہ امامیہ میں سے ہیں۔"

دلائل الصدق، ص ۲۵ ، ۲۶

لہذا احمد الحسن الیمانی نے حدیث وصیت کی سند کی صحت کو ثابت کرنے کے لیے بنیادی طور پر تین نکات کو دلیل بنایا ہے

1) شیخ طوسی کا راویوں کے بارے میں بیان۔
2) راوی کی عدالت کا اصل۔
3) تمام راویوں کو شیعہ قرار دینا۔

جواب:

ہم احمد الحسن کے اس دعویٰ کے تینوں نکات کا سلسلہ وار جواب عرض کریں گے

1) پہلا دعویٰ "اصالة العدالة" یعنی راویوں کی عدالت کا اصل اور احمد الحسن الیمانی کا باطل استدلال۔

احمد بصری کے دعوے کے برعکس، حدیث وصیت کے بیشتر راوی مجہول ہیں اور ان کے شیعہ یا سنی ہونے کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ شیخ طوسی کے بیان کے تحت ایک حدیث کا نقل کرنا، مصنف کتاب الغیبہ کی طرف سے راویوں کے شیعہ یا سنی ہونے کی شہادت نہیں دیتا۔ دوسری طرف، **اصالة العدالة** کا مطلب راویوں کے شیعہ ہونے کی شہادت نہیں ہے۔

اس شبہ کے جواب میں درج ذیل نکات پر توجہ دینی چاہیے:

اول: صدق و کذب اور عدل و فسق وجودی امور ہیں اور وجودی امور اپنے مقابل اور ضد کے نہ ہونے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا صدق اس وقت آتا ہے جب کذب نہ ہو اور عدل اس وقت آتا ہے جب فسق نہ ہو۔ اس اصول کے مطابق، اصالۃ کا تعلق نہ تو صدق و کذب سے ہے اور نہ ہی عدل و فسق سے، بلکہ ہر ایک اپنی جگہ پر اور دوسرے کے نہ ہونے پر قائم ہوتا ہے۔

دوم: اصالۃ العدالۃ کا مطلب راوی کے شیعہ ہونے کی شہادت نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی راوی کے شیعہ ہونے پر اعتماد ہو اور ساتھ ہی اس کی عدالت پر شک ہو تو اصالۃ العدالۃ یا اصالۃ الصدق کی طرف رجوع کر کے اس کے عادل اور سچا ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ حدیث وصیت کے بیشتر راوی مجہول ہیں اور ان کے شیعہ یا سنی ہونے کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔

سوم: ان راویوں کے بارے میں جنہیں شیخ طوسی اور دیگر علماء نے نہیں دیکھا یا جن کے نام تو سند میں موجود ہیں لیکن ان کے تشیع اور اچھے برتاؤ کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں، اصالۃ العدالۃ کا کوئی مطلب نہیں ہے اور یہ سالبہ بالانتفاء موضوع ہوگا۔ لہٰذا موجودہ دور میں جب بھی مجہول راویوں کا سامنا ہو، ہم اصالۃ العدالۃ کو لاگو نہیں کر سکتے۔

اس طرح، مجہول راویوں کے بارے میں اصالۃ العدالۃ کو لاگو کرنا، جن کے بارے میں کوئی تعریف یا تنقید موجود نہیں ہے، غیر معقول ہے اور بنیادی طور پر مردود و باطل ہے۔

2) شیخ طوسی رح کا راویوں کے بارے میں بیان اور احمد الحسن الیمانی کا باطل استدلال

شیخ طوسی رح نے حدیث وصیت سمیت چند دیگر روایات کو درج کرتے وقت فرمایا:

"فاما ما روی من جهت الخاصة"

"پس جو کچھ خاصہ (شیعہ) کی جانب سے روایت کیا گیا ہے۔

شیخ طوسی رح کے اس جملے سے احمد الحسن الیمانی استدلال کرتا ہے کہ چونکہ شیخ طوسی رح نے راویوں کو شیعہ قرار دیا ہے لہذا شیخ طوسی رح کا یہ قول راویوں کی توثیق پر دلالت کرتا ہے۔

شیخ طوسی کے بیان "فاما ما روی من جهت الخاصة" کے جواب میں درج ذیل نکات اہم ہیں:

اولاً، اگر شیخ طوسی کی کتاب میں یہ بیان تمام راویوں کے شیعہ ہونے کی شہادت ہے، تو پھر اس بیان "فَمِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ مِنْ جِهَةِ مُخَالِفِي الشِّيعَةِ" کے ساتھ بھی تمام راویوں کے شیعہ نہ ہونے کی شہادت دینی چاہیے، جو کہ شیخ نے خاصہ کی طرف سے روایات بیان کرنے سے دس صفحات پہلے عامہ اور مخالفین شیعہ کی طرف سے روایات کے شروع میں کہا ہے۔

لیکن یقیناً ان روایات کے بہت سے راوی شیعہ اثنی عشری ہیں۔ مثال کے طور پر، پہلی روایت کی سند، جسے "فَمِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ مِنْ جِهَةِ مُخَالِفِي الشِّيعَةِ" کے تحت بیان کیا گیا ہے، درج ذیل ہے:

"مَا أَخْبَرَنِي بِهِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْحَاشِرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الشُّجَاعِيُّ الْكَاتِبُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي زَيْنَبَ النُّعْمَانِيِّ الْكَاتِبِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَلَّانَ الذَّهَبِيُّ الْبَغْدَادِيُّ بِدِمَشْقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (صل الله علیه و آله) يَقُول يَكُونُ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ...".

اس سند میں "ابوعبداللہ احمد بن عبدون المعروف بابن الحاشر"، "ابوحسین محمد بن علی شجاعی کاتب" اور "ابوعبداللہ محمد بن ابرہیم المعروف بابن ابی زینب نعمانی" شامل ہیں، جو تینوں راوی شیعہ اثنی عشری اور عادل ہیں، لیکن شیخ طوسی نے انہیں مخالفین شیعہ کی روایات میں شامل کیا ہے۔ لہٰذا، صرف ایک حدیث کا خاصہ یا عامہ کی طرف سے نقل ہونا، مصنف کتاب الغیبہ کی طرف سے راویوں کے شیعہ یا سنی ہونے کی شہادت نہیں دیتا۔

ثانیاً، شیخ طوسی کے بیان سے صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ روایت عامہ (اہل سنت) کی طرف سے نقل نہیں ہوئی ہے اور اس کے تمام راوی عامہ نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر کسی روایت کی سند میں ایک یا دو راوی اہل سنت میں سے ہوں تو اسے اہل سنت کی روایت نہیں کہا جا سکتا۔ مثال کے طور پر، شیعہ مصادر میں موجود بعض روایات میں اہل تسنن اور حتیٰ کہ نواصب کے راوی بھی شامل ہیں، لیکن انہیں عامہ (اہل تسنن) کی روایات نہیں کہا جاتا۔

مثال کے طور پر، روایت "الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عِيسَى۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ" میں "احمد بن ہلال" نامی ایک شخص شامل ہے، جسے شیخ صدوق

نے اپنی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں ناصبی قرار دیا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ شیعہ روایت کی سند میں شامل ہے۔

یاروایت "الصَّدُوقُ فِي الْخِصَالِ، وَالْعِلَلِ، وَالْاَمَالِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بنِ الْمُتَوَكِّلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ السَّعْدَآبَادِيِّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْاَزْدِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَس" میں "مالک بن انس"، جو اہل سنت میں مالکی مذہب کے امام ہیں، شامل ہیں، لیکن یہ روایت شیعہ کے ذریعے نقل ہوئی ہے

لہذا احمد الحسن الیمانی کا شیخ طوسی رح کے قول سے استدلال کرنا باطل ہے چونکہ شیخ طوسی رح کا قول سند کی صحت پر دلالت نہیں کرتا۔

3) احمد الحسن الیمانی کا راویوں کو شیعہ قرار دینا اور اس دعویٰ باطل کا رد۔

احمد الحسن الیمانی کے دعوے "لرواتها بأنهم من الخاصة أي الشيعة الامامية" کے تحت کا جواب دیتے ہوئے ہم عرض کریں گے اس سند کے پانچ راوی نا صرف مجہول ہیں بلکہ اس سند میں سے ایک راوی راوی علی بن سنان الموصلی العدل سنی راوی ہے۔

احمد الحسن الیمانی اور اس کی ویب سائٹس پر اس کے نام نہاد محققین اس راوی کے لقب:

"**العدل**" کو اس راوی کی عدالت کی دلیل بنا کر اسے ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ یہ لقب نا ہی راوی کی توثیق پر دلالت کرتا ہے نا ہی اس کے شیعہ ہونے پر، بلکہ یہ لقب دلالت کرتا ہے کہ یہ راوی سنی ہے۔

اسے "**العدل**" (عادل) کہنا اس کے ثقہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ ممکن ہے کہ یہ وصف اس کے کسی جد امجد کے لیے ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ خاص اسی کے لیے کہا گیا ہے۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہ وصف اسی کے لیے ہے، تو ممکن ہے کہ اس سے مراد کچھ اور ہو نہ کہ توثیق (ثقہ ہونے کا ثبوت)۔

سید الخوئی (قدس سرہ) نے فقیہ الدارمی العدل کے ترجمہ میں فرمایا:

"یہ بعید نہیں کہ یہ شخص عامہ (اہل سنت) میں سے ہو، اور 'العدل' اس کا لقب ہو، کیونکہ یہ لقب عدالتوں اور حکومتی دفاتر میں کام کرنے والے کاتبوں (لکھاریوں) کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ "کاتب العدل" کہا جاتا ہے۔"

معجم رجال الحدیث، جلد 6، صفحہ 210، رقم 3302

سید الخوئی (قدس سرہ) نے اس وصف سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ شخص اہلِ سنت میں سے ہو سکتا ہے، چنانچہ سید خوئی "علی بن سنان" کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

ثم إن كلمة العدل على ما يظهر من ذكرها في مشايخ الصدوق قدس سره كان يوصف بها بعض علماء العامة، فلا يبعد أن يكون الرجل من العامة.

پھر یہ کہ **"العدل"** کا لفظ، جیسا کہ شیخ صدوق (قدس سرہ) کے مشائخ کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے، بعض علمائے عامہ (اہل سنت) کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ لہٰذا، بعید نہیں کہ یہ شخص (علی بن سنان موصلی) بھی اہل سنت میں سے ہو۔

معجم رجال الحدیث، ج 13، ص 50، رقم 8194

اگر ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ یہ وصف خاص اسی کے لیے ہے اور اس سے مراد ثقاہت ہے، تب بھی ہمیں نہیں معلوم کہ اسے کس نے اس صفت سے متصف کیا ہے۔ ممکن ہے کہ جس نے اس کو اس وصف سے ذکر کیا ہو، وہ جرح و تعدیل (راوی کی حیثیت کا تعین) میں معتبر نہ ہو۔

نتیجہ: احمد الحسن الیمانی کا یہ کہنا کہ یہ سند شیعہ ہے اور قابل اعتماد ہے، یہ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے، ہم نے ثابت کیا ہے کہ اس سند میں سے اکثر راوی نا صرف مجہول ہیں بلکہ ان میں عامی راوی بھی ہیں لہٰذا سند کی تصحیح ثابت نہیں کی جا سکتی۔

محدث نوری کے قول سے استدلال:

احمد الحسن الیمانی کے مقلدین محدث نوری کی کتاب "النجم الثاقب" سے محدث نوری کا قول پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث وصیت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

جواب:

محدث نوری لکھتے ہیں:

"کچھ لوگوں نے کہا کہ امام زمانہ علیہ السلام نے شادی نہیں کی، اور اس کے نتیجے میں ان کے کوئی اولاد نہیں ہو سکتی۔"

اس کے بعد، وہ ایک بحث پیش کرتے ہیں جو صفحہ 402 پر ہے: "**دفع شبۂ عدم اولاد برای حضرت**"۔
پھر وہ کچھ سندیں اور دلائل پیش کرتے ہیں کہ نہیں، حضرت نے شادی کی ہے اور ان کے فرزند بھی ہیں۔ پھر وہ شروع کرتے ہیں ان شبہات کے جوابات دینے، اور جب وہ اس پر بات کرتے ہیں تو صفحہ 405 پر پہنچتے ہیں، یعنی نواں دلیل پیش کرتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے فرزند ہیں۔
وہ لکھتے ہیں:
"شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں ذکر ہے کہ کچھ وصیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کی شب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کی تھیں، اور اس میں سے ایک فقرہ یہ ہے کہ جب امام زمانہ علیہ السلام کا وقتِ وفات آئے گا، تو وہ یہ وصیت اپنے فرزند، پہلے مھدیین کو دیں گے۔"

اول: یہ کہ محدث نوری نے یہ بحث امام زمانہ کی اولاد کے ضمن میں کی ہے نا کہ ان کا مقصد 12 مہدیین کا اثبات تھا۔
دوم: محدث نوری کوئی رجالی شخصیت نہیں ہے جو روایت کی صحت کا حکم لگا سکیں چونکہ ہم متقدمین کے اصولوں سے اور اقوال سے ثابت کر چکے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو نہ صرف ضعیف بلکہ بعض نے من گھڑت تک قرار دیا ہے۔

محدث نوری چونکہ متاخر ہیں لہذا ان کا قول کو قدماء کے اقوال کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سوم: سبھی جانتے ہیں کہ محدث نوری ایک محدث ہیں نا کہ رجال کے ماہرین میں سے ہیں، نیز ان کے تفردات بعض جہتوں میں واضح ہیں، بالخصوص تحریف قرآن کے مسئلے میں ان کا نظریہ منفرد ہے اور امام علماء نے ان کے قول کو تسلیم نہیں کیا لہذا یہاں حدیث وصیت میں بھی ان کا قول تسلیم نہیں کیا جا سکتا چونکہ ان کا قول دلیل سے خالی ہے اور روایت کی سند انتہائی ضعیف ہے

حدیث وصیت کی حجیت اور متن پر مناقشہ:
حدیث "وصیت" کے نام سے معروف اس روایت کے متن میں کئی بنیادی اشکالات پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:
1) اعتقادی مباحث میں قطعی الصدور اور قطعی الدلالہ روایت کی ضرورت۔

2) کسی بھی عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے جو روایت پیش کی جاتی ہے، وہ قطعی الصدور اور قطعی الدلالہ ہونی چاہیے۔

یعنی وہ روایت یا تو متواتر لفظی ہونی چاہیے (جس کے الفاظ کئی معتبر ذرائع سے نقل ہوئے ہوں) یا متواتر معنوی (جس کا مفہوم کئی معتبر ذرائع سے ثابت ہو) جبکہ "وصیت" کے نام سے منسوب روایت (اگر بالفرض صحیح بھی ہو، جبکہ یہ صحیح نہیں ہے) محض خبر واحد ہے اور نہ ہی متواتر لفظی ہے اور نہ معنوی، لہٰذا اسے بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سند کے بعد اگر ہم روایت کے متن کی بات کریں تو اس متن بھی انتہائی مبہم ہے اور اس سے احمد الحسن الیمانی کے لیے استدلال کرنا جہالت ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ إِمَاماً وَمِنْ بَعْدِهِمُ اثْنَا عَشَرَ مَهْدِيّاً

"اے علی! بے شک میرے بعد 12 امام ہیں اور ان کے بعد 12 مہدی آئیں گے۔"

روایت میں موجود «احد عشر مهدیا» سے مراد ذریت آئمہؑ میں سے گیارہ مہدی ہیں اور اس سے مراد مہدی حقیقی نہیں بلکہ وہ مہدیین ہیں جو کہ امام حسینؑ کی ذریت میں سے ہوں گے یعنی نیک اور صالح لوگ لہذا یہ ان لوگوں کا ذکر ہے نا کہ اس سے مراد آئمہ مھدیین ہیں۔

ہم اپنے اس دعوی کی دلیل روایت کی روشنی میں دیں گے۔

شیخ صدوقؒ کمال الدین میں فرماتے ہیں:

حدثنا علي بن أحمد بن محمد بن عمران الدقاق قال: حدثنا محمد بن أبي عبد الله الكوفي قال: حدثنا موسى بن عمران النخعي، عن عمه الحسين بن يزيد النوفلي، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: قلت للصادق جعفر بن محمد عليهما السلام يا ابن رسول الله إني سمعت من أبيك عليه السلام أنه قال: يكون بعد القائم اثنا عشر مهديا فقال: إنما قال: اثنا عشر مهديا، ولم يقل: إثنا عشر إماما، ولكنهم قوم من شيعتنا يدعون الناس إلى موالاتنا ومعرفة حقنا

اسی روایت کی تفسیر میں ابی حمزہ ابی بصیر سے وہ امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ابی بصیر نے جناب امام صادقؑ سے پوچھا:

یا ابنِ رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے بابا جان سے سنا ہے ، انہوں نے کہا قائمؑ کے بعد بارہ مہدی ہوں گے پس آپ (امام صادق ع) نے کہا:

" یہ بارہ مہدی و ہادی ہوں گے ناکہ بارہ امام ہوں گے " یہ ہماری قوم شیعہ میں سے ہوں گے جو کہ لوگوں کو ہماری ولایت کی معرفت کی طرف بلائیں گے۔

کمال الدین و تمام النعمۃ ج 1 ص 286

اس روایت سے واضح ہوا کہ امام اور مہدی میں فرق ہے ، اس آیت میں جن مہدیین کا زکر ہے وہ قطعاً امام نہیں ہو سکتے چونکہ خود امام ع نے نفی فرمادی ہے کہ وہ امام نہیں بلکہ ہماری قوم شیعہ میں سے لوگوں کو ہماری معرفت کی طرف بلانے والے لوگ ہیں لہذا اس روایت سے احمد الحسن الیمانی کا اپنی امامت پر استدلال کرنا دجل و فریب کے سواء کچھ نہیں ہے ، نیز اگر وہ ابن المہدی ہونے کا دعویٰ دار ہے تو روایت میں ان مہدیین کے قوم شیعہ سے ہونے کا زکر ہے ناکہ نسل امام ع سے لہذا احمد الحسن الیمانی کا دعویٰ باطل ثابت ہوا۔

اگر مہدیین بھی امام ہوتے، تو رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے کہ:

"میرے بعد 24 امام ہوں گے: 12 امام اور 12 مہدی"۔

لیکن چونکہ ایسا نہیں فرمایا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدیین، ائمہ کی طرح امام نہیں ہیں، بلکہ ان کا مقام کچھ اور ہے جس پہ ہم خود امام معصوم ع کی حدیث پیش کر چکے ہیں۔

اس حدیث میں قابل غور بات ہے یہ ہے کہ حدیث کے آخری الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے تین نام زکر کیے ہیں۔

ثَلَاثَةُ أَسَامِيَ اسْمٌ كَاسْمِي وَ اسْمِ أَبِي وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَ أَحْمَدُ وَ الِاسْمُ الثَّالِثُ الْمَهْدِيُّ

"اس کے تین نام ہیں: ایک میرا نام (محمد)، دوسرا میرے باپ کا نام (عبداللہ)، اور وہ (یہ ہے) عبداللہ اور احمد، اور تیسرا نام مہدی ہے۔"

احمد الحسن الیمانی نے اس حدیث وصیت کے اس آخری حصے سے یہ استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن تین اسماء کا زکر کیا ہے وہ میرے نام ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ احمد الحسن الیمانی کے کا اصل نام اُحمد بن اِسماعیل ہے جس

میں لفظ " محمد " یا " عبداللہ " کا تذکرہ دور دور تک نظر نہیں آتا پھر احمد الحسن الیمانی کس طرح اس وصیت کا مصداق ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

ضمیر "له" کا مرجع بہت اہم ہے۔

اس حدیث کے دوسرے حصے اور اس کے آخری جملے میں ایک ضمیر آیا ہے جس کا مرجع انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

حدیث کے الفاظ " **لَهُ ثَلَاثَةُ أَسَامِيَ اسْمٌ كَاسْمِي وَ اسْمِ أَبِي وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَ أَحْمَدُ وَ الِاسْمُ الثَّالِثُ الْمَهْدِيُّ** " میں لفظ "لــــــه" کی ضمیر امام زمانہ (عج) کی ذاتِ مقدس کی طرف لوٹتی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہ تینوں نام امام زمانہ عج کے لیے ارشاد فرمائے نا کہ ان کے فرزند کے لیے۔

جیسا کہ دیگر روایات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں:

الغيبـــــــة، شیخ طوسی صفحہ 470 پر ایک اور روایت موجود ہے جو واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ امام زمانہ (عج) کے تین نام ہیں:

الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص يَقُولُ وَ ذَكَرَ الْمَهْدِيَّ إِنَّهُ يُبَايَعُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ اسْمُهُ أَحْمَدُ وَ عَبْدُ اللَّهِ وَ الْمَهْدِيُّ فَهَذِهِ أَسْمَاؤُهُ ثَلَاثَتُهَا

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو مہدی (عج) کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: "وہ رکن و مقام کے درمیان بیعت کیے جائیں گے، ان کا نام احمد، عبداللہ اور مہدی ہے۔ پس یہ ان کے تین نام ہیں۔"

غیبت طوسی ص 470

لہذا یہ روایت شیخ طوسی رح کی روایت کی تائید کرتی ہیں کہ وہ تینوں نام دراصل امام زمانہ عج کے ہی نام ہیں، اس کے برعکس، احمد الحسن کا دعویٰ ہے کہ یہ ضمیر "ابنه" کی طرف پلٹتی ہے یعنی احمد الحسن الیمانی کی طرف۔۔

لفظ "ابنـــــه" درحقیقت "ابیه" کی تصحیف ہے، اور اس غلطی کی وجہ سے ضمیر "لــــــه" کا مرجع "ابيـــــه" نہیں ہو سکتا نیز اگر "ابنــــــــــه" صحیح ہے، تو احمد الحسن نے ابھی سے علم کیوں بلند کر رکھا ہے اور امامت کا مدعی کیوں ہے؟ جبکہ روایت کے مطابق تو امام زمانہ عج اپنی وفات کے آخری حصے میں یہ وصیت اپنے بیٹے کے سپرد فرمائیں گے جیسا کہ روایت میں ہے:

فَإِذَا حَضَرَتْهُ اَلْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا

"پس جب امام مہدی علیہ السلام کو وفات آئے وہ یہ امر اپنے بیٹے کے سپرد کریں۔"

اگر "ابنـــــــــــہ" (اس کا بیٹا) کی قرائت درست بھی ہو، اور امام زمانہ (عج) اپنی ودائعِ امامت (امامت کی نشانیوں اور علوم) کو اپنے بیٹے کے سپرد کریں تو بھی کتاب الغیبۃ، شیخ طوسی میں مذکور روایتی نص کے مطابق، یہ انتقالِ ودائع امام زمانہ (عج) کی وفات کے وقت ہوگا، نہ کہ ان کی حیات میں۔

پس جب ابھی امام زمانہ (عج) کا ظہور بھی نہیں ہوا، تو احمد الحسن نے کیوں علمِ قیادت بلند کر رکھا ہے؟

نیز اس حدیث وصیت کے متن میں بہت سارے نقائص موجود ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے، ہم چند نقائص پیش کرتے ہیں:

1) اسی روایت میں آیا ہے:

"فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ

یعنی اس رات جس میں نبی اکرم ﷺ کا انتقال ہوا۔

جبکہ تاریخی شواہد کے مطابق نبی اکرم ﷺ کا انتقال رات کو نہیں بلکہ دن میں ہوا تھا جس پر تمام مکاتب کا اتفاق ہے

۔

اگر ہم اس عنوان پر روایات کا تذکرہ کریں تو گفتگو طویل ہو جائے گی، ہم فقط شیخ طوسی رح کا قول نقل کریں گے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رحلت دن کے وقت ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

مرحوم شیخ طوسی نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں لکھا ہے کہ:

محمد بن عبد الله... و قبض بالمدينة مسموما يوم الاثنين لليلتين بقيتا من صفر سنة عشرة من الهجرة.

محمد بن عبد اللہ رسول خدا ﷺ 28 صفر پیر کے دن مدینہ میں مسموم ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

تهذيب الأحكام ج 6 ص 2 ناشر: دار الكتب الإسلامية۔ تهران۔

لہٰذا، یہ روایت تاریخی حقائق سے متصادم ہے۔

---

2) روایت کی سند کے بعد اس روایت کے الفاظ ہیں:

"حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَىٰ هَذَا الْمَوْضِعِ"

یہاں تک کہ جب وہ اس مقام پر پہنچے۔

یہ جملہ ظاہر کرتا ہے کہ اس وصیت سے قبل بھی کچھ کہا گیا ہے جس کے بعد راوی کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ جب گفتگو یہاں تک پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا یعنی گفتگو پہلے بھی جاری تھی جبکہ راوی نے صرف اتنی سی روایت نقل کی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وصیت کا سابقہ حصہ کاٹ دیا گیا ہے۔

اگر یہ وصیت قیامت تک گمراہی سے بچانے والی ہے، تو اس میں تحریف اور کاٹ چھانٹ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

3) نبی ﷺ نے علی ع کے لیے علی، مرتضیٰ اور دیگر اسماء زکر کرنے کے بعد ان اسماء سے متعلق فرمایا:

"فَلَا تَصِحُّ هَذِهِ الْأَسْمَاءُ لِأَحَدٍ غَيْرِكَ"

پس یہ نام تمہارے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہیں۔

اگر یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی قطعی حدیث ہے، تو پھر تاریخ میں آئمہ (علیہم السلام) نے اپنے بیٹوں کے نام "علی"، "مرتضیٰ"، "مہدی" کیوں رکھے؟

کیا وہ اس حدیث سے واقف نا تھے؟

لہذا ائمہ ع کا اپنے فرزندوں کے نام علی ع، مرتضیٰ ع، مہدی رکھنا واضح کرتا ہے کہ ان کے زمانے میں ایسی کوئی حدیث وجود نا رکھتی تھی۔

4) اس حدیث میں امام زمانہ ع سے وصیت حاصل کرنے والے مہدی سے متعلق آیا ہے کہ

"هُوَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ"

"جو سب سے پہلا ایمان لانے والا ہے"

"پہلا مؤمن" کس چیز کا؟

اگر یہاں "امام زمان (عجل اللہ تعالی فرجہ) پر سب سے پہلے ایمان لانے والا مراد ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نواب اربعہ اور دیگر کئی افراد امام زمان (علیہ السلام) سے ملاقات کر چکے تھے جبکہ احمد الحسن الیمانی تو چند دہائیوں قبل پیدا ہوا ہے پھر بھلا وہ اول المومنین کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے؟

لہذا اس روایت کی سند کے علاوہ اس روایت کے متن میں ہی اتنے اشکال پیدا ہوتے ہیں جو کہ اس روایت کے من گھڑت ہونے پر دلیل ہیں۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ طوسی نے اتنی دقت کے باوجود یہ روایت کیوں نقل کی؟

اس کا جواب ہم یوں دیں گے کہ شیخ طوسی نے یہ کتاب شیعہ اثنا عشریہ (بارہ امامی) کے لیے نہیں، بلکہ شیعہ اسماعیلیہ (سات امامی) کے رد میں لکھی تھی جیسا کہ کتاب کا متن گواہی دیتا ہے کہ یہ کتاب جعلی ائمہ کی امامت کو رد کرنے کے لیے اور ائمہ اثنا عشر کی امامت ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی تھی لہذا شیخ طوسی رح نے یہ روایت صرف اس نکتے پر روشنی ڈالنے کے لیے ذکر کی کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء کی تعداد بارہ ہوگی، نہ کہ "مہدیین" کی امامت کو ثابت کرنے کے لیے۔

شیخ طوسی خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حجۃ بن الحسن (عجل اللہ تعالی فرجہ) کی اولاد ہے، اور ان کے بعد ان کی اولاد امام بنی، ان کا یہ نظریہ بے بنیاد ہے، اور ہم دلیل سے ثابت کر چکے ہیں کہ ائمہ (علیہم السلام) صرف بارہ ہیں، اس لیے اس قول کا بطلان واضح ہے۔"

غیبت طوسی

اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ یہ روایت مہدیین کی امامت پر دلالت کرتی ہے، تب بھی اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ:

اس روایت کے مخالف روایات تواتر معنوی کے درجے تک پہنچتی ہیں۔

بہت سی ایسی مستند روایات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ائمہ صرف 12 ہی ہیں۔

یہ روایات تواتر معنوی کے درجے تک پہنچتی ہیں، یعنی مختلف ذرائع سے ان کا مفہوم ایک ہی ہے، جو اس روایت کے برخلاف ہے۔

اس سلسلے میں کتاب "کفایۃ الأثر فی النص علی الأئمۃ الاثنی عشر" سے رجوع کیا جا سکتا ہے، جو بارہ اماموں کے بارے میں نصوص پر مشتمل ہے۔

ہمارے تمام محدثین شیعہ نے صرف بارہ ائمہ کی امامت کا ذکر کیا ہے اور ان کی امامت کی نصوص پر ابواب باندھے ہیں جیسا کہ الکافی میں بارہ ائمہ ع کی امامت پر ابواب موجود ہیں ، وہاں ان بارہ مہدیین کی امامت کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نا ہی اس روایت کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی چونکہ یہ اس قدر ضعیف روایت ہے کہ اس پر عمل کرنا ہی درست نہیں۔

13 یا اس سے زیادہ اماموں پر ایمان رکھنے والا، مارقین میں شمار ہوتا ہے:

بعض روایات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ اگر کوئی شخص 13 یا اس سے زیادہ اماموں پر ایمان رکھے، تو وہ مارقین (حق سے خارج ہونے والوں) میں شمار ہوگا۔

غیبت طوسی میں ایک طویل روایت ہے جس میں سے ہم وہ حصہ پیش کریں گے جو ہمارے مدعا کو واضح کرے گا۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی اس طویل روایت میں وارد ہوا ہے:

وَ أَمَّا غَيْبَةُ عِيسَى ع فَإِنَّ الْيَهُودَ وَ النَّصَارَى اتَّفَقَتْ عَلَى أَنَّهُ قُتِلَ فَكَذَّبَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِقَوْلِهِ وَ ما قَتَلُوهُ وَ ما صَلَبُوهُ وَ لكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ كَذَلِكَ غَيْبَةُ الْقَائِمِ فَإِنَّ الْأُمَّةَ سَتُنْكِرُهَا لِطُولِهَا فَمِنْ قَائِلٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يُولَدْ وَ قَائِلٍ يَفْتَرِي بِقَوْلِهِ إِنَّهُ وُلِدَ وَ مَاتَ وَ قَائِلٍ يَكْفُرُ بِقَوْلِهِ إِنَّ حَادِيَ عَشَرَنَا كَانَ عَقِيماً وَ قَائِلٍ يَمْرُقُ بِقَوْلِهِ إِنَّهُ يَتَعَدَّى إِلَى ثَالِثَ عَشَرَ فَصَاعِداً وَ قَائِلٍ يَعْصِي اللَّهَ بِدَعْوَاهُ أَنَّ رُوحَ الْقَائِمِ ع يَنْطِقُ فِي هَيْكَلِ غَيْرِه

ترجمہ:

"اور جہاں تک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی غیبت کا تعلق ہے تو بے شک یہودی اور مسیحی اس بات پر متفق ہو گئے کہ انہیں قتل کر دیا گیا، لیکن اللہ عز و جل نے ان کی تکذیب فرمائی اور فرمایا: "انہوں نے نہ تو انہیں قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا، بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت قائم (علیہ السلام) کی غیبت بھی ہے، پس بالآخر امت اس کو اس کی طوالت کی وجہ سے جھٹلا دے گی۔

چنانچہ بعض گمراہ لوگ کہیں گے کہ قائم (علیہ السلام) سرے سے پیدا ہی نہیں ہوئے۔

اور کچھ جھوٹ بولیں گے اور دعویٰ کریں گے کہ وہ پیدا ہوئے اور پھر وفات پا گئے۔

اور کچھ لوگ کفر کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارا گیارہواں امام (علیہ السلام) بے اولاد تھے۔

اور کچھ لوگ سرکشی اور دین سے خروج کریں گے اس قول کے ذریعے کہ قائم (علیہ السلام) کی امامت تیرہویں اور اس سے اوپر تک پہنچ چکی ہے۔
اور کچھ لوگ اللہ عز و جل کی نافرمانی کریں گے اور کہیں گے کہ قائم (علیہ السلام) کی روح کسی اور شخص کے جسم میں حلول کر گئی ہے اور وہ اس میں گفتگو کر رہے ہیں۔"

غیبت طوسی جلد 1 ص 170

اس روایت میں امام ع نے 12 ائمہ کے علاوہ کسی تیرہویں کو امام قرار دینے والے کے عمل کو سرکشی اور دین سے خروج قرار دیا ہے۔
امام معصوم (علیہ السلام) کی طرف سے "مارق" کہہ کر ان افراد کی مذمت کرنا سخت ترین ذم (ملامت) ہے۔ یہ صفت بد ترین ناصبی گروہ یعنی خوارج (لعنہم اللہ) کے لیے استعمال ہوئی ہے۔

اگر ہم امیر المومنین علی (علیہ السلام) کے دور کے مارقین (خوارج) کو سمجھ لیں، تو ہم موجودہ مارقین کو بھی پہچان سکتے ہیں۔

امیر المومنین (علیہ السلام) کے دور میں خوارج نے "لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ" (حکم صرف اللہ کے لیے ہے) کا نعرہ بلند کیا، حالانکہ یہ نعرہ دھوکہ اور فریب پر مبنی تھا۔
امام مھدی (علیہ السلام) کے دور میں آج کے مارقین نے "حاکمیت اللہ" اور "بیعت للہ" کے نعرے کو کذب اور دھوکہ کے ذریعے استعمال کیا ہے۔

ان دونوں گروہوں میں بہت زیادہ مشابہتیں ہیں، جن پر تفصیلی بحث ایک علیحدہ مقالے کی متقاضی ہے۔
یہاں اہل بیت (علیہم السلام) کے الفاظ کس قدر دقیق اور حیرت انگیز ہیں۔
اس طویل بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیین کی امامت کا عقیدہ رکھنا، صحیح عقیدہ نہیں ہو سکتا۔
یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ وصیت جعلی ہے جیسا کہ شیخ طوسی رح کی نقل کردہ وصیت کو جھٹلایا جا رہا ہے تو پھر وہ حقیقی وصیت کہاں ہے جسے علمائے امامیہ نے قبول کیا ہوا تو عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل وصیت کتاب سلیم بن قیس اور کمال الدین و تمام النعمہ میں تفصیلاً نقل ہوئی ہے، حیرت انگیز طور پر اس وصیت میں فقط 12 ائمہ کا ذکر ہے جبکہ 12 مہدیین کا دور دور تک تذکرہ نہیں ہے

یہ طویل وصیت کتاب سلیم بن قیس میں نقل ہوئی ہے جسے تحقیق کرنے والے افراد ملاحظہ فرما سکتے ہیں اگرچہ یہ وصیت کافی طویل ہے البتہ ہم اس وصیت میں سے مطلوبہ جملے نقل کریں گے جو ہمارے استدلال پر دلالت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری ایام میں فرمایا:

ادْعُ لِي بِصَحِيفَةٍ فَأَتَى بِهَا

"میرے لیے ایک صحیفہ (ورق) لاؤ۔ پھر (علی ع صحیفہ) لائے۔"

فَأَمْلَى عَلَيْهِ أَسْمَاءَ الْأَئِمَّةِ الْهُدَاةِ مِنْ بَعْدِهِ رَجُلًا رَجُلًا وَ عَلِيٌّ عليه السلام يَخُطُّهُ بِيَدِهِ. وَ قَالَ صل الله عليه و آله: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنَّ أَخِي وَ وَزِيرِي وَ وَارِثِي وَ خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَيْنُ ثُمَّ مِنْ بَعْدِهِمْ تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ

پھر (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اُن پر ہدایت دینے والے اماموں کے نام ایک ایک کر کے املا کیے، اور حضرت علی علیہ السلام نے انہیں اپنے ہاتھ سے لکھا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہیں گواہی دیتا ہوں کہ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وارث اور میری امت میں میرا خلیفہ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں؛ پھر حسن ع، پھر حسین ع، پھر ان کے بعد حسین ع کی اولاد سے نو(امام) ہیں۔"

کتاب سلیم بن قیس۔

نکات:

1) جیسا کہ آپ مشاہدہ کر رہے ہیں، اس وصیت میں مہدیین (مھدیوں) کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ (یمانی) طبقہ کبھی بھی اس حدیثِ وصیت کا حوالہ نہیں دیتا اور اسے بیان نہیں کرتا۔

بنیادی طور پر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نقل کی گئی وصیتوں میں سے صرف حدیثِ وصیت جو کہ کتاب الغیبۃ شیخ طوسی میں موجود ہے، مہدیین کا ذکر کرتی ہے، جبکہ دیگر وصیتوں میں مہدیین کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

2) جیسا کہ نظر آ رہا ہے، حدیثِ وصیت جو جناب سلیم بن قیس سے منقول ہے، اس میں "گمراہی سے محفوظ رہنے" کا ذکر کیا گیا ہے، جبکہ حدیثِ وصیت جو کتاب الغیبۃ میں ہے، اس میں ایسی کوئی بات موجود نہیں لہٰذا، جو شخص جناب سلیم سے منقول حدیثِ وصیت کو اختیار کرے گا، وہ ہر گز گمراہ نہیں ہو گا۔

امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا:

"ہمارے ہاں قائم (امام مہدی) کے بعد حسین (علیہ السلام) کی نسل میں سے بارہ مہدی ہوں گے"۔[1]

بحار الأنوار میں ہے:

"میں نے امام صادق جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے عرض کیا: اے فرزندِ رسول! میں نے آپ کے والد سے سنا تھا کہ قائم (علیہ السلام) کے بعد بارہ امام ہوں گے؟

---

3) چونکہ حدیثِ وصیت جو کتاب الغیبۃ میں آئی ہے اور حدیثِ وصیت جو جناب سلیم نے نقل کی ہے، ان دونوں کے درمیان تضاد پایا جاتا ہے، اس لیے ہمیں ان معتبر اخبار کی طرف رجوع کرنا ہوگا جو نہ صرف معتبر ذرائع سے مروی ہیں بلکہ علمائے امامیہ نے ان پر اعتماد کیا ہے

جواب بر اعتراضات:

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ: "کتاب سلیم میں موجود یہ دو وصیتیں نامکمل ہیں کیونکہ ان میں تمام ائمہ کے نام واضح طور پر درج نہیں، اور نامکمل وصیت ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتی،" تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ:

"آپ کی حدیثِ وصیت بھی نامکمل ہے کیونکہ اس میں مہدیین کے نام درج نہیں، سوائے پہلے مہدی کے (اور وہ بھی صرف آپ کی تشریح کے مطابق)"

اگر وہ کہیں کہ: "جب پہلا مہدی آئے گا تو وہ باقی مہدیین اور اپنے جانشینوں کے نام واضح کر دے گا،" تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ:

"ہمارے ائمہ علیہم السلام نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے، یعنی ہر امام نے اپنے بعد والے امام کا تعارف کرایا ہے جیسا کہ الکافی میں ہر امام کی امامت پر نصوص ہیں تو پھر حدیثِ وصیتِ سلیم پر اعتراض کیسا؟

1) بحار الأنوار: 148/53، البرهان: 310/3، الغيبة للطوسي: 385

تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: "نہیں، بلکہ انہوں نے بارہ مہدیوں کا ذکر کیا تھا، بارہ اماموں کا نہیں، وہ ہماری شیعہ قوم سے ہوں گے، جو لوگوں کو ہماری ولایت اور ہمارے حقوق کی معرفت کی دعوت دیں گے"۔[1]

یہ الفاظ: "پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں میرے آباء (بارہ ائمہ) اور میرے بعد بارہ مہدیوں کی وصیت کی!" اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ شخص خود کو امام مہدی (علیہ السلام) ہی سمجھتا ہے۔[2]

مزید روایات کے حوالے:

امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے ایک طویل روایت میں آیا ہے:

"سن لو! ان (مہدیوں) میں سے پہلا بصرہ سے ہوگا، اور آخری ابدال میں سے ہوگا"۔[3]

امام صادق (علیہ السلام) نے ایک طویل روایت میں قائم (علیہ السلام) کے اصحاب کے نام ذکر کیے اور فرمایا:

"اور بصرہ سے احمد"۔[4]

یہ وہ لوگ ہیں جو امام مہدی (علیہ السلام) کے ساتھ ظہور کریں گے، نہ کہ ان سے پہلے۔

امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا:

---

1) بحار الأنوار: 145/53، کمال الدین: 358/2

2) بارہ مہدیوں کے اثبات میں پیش کی جانے والی یہ روایات بھی ضعیف ہیں، پہلی روایت میں ابو حمزہ سے مراد ثمالی ہونا بعید ہے کہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا جبکہ محمد بن فضیل بظاہر محمد بن فضیل بن کثیر ازرق ازدی ہیں جن کو غلو سے مطعون کیا گیا ہے۔ اور بظاہر ابو حمزہ تصحیف ہے اور مراد ابن ابی حمزہ ہیں جیسا کہ سابق خبر میں ابن ابی حمزہ بطائنی سے ہی یہ خبر مروی ہے پس اس تقدیر پر یہ روایت بھی علی بن ابی حمزہ بطائنی کی جہت سے ہے اور سند اضعیف ہے۔ رہی بات متن کی تو اس خبر میں بارہ کی جگہ قائم علیہ السلام کے بعد گیارہ مہدیوں کا ذکر ہے جو بظاہر سابق خبر سے متصادم ہے لہذا ایسی روایات جو اپنے آپ میں ہی شدید تعارض رکھتی ہیں ان سے دلیل کیسے پکڑی جا سکتی ہے۔

3) بشارۃ الإسلام: 148

4) بشارۃ الاسلام: 181

" قائم (علیہ السلام) کے دو نام ہوں گے، ایک مخفی رکھا جائے گا اور ایک ظاہر کیا جائے گا۔ جو مخفی ہوگا وہ احمد ہے، اور جو ظاہر ہوگا وہ محمد ہے"۔[1]

امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا:
"اس کی بھنویں بلند ہوں گی، آنکھیں مختلف رنگ کی ہوں گی، اور چہرے پر ایک نشان ہوگا"۔[2]

یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ دجال خود کو امام مہدی (علیہ السلام) نہیں، بلکہ ان کا بیٹا قرار دینا چاہتا ہے۔
پھر اس دجال نے کہا:
"اہلِ بیت (علیہم السلام) نے تمہیں میرے نام، میرے مقام اور میری صفات سے آگاہ کیا، تو کیا یہ سب تم پر پوشیدہ رہ گیا؟ لیکن: "اے میری قوم! بتاؤ، اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں، اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا کی، لیکن تم پر اسے مخفی رکھا گیا، تو کیا ہم تمہیں زبردستی اس پر ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں جبکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟"(ھود: 28)
تمہارے آباء و اجداد نے میرے آباء سے ان کا حق چھینا اور کہا کہ علی (علیہ السلام) اقتدار کے حریص ہیں، کیونکہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرتے تھے، اور ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ ان کے جگر کو غم سے بھر دیا۔ علی کا اُس سلطنت سے کیا تعلق جو باقی نہ رہے؟ میں بھی تم سے یہی کہتا ہوں کہ میرا اُس سلطنت سے کیا تعلق جو باقی نہ رہے۔ لیکن میں ایک مامور ہوں اور صبر کروں گا جیسا کہ صبر کیا (علی) نے، یہاں تک کہ رحمان میرے معاملے میں اجازت دے۔

---

1) کمال الدین: 653/2

2) إلزام الناصب: 417/1

میرے صالح آباء و اجداد نے میرے والد امام محمد بن حسن المہدی اور میرے بارے میں بہت تاکید سے خبر دی اور اللہ کے فضل سے اپنی دعاؤں میں مجھے نہیں بھولے۔

امام رضا(ع) نے دعا میں فرمایا:

اے اللہ! اپنے ولی سے بلا کو دور فرما۔ اے اللہ! اُسے خود، اُس کے اہل، اولاد اور نسل میں برکت عطا فرما۔(مفاتیح الجنان، صفحہ 618)

اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو میں حسن کا بیٹا ہوں، نبی کے قیدی کا نواسہ ہوں۔ ہلاکت ہو اُس کے لیے جو مجھ سے دشمنی رکھے، لعنت ہو اُس پر جو میرے خلاف ہو۔ میرے مددگار بہترین مددگار ہیں، زمین اُن پر فخر کرتی ہے، فرشتے اُنہیں گھیرے رہتے ہیں، اور قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ وہی ہوگا۔

حاشیہ مترجم۔[1]

میں یس، طہ، محکمات، کہیعص، حم عسق اور آلم کی قسم کھاتا ہوں۔ وہی نجات یافتہ گروہ ہیں جو واقعی محمد ﷺ کی اُمت ہیں، حق اور صداقت کے ساتھ۔ وہ معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے والے ہیں، کیونکہ وہ اللہ کی حاکمیت کو زمین پر تسلیم کرتے ہیں، نہ کہ کسی اور کو۔

---

1) یہ نکتہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اگرچہ بعض ادعیہ (دعاؤں) اور روایات میں اولادِ امام زمانہ (عج) کا ذکر آیا ہے، لیکن چند اہم نکات پر غور کرنا ضروری ہے:

.1 یہ روایات اور دعائیں خود قابل نقد ہیں۔

.2 ان میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ امام زمانہ (عج) کی اولاد ظہور سے پہلے پیدا ہوں گے یا بعد میں۔

.3 یہ دعائیں اور روایات یہ ثابت نہیں کرتیں کہ حضرت (عج) کی اولاد کو حکومت ملے گی یا نہیں۔

پس ان نکات کے پیش نظر، احمد الحسن کا خود کو امام زمانہ (عج) کا بیٹا اور جانشین قرار دینا غیر مستند اور ناقابل قبول ہے۔

فتنوں میں وہ نہیں بہکائے گئے کیونکہ وہ آزمائے گئے اور چھانے گئے، یہاں تک کہ خس و خاشاک نکل گیا۔ وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہیں، شجاع مجاہد ہیں، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کرتے۔ وہ جو کی روٹی کھانا اور کوڑا کرکٹ پر سونا بھی دین کی سلامتی کے ساتھ بہت سمجھتے ہیں، اور آل محمد (ع) کی محبت میں مرنا شہد سے زیادہ میٹھا سمجھتے ہیں۔ خوشخبری ہے اُن کے لیے اور اُن کا انجام بہترین ہو گا۔

شیعہ علی ابن ابی طالب (ع) سے مخاطب ہو کر کہا:

اللہ کی جانب سے اور امام مہدی (ع) کی طرف سے میرے ذریعے تم پر حجت قائم ہو چکی ہے کہ میں ہی جنت کے راستے کا سیدھا راستہ ہوں! جو میرے ساتھ چلے گا وہ نجات پائے گا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گا۔

یہ اللہ اور امام مہدی (ع) کی طرف سے تمہارے لیے آخری وارننگ ہے۔ اس کے بعد صرف دنیا میں عذاب اور آخرت میں جہنم ہو گی۔

دعا:

اے اللہ! تو نے فرمایا: "کون ہے جو بے بس کی دعا قبول کرے جب وہ دعا کرے اور تکلیف کو دور کرے؟" میں وہی بے بس، مسافر، یتیم اور مسکین ہوں، تو مجھے اپنے فضل، رحمت اور عطا سے جواب دے، اے بے بسوں کی دعائیں قبول کرنے والے۔ ربّ! میں تجھ سے اپنے دشمن اور تیرے دشمن کے خلاف نصرت مانگتا ہوں، تو مجھے فتح دے کیونکہ تیرے بغیر کوئی قوت نہیں۔

میں امام محمد بن حسن المہدی کے نام سے اعلان کرتا ہوں کہ جو کوئی 13 رجب 1425 ہجری کے بعد میری دعوت میں شامل نہ ہوا اور امام مہدی کے وصی کی بیعت نہ کی، وہ علی ابن ابی طالب کی ولایت

سے خارج ہے اور جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اُس کی عبادات بالکل باطل ہیں، نہ حج، نہ نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ بغیر ولایت کے قبول ہے۔[1]

یہ جھوٹا شخص الجھن، جلد بازی اور انتشار کا شکار ہے۔ کبھی خود کو امام مہدی (ع) کہتا ہے، کبھی اُن کا بیٹا اور کبھی اُن کے اصحاب میں سے۔ اُس نے اُس تاریخ کے بعد ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیا اور اُنہیں عذاب کی دھمکی دی، مگر خود اور اُس کے پیروکار پولیسِ بصرہ کے ہاتھوں عذاب کا شکار ہوئے۔

حاشیہ مترجم۔[2]

---

1) وصی ورسول امام مہدی (ع) احمد الحسن-1425/6/13 ہجری

2) احمد الحسن الیمانی کے دلائل میں خیانت کے ساتھ ساتھ خود احمد الحسن الیمانی کے دعوے میں بھی شدید تضاد نظر آتا ہے، کبھی یہ 12 مہدیوں میں سے خود کو پہلا مہدی شمار کرتا ہے اور 12 مہدیوں والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے خود کو منصوص من اللہ قرار دیتا ہے۔

جبکہ کبھی خود کو یمانی موعود کہتا ہے اور ان روایات سے استدلال کرتا ہے جن میں یمانی کے خروج کا ذکر آیا ہے جیسا کہ متعدد مقامات پر اس نے خود کو یمانی کہا ہے۔

صاحبان علم پر واضح ہے کہ بذات خود امام اور یمانی دو الگ شخصیات ہیں جنہیں یہ شخص ایک شخصیت بنانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ وہ لوگ جو امام اور یمانی کی نصوص سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ امام اور یمانی دو الگ الگ شخصیات ہیں

اگر ہم احمد الحسن الیمانی کی پیش کردہ حدیث وصیت کو سامنے رکھیں جو یہ غیبت نعمانی سے پیش کرتا ہے تو اس کی رو سے مہدی اول خود امام زمانہ ع کا فرزند ثابت ہوتا ہے جب کہ یمانی کا نسل امام زمانہ علیہ السلام سے ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے

اگر احمد الحسن الیمانی خود کو امام زمانہ ع کا فرزند کہتا ہے اور مہدی اول ہونے کا دعوے دار ہے تو پھر اسے یمانی والی روایات سے ہاتھ اٹھانا ہوگا کیونکہ یمانی کا تعلق یمن سے ہے جبکہ احمد الحسن الیمانی کا تعلق بصرہ سے ہے۔

حدیث وصیت کے مطابق امام زمانہ علیہ السلام اپنی وفات کے قریب مہدی اول کو وصیت فرمائیں گے جبکہ یمانی سے متعلق وارد ہونے والی روایات کے مطابق یمانی امام زمانہ کے ظہور سے قبل قیام کرے گا، اور جب یہ قیام کرے گا تو اس کے قیام کے ایام میں ہی سفیانی اور خراسانی بھی قیام کریں گے۔

ابو عبداللہ (امام صادق ع) سے روایت ہے کہ:

"خراسانی، سفیانی، اور یمانی کا خروج ایک ہی سال، ایک ہی مہینے، اور ایک ہی دن میں ہوگا، اور ان میں سے یمانی کی پرچم سب سے زیادہ ہدایت دینے والی ہوگی، جو حق کی طرف رہنمائی کرے گی"۔

غیبت طوسی صفحہ 447 باب علائم ظھور الحجۃ حدیث 443

نیز روایات کے مطابق یمانی "یمن" سے خروج کرے گا۔

امام صادق (علیہ السلام) نے ایک طویل روایت میں فرمایا:

"**وخروج اليماني من اليمن**"...

"یمانی کا خروج یمن سے ہوگا۔"

مختصر اثبات الرجعة للفضل بن شاذان ص 115

امام باقر (علیہ السلام) سے بھی روایات آئی ہیں کہ یمانی کا خروج یمن سے ہوگا۔ اس کے علاوہ لفظ "يماني" خود اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ یمن سے ہوگا نیز یمانی کی دعوت امام مہدی (علیہ السلام) کی پیروی کی طرف ہوگی نہ کہ اپنی طرف۔

امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا:

"**وليس في الرايات راية اهدى من راية اليماني هي راية هدى لأنه يدعوا الى صاحبكم**.

"اور جھنڈوں میں کوئی جھنڈا یمانی کے جھنڈے سے زیادہ ہدایت والا نہیں ہے، یہ ہدایت کا جھنڈا ہے کیونکہ وہ تمہارے صاحب کی طرف بلاتا ہے۔"

الغيبة للنعماني ص 264

جب کہ یہ شخص (احمد الحسن الیمانی) امام زمانہ علیہ السلام کی اطاعت کی بجائے لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور خود سے روگردانی کو باعث جہنم قرار دیتا ہے۔

لہذا احمد الحسن الیمانی اپنی اس تضاد بیانی کی وضاحت کرے کہ آخر وہ کیا ہے؟

۱) مہدی اول یعنی فرزند امام زمانہ ع ہے۔

۲) یا یمن سے قیام کرنے والا یمانی ہے۔

احمد اسماعیل کی مضحکہ خیز دلیلیں:

اُس نے کئی کمزور اور مزاحیہ دلائل پیش کیے۔

مثلاً یہ کہ:

- وہ قابلِ اعتماد ہے، لہٰذا اُس کی بات قبول کی جانی چاہیے۔
- یہ بھی کہا کہ اُس کے پاس ایسے علوم ہیں جو کوئی اور نہیں جانتا، حالانکہ ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔
- یہ بھی دعویٰ کیا کہ علماء نے اُس کی بات کا جواب نہیں دیا اور وہ اُنہیں مباہلہ کی دعوت دے رہا تھا مگر اُنہوں نے قبول نہ کیا لیکن یہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ شیخ عبدالحسین الحلفی نے مباہلہ کے لیے اُس سے اتفاق کیا، مگر مقررہ دن احمد اسماعیل پیچھے ہٹ گیا۔

  ہم نے شیخ عبدالحسین الحلفی اور اُس کے نمائندے صالح الصافی کے درمیان بصرہ میں مباہلے کے لیے معاہدہ تحریر کیا، مگر وہ لوگ پھر پیچھے ہٹ گئے۔
- اُس سے معجزہ طلب کیا گیا تو اُس کے نمائندے نے کہا:

"کیا معجزہ چاہیے؟" میں نے کہا کہ اپنے امام سے کہو کہ شارون[1] کو ہلاک کر دے۔ اُس نے اپنے امام کو فون کیا اور کہا کل جواب دوں گا۔ اگلے دن بتایا کہ امام مہدی (ع) نے اجازت نہیں دی۔

اگرچہ ہمارے نزدیک اس کے دونوں دعوے باطل ہیں چونکہ نہ ہی یہ ہی اس کی پیش کردہ حدیث وصیت معتبر ہے اور بالفرض اس حدیث کو معتبر بھی مان لیا جائے تب بھی احمد الحسن الیمانی اس حدیث کا مصداق قرار نہیں پاتا چونکہ حدیث میں موجود صفات اس شخص میں نہیں پائی جاتیں۔

اسی طرح نہ ہی یہ شخص یمانی والی روایات کا مصداق ہے چونکہ یمانی کے ظاہر ہونے کی علامات میں سے ایک علامت سفیانی اور خراسانی کا ظاہر ہونا بھی ہے لہذا اگر یہ شخص یمانی ہونے کا مدعی ہے تو اسے سفیانی اور خراسانی کا وجود بھی موجود زمانے میں ثابت کرنا ہوگا۔

1) (Ariel Sharon) اسرائیل کا ایک متنازعہ سیاستدان اور فوجی جرنیل تھا۔ وہ 2001 سے 2006 تک اسرائیل کے وزیرِاعظم کے طور پر خدمات انجام دیتا رہا۔ اُس کا شمار اسرائیل کے سخت گیر رہنماؤں میں ہوتا تھا۔

اُس کی دلیلوں میں ہفوات اور حساب الجمل جیسے تخیلات شامل ہیں، جو بے بنیاد خیالات کے سوا کچھ نہیں۔

باطل استدلال روایت وصیت پر:

اس بدعت گزار اور اس کے پیروکاروں نے روایتِ وصیت پر بہت زور دیا کہ یہ احمد اسماعیل کے بارے میں ہے۔

اس کا متن "کتاب الغیبۃ للطوسی، صفحہ 150" اور "مختصر البصائر، صفحہ 39" سے یوں ہے:

"ہمیں جماعت نے ابو عبد اللہ الحسین بن علی بن سفیان البزوفری سے خبر دی، وہ علی بن سنان الموصلی العدل سے، وہ علی بن الحسین سے، وہ احمد بن محمد بن الخلیل سے، وہ جعفر بن احمد المصری سے، وہ اپنے چچا الحسن بن علی سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابو عبد اللہ جعفر بن محمد سے، وہ اپنے والد الباقر سے، وہ اپنے والد ذی الثفنات سید العابدین سے، وہ اپنے والد الحسین الزکی شہید سے، وہ اپنے والد امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کی رات علی (علیہ السلام) سے فرمایا:

"اے ابوالحسن، صحیفہ اور دوات لے آؤ۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وصیت املا کروائی یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے اور فرمایا:

"اے علی، میرے بعد بارہ امام ہوں گے اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ تم، اے علی، بارہ ائمہ میں پہلے ہو۔ اللہ نے تمہارا نام اپنے آسمانوں میں علی المرتضی، امیر المؤمنین، صدیق اکبر، فاروق اعظم، مامون اور مہدی رکھا ہے۔ یہ نام تمہارے سوا کسی کے لیے صحیح نہیں ہو سکتے۔ اے علی، تم میرے اہل

شارون فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی بستیوں کی تعمیر اور فلسطینی عوام کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ 1982 میں لبنان میں صبرا اور شتیلا کے قتلِ عام میں اُس کا کردار انتہائی متنازع رہا، جس کے باعث اُسے "قصاب بیروت" بھی کہا گیا۔

2006 میں وہ فالج کا شکار ہو کر طویل مدت کے لیے کوما میں چلا گیا اور 2014 میں اُس کا انتقال ہو گیا۔ فلسطینی عوام اور عالمی سطح پر انسانی حقوق کے کارکنان شارون کو ظلم اور جبر کی علامت کے طور پر یاد کرتے ہیں۔)

بیت پر میرے وصی ہو، زندہ اور مردہ دونوں پر۔ اور میری بیویوں پر وصی ہو، جو انہیں باقی رکھے گا وہ کل مجھے ملے گا، اور جو انہیں طلاق دے گا میں اس سے بری ہوں، قیامت کے میدان میں نہ میں اسے دیکھوں گااور نہ وہ مجھے۔ تم میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہو۔

جب تمہیں وفات کا وقت آئے تو اسے میرے بیٹے حسن بر الوصول کے سپرد کرنا، پھر جب اسے وفات آئے تو وہ میرے بیٹے حسین شہید زکی مقتول کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے سید العابدین ذی الثفنات علی کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے محمد الباقر کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے جعفر الصادق کو سپرد کرے۔

پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے موسیٰ الکاظم کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے علی الرضا کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے محمد الثقة التقي کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے علی الناصح کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے حسن الفاضل کو سپرد کرے۔ پھر جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے محمد المستحفظ من آل محمد (علیہم السلام) کو سپرد کرے۔ یہی بارہ امام ہیں۔

ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ جب اسے وفات آئے تو وہ اپنے بیٹے جو پہلا مقرب ہے، اسے سپرد کرے جس کے تین نام ہیں: ایک میرا نام اور میرے والد کا نام، یعنی عبد اللہ اور احمد، اور تیسرا نام مہدی ہے، وہ پہلا مؤمن ہو گا۔"

اس دعویدار نے اس روایت سے استدلال کا پہلو واضح نہیں کیا، مگر اس کا مقصد آخری فقرہ ہے جس میں بارہویں امام (علیہ السلام) کو حکم دیا گیا ہے کہ جب انہیں وفات آئے تو وصیت یا امامت اپنے "بیٹے، جو پہلا مقرب ہے"، کے سپرد کریں، جس کے تین یا چار نام ہیں جن میں سے ایک احمد ہے۔

اس جھوٹے نے خود ہی اس کی تفسیر اپنے لیے کرلی کیونکہ اس کا نام احمد ہے، یہ مضحکہ خیز دعویٰ ہے۔

اگر یہ روایت درست بھی ہو تو یہ امام مہدی (علیہ السلام) کے ظہور اور ریاستِ عدلِ الٰہی قائم کرنے کے بعد ان کی وفات کے وقت کی بات ہے، یعنی اس وقت وصیت یا امامت کا سپرد کیا جانا ہے لیکن اس جعلساز نے اس روایت کو ہمارے زمانے کے لیے بنا لیا اور خود کو امام مہدی کا بیٹا قرار دے دیا جو اپنے والد کے ظہور، حکمرانی اور وفات کے بعد امامت سنبھالے گا۔

نہ زمانہ ہمارے دور پر منطبق ہوتا ہے اور نہ وہ شخصیت جسے وصیت میں امام (علیہ السلام) کے سپرد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس پاگل پر صادق آتی ہے لیکن یہ دھوکے باز زمان و نسب کو مٹاتا ہے اور کہتا ہے: "میرا جد امام مہدی ہے" اور پھر کہتا ہے "میں امام مہدی کا بیٹا ہوں جو انہیں وراثت میں ملے گا۔ انہوں نے مجھے ابھی سے امامت سونپ دی ہے اور مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، پس میری اطاعت کرو!" کیا یہ کھلی بدعت نہیں؟

پھر اگر روایت درست بھی ہو تو اس میں امام (علیہ السلام) کو اپنے بیٹے یعنی براہِ راست فرزند کو امامت دینے کا حکم ہے، جبکہ اس جھوٹے نے خود اعتراف کیا کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا براہِ راست بیٹا نہیں ہے۔

صالح المیاحی نے 4 ربیع الثانی 1426 ہجری کو اس سے سوال کیا کہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ براہِ راست امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے ہے؟ اور امام کی شادی کیسے ہوئی؟ اور اس کی والدہ کا کیا نام ہے؟ اور وہ کہاں کی رہنے والی ہیں؟

اس کے ترجمان ناظم العقیلی نے جواب دیا:

"سید احمد الحسن امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے ہیں، لیکن براہِ راست ان کی نسل سے نہیں۔ امام مہدی (علیہ السلام) کی شادی اور ان کی نسل کے حوالے سے یہ بات کتاب '**الرد الحاسم علی منکری ذریة القائم**' میں ثابت کی گئی ہے۔ کبھی اولاد سے مراد براہِ راست نسل ہوتی ہے اور کبھی نسل کے دیگر افراد۔"

اس طرح یہ معاملہ ختم ہو گیا اور روایتِ وصیت سے اس کا جھوٹا تعلق ختم ہو گیا، حتیٰ کہ اس کے شریکِ بدعت حیدر مشتت نے بھی اسے چیلنج کیا۔

علاوہ ازیں، اس روایت کا سندی اعتبار سے ضعف بھی ہے۔ علماءِ جرح و تعدیل کے معیار پر یہ روایت مکمل نہیں اترتی۔ الحر العاملی نے اس بارے میں کہا:

"شیخ نے 'کتاب الغیبۃ' میں ان احادیث میں سے یہ روایت کی ہے جو عامہ (اہلِ سنت) کی طرق سے نقل کی گئی ہیں۔"[1]

اس میں ایسے راوی ہیں جنہیں ہمارے علماء نے توثیق نہیں دی، جیسے: علی بن سنان الموصلی، احمد بن محمد بن الخلیل، اور جعفر بن احمد البصری۔

باطل استدلال روایت "بارہ مہدی امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹوں سے"

یہ جھوٹا شخص ان روایات سے استدلال کرتا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا ہے جو ان کے بعد حکمران بنے گا، اور انہیں پہلے ہی امام مہدی (علیہ السلام) نے بھیجا ہے۔

میں کہتا ہوں: جی ہاں، اہل بیت (علیہم السلام) سے ہمارے پاس صحیح روایت ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) کی تدفین کی رسومات امام حسین (علیہ السلام) انجام دیں گے، اور وہ اماموں (علیہم السلام) میں سے سب سے پہلے دنیا میں واپس آئیں گے، اور ان کے بعد بارہ مہدی ان کی اولاد میں سے ہوں گے، جو ممکن ہے امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے ہوں۔

---

1) الایقاظ من الهجعة، صفحه 362

ان احادیث میں سے ایک یہ ہے:

"سب سے پہلے جس کے لیے زمین پھٹے گی اور جو دنیا میں واپس آئے گا وہ حسین بن علی (علیہما السلام) ہوں گے، اور رجعت عام نہیں بلکہ خاص ہو گی۔ صرف وہی واپس آئیں گے جنہوں نے خالص ایمان یا خالص شرک کیا ہو"۔[1]

ایک اور حدیث:

"ابو بصیر نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے کہا: اے فرزند رسول! میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ قائم کے بعد بارہ مہدی ہوں گے؟ تو امام نے فرمایا: انہوں نے بارہ مہدی کہا تھا، بارہ امام نہیں۔ وہ ہماری شیعہ قوم کے لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ہماری محبت اور ہمارے حق کی معرفت کی دعوت دیں گے"۔[2]

شیخ مفید نے فرمایا:

"قائم (علیہ السلام) کے بعد کسی کی حکومت نہیں ہو گی، سوائے اس کے جس کا ذکر روایات میں آیا ہے کہ ان کے اولاد کی حکومت ہو گی، اگر اللہ نے چاہا"۔[3]

مزید تفصیل کے لیے حاشیہ میں موجود حوالہ جات ملاحظہ کریں ۔[4]

---

1) مختصر البصائر، صفحہ 24، سند صحیح، امام صادق (علیہ السلام) سے

2) کمال الدین، صفحہ 358، سند معتبر

3) الارشاد، جلد 2، صفحہ 387

4) الاصول الستۃ عشر، صفحہ 91

کمال الدین، صفحہ 335

مختصر البصائر، صفحہ 38 اور 158

شرح الأخبار، جلد 3، صفحہ 400

معجم أحادیث الإمام المهدي، جلد 3، صفحہ 332

جلد 4، صفحہ 87

یہ بات یقینی ہے کہ یہ بارہ افراد امام نہیں بلکہ اماموں (علیہم السلام) کے شیعہ اور امام حسین (علیہ السلام) کی نسل سے ہوں گے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا امام مہدی (علیہ السلام) کی نسل سے ہونا خبرِ واحد ہے، جیسا کہ شیخ مفید (رحمہ اللہ) کا قول ہے۔[1]

نتیجہ:

یہ تمام احادیث بیان کرتی ہیں کہ یہ مہدی امام مہدی (علیہ السلام) کے بعد ہوں گے نہ کہ ان سے پہلے لیکن یہ جھوٹا شخص ہٹ دھرمی اور جعل سازی سے کہتا ہے کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کے بیٹوں میں سے ہے، بلکہ ان میں سب سے پہلا ہے اور امام مہدی (علیہ السلام) سے پہلے آیا ہے۔

حاشیہ مترجم۔[2]

جلد 5، صفحہ 240 اور 475

الصراط المستقیم، جلد 2، صفحہ 152

1) الارشاد، جلد 2، صفحہ 387

2) ہم سابقہ گفتگو میں واضح کر چکے ہیں کہ 12 مہدیوں پر دلالت کرنے والی تمام روایات انتہائی ضعیف اور نا قابل استدلال ہیں نیز ان روایات کو قبول بھی کیا جائے تو اس سے مراد زمانہ رجعت میں ائمہ اثنا عشر کا پلٹنا مراد ہے اسی بنا پر ہمارے بعض علمائے شیعہ نے ان روایات کو رد کیا ہے اور بعض نے انہیں رجعت پر محمول کیا ہے:

شیخ مفید رح نے امام مہدی علیہ السلام اس کے بعد ان کی اولاد میں سے کسی شخصیت کی حکومت یا اس کی حجیت کا انکار کیا ہے۔

شیخ مفید قدس سرہ اپنی کتاب "الارشاد" میں بیان کرتے ہیں:

لَيْسَ بَعْدَ دَوْلَةِ اَلْقَائِمِ لِأَحَدٍ دَوْلَةٌ إِلاَّ مَا جَاءَتْ بِهِ اَلرِّوَايَةُ مِنْ قِيَامِ وُلْدِهِ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرِدْ عَلَى اَلْقَطْعِ وَاَلثَّبَاتِ وَأَكْثَرُ اَلرِّوَايَاتِ أَنَّهُ لَنْ يَمْضِيَ مَهْدِيُّ اَلْأُمَّةِ إِلاَّ قَبْلَ اَلْقِيَامَةِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً يَكُونُ فِيهَا اَلْهَرْجُ وَعَلاَمَةُ خُرُوجِ اَلْأَمْوَاتِ وَقِيَامُ اَلسَّاعَةِ لِلْحِسَابِ وَاَلْجَزَاءِ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ:

"قائم علیہ السلام کی حکومت کے بعد کسی کی حکومت نہیں سوائے وہ روایت جس میں ہے کہ ان کی اولاد میں سے قیام ہوگا اگر خدا نے ایسا چاہا اگرچہ یہ قطعی اور ثبوت کے ساتھ وارد نہیں ہوا اور اکثر روایات یہی ہیں کہ امت کے مہدی قیامت سے 40 روز قبل دنیا سے رخصت ہونگے جن (دنوں) میں افراتفری اور اموات کے نکلنے کی علامت اور قیامت کی گھڑی کا قیام برائے حساب و جزاء ہوگا، واللہ اعلم"

الارشاد-ج2-ص387

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار الانوار میں بارہ مہدیین سے متعلق ان اخبار کو نقل کر کے بیان کیا ہے:

بيان: هذه الأخبار مخالفة للمشهور

یہ اخبار مشہور روایات کے مخالف ہیں

بحار الانوار-ج53-ص148،149

متکلم علی بن یونس عاملی رح بھی ان روایات کو رد کرتے ہیں:

أسند الشيخ أبو جعفر الطوسي برجاله إلى علي عليه السلام أن النبي صلى الله عليه وآله عند وفاته أملا عليه وصيته، وفي بعضها: سيكون بعدي اثنا عشر إماما أولهم أنت، ثم عد أولاده، وأمر أن يسلمها كل إلى ابنه، قال: ومن بعدهم اثني عشر مهديا. قلت: الرواية بالاثني عشر بعد الاثني عشر شاذة، ومخالفة للروايات الصحيحة المتواترة الشهيرة بأنه ليس بعد القائم دولة، وأنه لم يمض من الدنيا إلا أربعين يوما فيها الهرج، وعلامة خروج الأموات، وقيام الساعة، على أن البعدية في قوله: من بعدهم لا تقتضي البعدية الزمانية كما قال تعالى: (فمن يهديه من بعد الله) فجاز كونهم في زمان الإمام وهم نوابه عليه السلام. إن قلت: قال في الرواية: (فإذا حضرته يعني المهدي الوفاة فليسلمها إلى ابنه) ينفي هذا التأويل، قلت: لا يدل هذا على البقاء بعده يجوز أن

يكون لوظيفة الوصية لئلا يكون ميتة جاهلية، ويجوز أن يبقى بعده من يدعو إلى إمامته ولا يضر ذلك في حصر الاثني عشر فيه وفي آبائه... وأنا أقول: هذه الرواية آحادية، توجب ظنا، ومسألة الإمامة علمية ولأن النبي صلى الله عليه وآله إن لم يبين المتأخرين بجميع أسمائهم، ولا كشف عن صفاتهم مع الحاجة إلى معرفتهم، فيلزم تأخير البيان عن الحاجة، وأيضا فهذه الزيادة شاذة لا تعارض الشائعة الذائعة.

ترجمہ:

شیخ ابو جعفر طوسی نے اپنی سند سے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت ان کو اپنی وصیت املاء کرائی جس میں سے یہ بھی تھا کہ: میرے بعد بارہ امام ہونگے جن میں سے پہلے آپ ہیں، پھر ان کی اولدا کو شمار کیا اور حکم دیا کہ ہر ایک اپنے فرزند کے حوالے یہ وصیت کرے۔ فرمایا: اور ان کے بعد بارہ مہدی ہونگے۔ میں (علی بن یونس عاملی) کہتا ہوں: بارہ کے بعد بارہ کی روایت شاذ ہے اور ان صحیح و متواتر و مشہور روایات کے مخالف ہے کہ قائم علیہ السلام کے بعد کوئی حکومت نہیں اور کہ ان کے وصال کے بعد دنیا 40 دن تک باقی رہے گی جن میں افراتفری ہوگی اور اموات کا نکل کر آنا اور قیامت کی گھڑی کا قائم ہونا ہوگا۔ اس بناء پر کہ ان کے فرمان میں بعد ہونے سے مراد "ان کے بعد" زمانی طور پر بعد میں ہونا نہیں جیسا کہ خداوند کا فرمانا ہے "پس اس کو اللہ کے بعد کون ہدایت کرے گا"۔ پس جائز ہے کہ وہ خود امام علیہ السلام کے زمانے میں ہی ان کے نائب ہوں۔ اگر آپ کہیں کہ روایت میں کہا گیا ہے کہ جب ان یعنی مہدی علیہ السلام کو وفات آئے تو وہ اپنے فرزند کے حوالے یہ وصیت کریں جو کہ اس تاویل کی نفی کرتا ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ ان کے بعد بقاء پر دلیل نہیں، جائز ہے کہ یہ وظیفۂ وصیت کے لیئے ہو تاکہ ان کی موت جاہلیت پر نہ ہو، اور جائز ہے کہ وہ ان کے بعد ان کی امامت کی طرف بلاتے رہیں اور یہ ان اور ان کے اجداد پر بارہ کے حصر کو مضر نہیں۔۔۔ (پھر شریف مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں) اور میں کہتا ہوں: یہ روایت آحاد میں سے ہے جو موجب ظن ہے، اور مسئلۂ امامت تو علمی ہے اور کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد کے بارہ ائمہ کے تمام نام نہ بیان فرمائے نہ ان کی صفات کو آشکار کیا حالانکہ ان کی معرفت کی ضرورت تھی، پس اس سے حاجت سے بیان کی تاخیر لازم آتی ہے اور یہ بھی کہ یہ زیادت شاذ ہے جو مشہور و معروف بات کے معارض نہیں ہو سکتی۔

الصراط المستقیم-ج2-ص152-153

شیخ حر عاملی رح نے ان روایات کو رجعت ائمہ ع پر محمول کیا ہے:

وأمّا أحاديث الاثني عشر بعد الاثني عشر، فلا يخفى أنّها غير موجبة للقطع واليقين لندورها وقلّتها، وكثرة معارضتها كما أشرنا إلى بعضه، وقد تواترت الأحاديث بأنّ الأئمّة اثني عشر، وأنّ دولتهم ممتدّة إلى يوم القيامة، وأنّ الثاني عشر خاتم الأوصياء والأئمّة والخلفاء، وأنّ الأئمّة من ولد الحسين إلى يوم القيامة، ونحو ذلك من العبارات، فلو كان يجب الإقرار علينا بإمامة اثني عشر بعدهم، لوصل إلينا نصوص متواترة تقاوم تلك النصوص، لينظر في الجمع بينهما... وعلى هذا فالأئمّة من بعده هم الأئمّة من قبله قد رجعوا بعد موتهم، فلا ينافي ما ثبت من أنّ الأئمّة اثنا عشر; لأنّ العدد لا يزيد بالرجعة، وهذا الوجه يحصل به الجمع بين رواية الاثني عشر ورواية الأحد عشر... وقوله عليه السلام في حديث أبي حمزة: «إثنا عشر مهديّاً من ولد الحسين عليه السلام» لا يبعد تقدير شيء له يتمّ به الكلام بأن يقال: أكثرهم من ولد الحسين عليه السلام، ولا يخفى أنّه قد يبني المتكلِّم كلامه على الأكثر الأغلب عند ظهور الأمر، أو إرادة الإجمال، وممّا يقرّب ذلك ويزيل استبعاده ما ورد في أحاديث النصّ على الأئمّة الاثني عشر عليهم السلام: «إنّهم من ولد عليّ وفاطمة» والحديث موجود في أُصول الكلين۔

ترجمہ:

اور رہی بات ان احادیث کی کہ بارہ کے بعد بارہ ہونگے تو یہ مخفی نہیں کہ یہ قطع و یقین کو موجب ہیں کیونکہ یہ نادر و قلیل ہیں اور کثرت سے معارضت رکھتی ہیں جیسا کہ ہم نے کچھ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور متواتر احادیث ہیں کہ ائمہ بارہ ہی ہیں اور کہ ان کی حکومت ہی بروز قیامت تک جاری رہے گی اور کہ بارہویں امام ہی خاتم الاوصیاء و ائمہ و خلفاء ہیں اور کہ ائمہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے بروز قیامت تک ہیں اور ایسی دیگر عبارات۔ پس اگر ہم پر ان کے بعد بھی بارہ افراد کا اقرار واجب ہوتا تو ہم تک متواتر نصوص آتے جو ان نصوص کے مقابل ہوتے تاکہ ان کے درمیان جمع پر غور کیا جائے۔۔۔ اور اس بناء پر ان کے بعد کے ائمہ وہی ان کے قبل کے ائمہ ہیں جو اپنی وفات کے بعد رجعت میں آئیں گے، پس یہ اس کے منافی نہیں جو ثابت ہے کہ ائمہ بارہ ہی ہیں، کیونکہ عدد رجعت سے زیادہ نہیں ہوگا۔اور اس توجیہ سے گیارہ اور بارہ کی روایت میں بھی جمع ہوتا ہے۔

الإيقاظ من الهجعة بالبرهان على الرجعة-ص405,402

باطل استدلال مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ) کے اصحاب کی روایات پر

اس نے اپنے بیان (4 - 7) میں امام مہدی (علیہ السلام) کے اصحاب کے بارے میں دو روایات ذکر کیں:

پہلی روایت: امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے نقل کی کہ:

"جان لو کہ ان میں سے پہلا بصرہ سے ہوگا اور آخری ابدال سے ہوگا۔"

دوسری روایت: امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے نقل کی کہ:

"اور بصرہ سے احمد ہوگا۔"

اس جعل ساز نے ان روایات کو "بشارۃ الإسلام، صفحہ 148 اور 181" سے نقل کیا، جس کے مصنف سید حیدر کاظمی (متوفی 1336 ہجری) ہیں۔
ہم نے انہیں "المعجم الموضوعی، صفحہ 381" میں "ایسی احادیث جن کی سند ثابت نہیں جو اصحاب (علیہ السلام) اور ان کے علاقوں کے بارے میں بتاتی ہیں" کے عنوان سے درج کیا ہے۔

یہ چار روایات ہیں:

تین "**دلائل الإمامة**" از محمد بن جریر الطبری الشیعی میں ہیں، جن کے نمبر 526، 527 اور 528 ہیں، اور چوتھی "**الملاحم والفتن**" از ابن طاووس میں ہے، جو "**فتن السلیلی**" سے نقل کی گئی ہے۔

لہذا شیخ حر عاملی قدس سرہ نے بھی ان احادیث کی توجیہ رجعت کے عنوان سے کی ہے کہ ان احادیث میں بارہ اضافی اشخاص کا ثبوت نہیں بلکہ نبی اور بقیہ گیارہ ائمہ علیہم السلام کی رجعت سے یہ بارہ مہدیان کا عدد تمام ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے تغلیب سے یہ بھی بیان کیا کہ اولاد حسین علیہ السلام میں سے ہونے سے مراد اغلبیت کے لیئے ہے کیونکہ اکثریت ائمہ علیہم السلام جو ان کے قول کے مطابق رجعت میں لوٹیں گے وہ اولاد حسین علیہ السلام میں سے ہی ہیں، اسی سبب اجمال کی خاطر یہ لفظ استعمال ہوا۔ اس امر پر ان کا استدلال اس پر بھی موقوف ہے کہ احادیث میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے بعد کسی کی حکومت نہیں۔

یہ سب ان کے 313 اصحاب کے بارے میں ہیں جو امام (علیہ السلام) کے ساتھ ہوں گے، نہ کہ ان سے پہلے۔

پہلی روایت "دلائــــل الإمامــــة، صفحہ 311، اور دوسرے نسخہ میں صفحہ 554" میں ہے، اس میں نہ بصرہ کا ذکر ہے نہ احمد کا بلکہ اس میں یہ ہے:

"یہ وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کو املاء کروائی اور ان کے پاس اصحاب مہدی (علیہ السلام) کے نام امانت رکھوائے، جن میں وہ لوگ شامل ہیں جو اپنی بستروں سے غائب ہو کر قبیلوں سے مکہ کی طرف روانہ ہوں گے، جب اس سال اللہ کا حکم ظاہر ہوگا۔ وہ نجیب اور قاضی ہوں گے۔"

دوسری روایت بھی "دلائل الإمامة، صفحہ 307، اور دوسرے نسخہ میں صفحہ 562" میں ہے:

"حلوان سے دو افراد، بصرہ سے تین افراد، اور اصحاب کہف جو سات ہیں۔"

یہ جھوٹا شخص کیسے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ان تین افراد میں سے ایک ہے؟ جبکہ ان کا وقت امام (علیہ السلام) کے ظہور کے ساتھ ہے۔

اس کی سند میں کمزور اور مجہول راوی شامل ہیں۔

اس کی سند یہ ہے:

"ابو الحسین محمد بن ہارون نے مجھے بتایا، کہا: ہارون بن موسی بن احمد نے بتایا، کہا: ابو علی حسن بن محمد النہاوندي نے کہا، کہا: ابو جعفر محمد بن ابراہیم القطان المعروف بابن الخزاز نے کہا: محمد بن زیاد نے کہا: ابو عبد اللہ الخراسانی نے بتایا، کہا: ابو حسان سعید بن جناح نے بتایا، کہا: مسعدہ بن صدقہ نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے ان سے پوچھا۔۔۔"

تیسری روایت "دلائل الإمامة، صفحہ 566" میں ہے:
"بصرہ سے: عبد الرحمن بن الأعطف بن سعد، احمد بن ملیح، اور حماد بن جابر، اور اصحاب کہف سات افراد۔"

اگر روایت صحیح بھی ہو تو اس میں مذکور احمد بن ملیح اور اس کے ساتھی امام (علیہ السلام) کے ساتھ ظاہر ہوں گے، یہ اس دعویدار پر لاگو نہیں ہوتی کیونکہ وہ احمد اسماعیل ہے، جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا ہے۔
اس کی سند بھی مکمل نہیں کیونکہ یہ پہلی ہی سند ہے۔

طبری (رحمہ اللہ) نے کہا:
"اسی سند کے ساتھ صادق (علیہ السلام) نے ابو بصیر کے سامنے اصحاب قائم کے نام ذکر کیے۔"

چوتھی روایت "الملاحم ابن طاووس، صفحہ 145، اور دوسرے نسخہ میں صفحہ 288" میں ہے۔ یہ "کتاب الفتن للسليلي الحساني" سے نقل کی گئی ہے:
"حسن بن علی المالکی نے مجھے بتایا، کہا: ابو نظر نے ابن حمید الرافعي سے نقل کیا، کہا: محمد بن ہیثم بصري نے بتایا، کہا: سلیمان بن عثمان نے روایت کی۔
نخعی نے کہا: ہمیں سعید بن طارق نے حدیث بیان کی، وہ سلمہ بن انس سے، وہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین علی (علیہ السلام) نے خطبہ دیا اور اس میں مہدی اور ان کے ساتھ نکلنے والوں کے بارے میں ذکر کیا اور ان کے نام بتائے۔ ابو خالد حلبی نے کہا: "اے امیر المؤمنین! ہمیں ان کے بارے میں بتائیے؟
علی (علیہ السلام) نے فرمایا: جان لو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں، خلق میں بھی، خُلق میں بھی، اور حسن میں بھی۔ کیا میں تمہیں ان کے اصحاب اور ان کی تعداد کے بارے میں نہ بتاؤں؟

ہم نے کہا: جی ہاں، اے امیر المؤمنین۔

علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ان میں سے پہلا بصرہ سے ہوگا اور آخری یمامہ سے۔

علی (علیہ السلام) نے مہدی کے اصحاب کو گننا شروع کیا اور لوگ لکھنے لگے۔ فرمایا: دو آدمی بصرہ سے، ایک اہواز سے، ایک عسکر مکرّم سے، ایک تستر شہر سے۔

آخر میں فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین سو تیرہ افراد کی تعداد گنوائی جو بدر کے اصحاب کے برابر ہیں۔ اللہ انہیں مشرق و مغرب سے اس سے کم وقت میں جمع کرے گا جتنا ایک شخص اپنا کھانا ختم کرتا ہے، بیت اللہ الحرام کے پاس۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں، ان کا لباس ایک جیسا ہے، قد ایک جیسا ہے، حسن اور جمال ایک جیسا ہے، گویا وہ کسی گمشدہ چیز کو تلاش کر رہے ہیں۔"

یہ روایت اگر سنداً صحیح ہو تو امام مہدی (علیہ السلام) کے اصحاب کے بارے میں ہے جو ان کے ساتھ ظاہر ہوں گے، ان سے پہلے نہیں، اس لیے بدعتی اس سے استدلال نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں، اس کی سند میں مجہول اور ضعیف راوی ہیں۔

باطل استدلال روایت: قائم کے دو نام ہیں، اور روایت: چہرے پر نشان ہے۔

اس جھوٹے شخص نے کہا:

"امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے: قائم کے دو نام ہوں گے، ایک مخفی اور ایک ظاہر۔ جو مخفی ہے وہ احمد ہے، اور جو ظاہر ہے وہ محمد۔"

کمال الدین، جلد 2، صفحہ 653

امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے:
"ابرو خمیدہ ہوں گے، آنکھیں گہری ہوں گی، چہرے پر نشان ہوگا۔"
اِلزام الناصب، جلد 1، صفحہ 417

میں کہتا ہوں:
یہ بدعتی گویا یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ خود مہدی (علیہ السلام) ہے یا اس کے لیے زمین ہموار کر رہا ہے، کیونکہ اس کا نام احمد ہے، اور مہدی (علیہ السلام) کا ظاہر نام محمد اور مخفی نام احمد ہے، اس بنیاد پر ہر وہ شخص جس کا نام احمد ہو، یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔
اسی طرح مہدی (علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ خود کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے کیونکہ وہ امام مہدی (علیہ السلام) کا بیٹا ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔

اس جھوٹے نے استدلال کیا کہ امام مہدی (علیہ السلام) کی صفت یہ ہے:
"ابرو خمیدہ ہوں گے، آنکھیں گہری ہوں گی، چہرے پر نشان ہوگا۔"
اِلزام الناصب، جلد 1، صفحہ 417

گویا وہ کہنا چاہتا ہے کہ چونکہ امام مہدی (علیہ السلام) کے چہرے پر نشان ہوگا، اور میرے چہرے پر بھی نشان ہے، اس لیے میں مہدی ہوں، یہ مضحکہ خیز ہے کیونکہ ہر وہ شخص جس کے چہرے پر نشان ہو، یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔
پھر یہ بھی کہ امام مہدی (علیہ السلام) کے چہرے پر جو نشان ہوگا وہ ایک خوبصورت تل ہوگا جو انہیں ممتاز کرے گا، جبکہ احمد اسماعیل کے چہرے پر جو نشان ہے وہ بدصورت ہے، شاید کسی موقع پر ذلت آمیز چوٹ کا نتیجہ ہو۔

اصل حدیث "غیبت النعمانی، صفحہ 223" میں ہے:
امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا:

"وہ شخص جس کے چہرے پر سرخی ہو، آنکھیں گہری ہوں، ابرو خمیدہ ہوں، کندھوں کے درمیان چوڑا ہو، سر پر خارش ہو، چہرے پر نشان ہو۔ اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے"۔[1]

یہ صفت چاہے صحیح ہو یا نہ ہو، اس جھوٹے کے دعوے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے!

اس جھوٹے کی امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کے نسب میں جعل سازی کرنا

اپنی ویب سائٹ پر اس نے کہا:

"اصبغ بن نباتہ نے کہا: ایک دن میں امیر المؤمنین علی (علیہ السلام) کے پاس آیا تو انہیں زمین پر غور کرتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ زمین پر غور کر رہے ہیں؟ کیا اس میں رغبت رکھتے ہیں؟

علی (علیہ السلام) نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے کبھی دنیا میں رغبت نہیں کی نہ اس میں ایک لمحہ کے لیے بھی دل لگایا۔

لیکن میرا خیال میرے اس بیٹے کے بارے میں ہے جو میری پشت سے ہوگا، میری اولاد میں گیارہواں، وہ مہدی ہے جو زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھر دی گئی ہوگی، اور اس کے لیے غیبت اور حیرت ہوگی جس میں کچھ لوگ گمراہ ہوں گے اور کچھ راہ پائیں گے۔

میں نے کہا: "اے امیر المؤمنین! یہ حیرت اور غیبت کتنی ہوگی؟

آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: چھ دن، یا چھ مہینے، یا چھ سال۔

میں نے کہا: کیا واقعی ایسا ہوگا؟

آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: جی ہاں، جیسے کہ وہ پیدا ہوگا۔ لیکن اے اصبغ! تمہیں اس معاملے کا علم کیسے ہوگا؟ وہ بہترین لوگ ہوں گے اس امت کے بہترین لوگوں کے ساتھ، جو اس پاک عترت کے بہترین افراد ہوں گے۔

---

1) معجم أحاديث الإمام المهدي، جلد 3، صفحہ 237

مزید کہا: یہ بیٹا امام مہدی کا بیٹا ہے، کیونکہ امام مہدی علی (علیہ السلام) کی اولاد میں گیارہواں ہیں، اور ہم جس کے بارے میں بات کر رہے ہیں وہ امام کے اقتدار کا پیش خیمہ ہوگا"۔

اس نے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے قول میں جعل سازی کی ہے:
"لیکن میرا خیال میرے اس بیٹے کے بارے میں ہے جو میری پشت سے ہوگا، میری اولاد میں گیارہواں، وہ مہدی ہے جو زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا۔"

اس نے "پشت" کے لفظ "ظہری" سے "یاء" حذف کر دیا، جس سے عبارت بن گئی:
"گیارہویں کی پشت سے"، اور اسے اپنے اوپر منطبق کر دیا، اور دعویٰ کیا کہ وہ گیارہویں یعنی امام مہدی (علیہ السلام) کی پشت سے ہے۔
ہمارے متعدد مصادر نے یہ حدیث "ظہری" کے ساتھ نقل کی ہے، مگر "غیبت طوسی" کے ایک نسخے سے "یاء" گر گئی تھی، جسے اس بدعتی نے لے لیا اور اس کا شور مچایا۔

اس کا نمائندہ "غیبت طوسی" کی کتاب لے کر آیا اور کہا:
"دیکھو! یہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت ہے جو امام مہدی کے بیٹے کا ظہور ثابت کرتی ہے: 'گیارہویں کی پشت سے"۔

میں نے اس سے کہا:
"دیگر قدیم مصادر دیکھو جو غیبت طوسی سے بھی پہلے کے ہیں، ان میں یہ ہے: "لیکن میرا خیال میرے اس بیٹے کے بارے میں ہے جو میری پشت سے ہوگا، میری اولاد میں گیارہواں، وہ مہدی ہے جو زمین کو عدل سے بھر دے گا"۔
تو کیا جب کسی ناسخ یا کاتب سے ایک حرف گر جائے، جبکہ دیگر متعدد مصادر میں وہ حرف موجود ہو، کیا تم اس پر اصرار کر کے اپنی بدعت اور اپنے امام کی امامت کو ثابت کرو گے؟
پھر کیا تم نہیں دیکھتے کہ بعد میں جو صفت بیان ہوئی ہے:

"وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا"، یہ امام مہدی (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے تمام مصادر میں ہے، اور کسی اور کے لیے یہ بیان نہیں ہوا۔ تو اگر یہ تمہارے امام کی صفت ہے تو امام مہدی (علیہ السلام) کے لیے کوئی کام باقی نہیں رہتا اور نہ ہی ان کی ضرورت رہتی ہے۔

مگر وہ اپنے امام کی طرح شیطانی تھا، لہذا ضد کرتا رہا اور شرمندہ نہ ہوا۔

یہ حدیث مستفیض ہے اور "الإمامة والتبصرة" صفحہ 120، "الکافی" جلد 1 صفحہ 338، "کفایة الأثر" صفحہ 219، "غیبت نعمانی" صفحہ 69، اور "کمال الدین" صفحہ 288 میں موجود ہے، اور اس کا نص اور سند "کمال الدین" میں ہے، اور اس کے دیگر اسناد بھی "غیبت طوسی" سے قدیم ہیں، اور سب میں یہ موجود ہے:

"لیکن میرا خیال میرے اس بیٹے کے بارے میں ہے جو میری پشت سے ہوگا، میری اولاد میں گیارہواں، وہ مہدی ہے جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھر دی گئی ہوگی۔"

کیا یہ عقل رکھنے والے کے لیے کافی نہیں کہ یہ ثابت کرے کہ "غیبت طوسی" کے نسخے سے "یاء" گر گئی تھی؟ مگر جھوٹا اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اس نسخے سے چمٹ جاتا ہے جس میں "یاء" گر گئی تھی تاکہ خود کو امام مہدی کا بیٹا ثابت کرے، جو علی (علیہ السلام) کی اولاد میں گیارہواں ہیں۔

کیوں اس دجال نے دلیل کے طور پر استخارہ اور خواب کا انتخاب کیا؟

جواب:

اس لیے کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف کھینچتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نصوص میں جعل سازی کرتا ہے اور استخارہ اور خواب عام لوگوں اور کم عقل پڑھے لکھے افراد کو پھانسنے کے دو جال ہیں، جنہیں وہ دین کے اصولوں اور فروع میں شرعی ثابت کرتا ہے۔

وہ کسی شخص سے کہتا ہے:

"میں امام مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کا رسول ہوں، جنہوں نے ظہور سے پہلے مجھے بھیجا ہے، اور میں تمہیں اپنے اوپر ایمان لانے اور موت پر بیعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔"

جب وہ اس سے اپنے دعویٰ کی دلیل مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے:

"قرآن اللہ کا کلام ہے جو سب سے بڑی دلیل ہے، اس سے نصیحت طلب کرو اور پوچھو: کیا تم احمد الحسن پر ایمان لاؤ اور اس کی پیروی کرو گے یا نہیں؟ قرآن کھولو، تمہیں ایک آیت نکلے گی جو تمہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرے گی"۔

یا وہ کہتا ہے:

"خواب ایک ملکوتی دلیل ہے، اور جو چیز تم خواب میں دیکھتے ہو وہ الٰہی اور حقیقی امر ہوتا ہے، خاص طور پر اگر تم خواب میں کسی معصوم (علیہم السلام) کو دیکھو جو تمہیں احمد الحسن کی پیروی کا حکم دے"۔

پھر مسکین شخص استخارہ لیتا ہے اور قرآن کھولتا ہے، تو مثال کے طور پر اسے یہ آیت ملتی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

"اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں، اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔" [سورۃ التوبۃ: 73]

پھر وہ اس سے کہتا ہے:

"اللہ اکبر! کیا تم نے دیکھا؟ اللہ نے تمہیں میرے اوپر ایمان لانے اور میرے ساتھ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے"۔

لیکن اگر مثال کے طور پر یہ آیت نکلے:

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی، اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ تو اللہ کے بعد کون اسے ہدایت دے گا؟ کیا تم نصیحت نہیں لیتے؟"[سورۃ الجاثیہ: 23]

تو وہ کہتا ہے:

"تمہاری استخارہ ٹھیک نہیں ہے، تمہیں اپنی نیت صاف کرنی چاہیے اور دوبارہ استخارہ لینا چاہیے"۔

یا وہ کہتا ہے:

"تین دن کے روزے رکھو، یا اس رات دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے مانگو، پھر تم ایک خواب دیکھوگے جو تمہیں صحیح راستے کی طرف لے جائے گا"۔

پھر وہ اسے تصوراتی ماحول میں ڈال دیتا ہے یا (تلباثی) یعنی نفسیاتی اثر ڈالنے کے ذریعے عمل کرتا ہے، جو مقناطیسی نیند کے مشابہ ہوتا ہے، اور کچھ مسکین افراد تخیل یا دجال کے القاء سے کوئی خواب دیکھ لیتے ہیں اور اسے عالم ملکوت سے الٰہی امر سمجھتے ہیں۔

اپنی ویب سائٹ پر اس نے زینب موسوی کے سوال کو شائع کیا، جس میں لکھا تھا:

"میں کس طرح مختصر ترین طریقے سے یقین کر سکتی ہوں کہ سید احمد الحسن امام مہدی (علیہ السلام) کے رسول اور وصی ہیں؟"

دجال نے جواب دیا:

"غیب پر ایمان لانے کا سب سے مختصر راستہ غیب ہے۔ فاطمہ بنت محمد (ص) کے حق کے وسیلے سے تین دن کے روزے رکھ کر اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں رویا، کشف یا کسی غیبی نشانی کے ذریعے حق دکھائے۔"

یوں اس نے اسے دھوکہ دے کر گمراہی کے سب سے مختصر راستے پر لگا دیا تاکہ وہ اس کی مسلح تحریک میں شامل ہو جائے، جس میں اس نے نوجوانوں اور خواتین کو تربیت دی، پھر انہیں اپنی قیادت کی خواہش کے مذبح پر قتل کر دیا اور بھگا دیا۔

اس نے اپنی ویب سائٹ پر استخارہ کے بارے میں کہا:
"قرآن کے ساتھ استخارہ، جو اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد میں سے ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے مدد دیتا ہے، اور یہ انسانی دھوکہ دہی سے باہر ہے۔ اے میرے بھائی! قرآن سے رجوع کرو اور اللہ سے نصیحت مانگو، کیونکہ قرآن وفادار ناصح ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ انسان اللہ سے نصیحت لے اور پھر اللہ پر الزام لگائے! سبحان اللہ! سبحان اللہ"۔

یوں وہ عامی مسکین کو اپنے جال میں پھنسا لیتا ہے، اور اگر آیت مخالف نکلے تو اس کے پاس پہلے سے بہانہ تیار ہوتا ہے کہ استخارہ کرنے والے کی نیت درست نہیں تھی پھر اسے نصیحت کرتا ہے کہ دوبارہ استخارہ لے جب تک کہ موافق نتیجہ نہ نکلے، یا خواب دیکھے جو اسے گمراہ کرے۔

یہ دجال اس فال نکالنے والے اور جھاڑ پھونک کرنے والے جیسا ہے جو بخور جلا کر اور تعویذ لکھ کر صرع کا علاج کرتا ہے۔ اسے سو ناکامیوں سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، لیکن اگر ایک مریض ٹھیک ہو جائے تو وہ جشن مناتا ہے، یہ دعویٰ کرتا ہے کہ معجزہ ہوا، اسے غیب سے مدد ملی، اللہ کے کلام یا عالم ملکوت سے۔

اس کے دلائل میں خواب کی حجیت پر اعتراض

اس نے اپنی ویب سائٹ پر کہا:
"جہاں تک خوابوں کا تعلق ہے، ایک مخصوص عرصے کے بعد مختلف صوبوں سے وفود میرے پاس آتے ہیں، جن میں سے بعض علاقے نجف سے کافی دور ہیں، اور ان میں سے کئی لوگوں نے اپنے

خوابوں میں اس دعوت حق کی تائید دیکھی ہے۔ اگر یہ ایک یا دو خواب ہوتے تو آل محمد کے دشمن انہیں رد کرنے کا کوئی راستہ نکال سکتے تھے، لیکن وہ ان سینکڑوں بلکہ ہزاروں خوابوں کو کیسے رد کریں گے، جن میں سے زیادہ تر میں معصومین میں سے کوئی ہوتا ہے؟ وہ فرماتے ہیں: 'جس نے ہمیں خواب میں دیکھا، تو اس نے واقعی ہمیں دیکھا، کیونکہ شیطان ہماری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اب ظالموں کے پاس یہ کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا کہ خواب کوئی حجت نہیں، حالانکہ وہ نبوت کا ایک حصہ ہیں۔ جبکہ رسول اور ائمہ نے خوابوں کو سننے اور ان کی تعبیر پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔ بعض انبیاء کی نبوت کا بیشتر حصہ خوابوں اور ان کی تعبیر پر مشتمل تھا، جیسے حضرت دانیال (علیہ السلام) کی نبوت۔ امام مہدی (علیہ السلام) کی والدہ حضرت نرجس خوابوں کی وجہ سے عراق آئیں تاکہ امام حسن عسکری (علیہ السلام) سے شادی کریں، اور اس وجہ سے جنگ اور قید کے خطرے کا سامنا کیا، حالانکہ وہ قیصر روم کی پوتی تھیں۔

وہب نصرانی نے خواب میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھنے کے بعد امام حسین (علیہ السلام) کی مدد کی۔ بنی امیہ کے خالد بن سعید بن العاص نے خواب میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھنے کے بعد ایمان قبول کیا۔

ان جاہلوں نے بغیر غور و فکر کے خواب کو مکمل طور پر رد کر دیا۔ اللہ ان کے شر سے مؤمنین کو محفوظ رکھے۔"

اس دجال نے کہا:

"لوگ اس نشانی کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں جو ان کے نزدیک پیغمبر کے سچ ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ بعض علم اور حکمت کو نشانی سمجھتے ہیں، جبکہ بعض غیبی نشانیوں کو اہمیت دیتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

"ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے نفس میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہی حق ہے۔" سورۃ فصلت: 53

ان نشانیوں میں شامل ہیں:

.1 بصیرت کا نور اور قلبی اطمینان

.2 فطرت سلیم پر قائم رہنا یا غفلت کے بعد اس کی طرف لوٹنا

.3 خواب میں سچے مناظر دیکھنا

.4 جاگتی حالت میں سچائی کا کشف (جن میں شامل ہیں):

نماز میں سچا کشف

رکوع یا سجدے میں سچا کشف

نیند اور بیداری کے درمیانی لمحے میں کشف

قرآن پڑھتے وقت کشف

امام حسین (علیہ السلام) کے روضے پر جاتے وقت کشف

اللہ سے دعا و گریہ زاری کرتے وقت کشف۔

یہ سب الٰہی نشانیاں ہیں جو اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں، اور یہ اللہ کے نیک بندوں کے ذریعے انجام پاتی ہیں۔ یہ نشانیاں ان کے دیکھنے والوں اور ان کے قریبی لوگوں پر حجت ہیں، اور کبھی ان کے کثرت کی وجہ سے دوسروں کے لیے تحقیق اور دعوت کی تصدیق کا محرک بن جاتی ہیں۔

جسمانی مادی نشانی:

یہ آخری علاج ہے، جیسا کہ جانوروں کے لیے کڑوی دوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَذِهِ نَاقَةُ اللهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللهِ وَلا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

"یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے، اسے اللہ کی زمین میں چرنے دو اور اسے نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب آلے گا۔"سورۃ الاعراف: 73

جب رسول ﷺ کو جھٹلایا جاتا ہے تو عذاب آتا ہے۔

"یہ ضال علماء اور ان کے پیروکار اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں، جو یتیموں اور مظلوموں کے نام پر مال جمع کرتے ہیں اور پھر انہیں لوٹ لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں جن کا ذکر بھی شرمناک ہے۔"

احمد الحسن

26صفر1425ہجری، نجف اشرف

مصنف کا تبصرہ:

"بلاشبہ خواب سچے ہوتے ہیں اور ایک شرعی حجت ہو سکتے ہیں، جیسے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا خواب کہ وہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو قربان کر رہے ہیں، یا حضرت یوسف (علیہ السلام) کا خواب یا نبی کریم ﷺ کا خواب کہ وہ مکہ فتح کریں گے۔اللہ نے فرمایا:

لَقَدْ صَدَقَ اللهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللهُ آمِنِينَ

"یقیناً اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دکھایا کہ تم مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے، اگر اللہ نے چاہا۔ "سورۃ الفتح:27

اسی طرح قرآن میں ذکر ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

"اور ہم نے وہ خواب جو آپ کو دکھایا، لوگوں کے لیے آزمائش بنایا۔"سورۃ الاسراء:60

البتہ جھوٹے خواب بھی ہوتے ہیں جنہیں اضغاث احلام کہتے ہیں، جیسا کہ امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا:

"خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک اللہ کی طرف سے بشارت، دوسرا شیطان کی طرف سے غم، اور تیسرا بے معنی خیالات۔"

جھوٹے خواب رات کے ابتدائی حصے میں مردہ اور فاسق شیاطین کے زیر اثر ہوتے ہیں، جبکہ سچے خواب رات کے آخری حصے میں ملائکہ کی موجودگی میں ہوتے۔

اگر کوئی جنابت کی حالت میں ہو یا بغیر وضو کے سو جائے اور اللہ عزوجل کا حقیقی ذکر نہ کرے، تو خواب درست نہیں ہوتا بلکہ پریشان کن ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت اور شخص کی حالت خواب کی نوعیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

حر عاملی نے اپنی کتاب الفصـــــول المهمـــــة (جلد 1، صفحہ 691) میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے: "شرعی احکام میں خوابوں پر عمل کرنا جائز نہیں"۔

اس میں امام صادقؑ کا قول نقل کیا گیا ہے:

"یہ ناصبی لوگ کیا روایت کرتے ہیں؟

میں نے کہا: آپ پر قربان جاؤں، کس بارے میں؟

فرمایا: ان کے اذان، رکوع اور سجدے کے بارے میں؟

میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن کعب نے خواب میں دیکھا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ بولا، دینِ خدا اس سے زیادہ عزیز ہے کہ خواب میں دیکھا جائے۔۔۔"

اسی طرح امام صادقؑ کا مفضل بن عمر سے قول نقل کیا گیا:

"اے مفضل! خوابوں کے بارے میں غور کرو کہ اللہ نے ان کے معاملے میں تدبیر کی ہے اور سچ کو جھوٹ سے ملایا ہے۔ اگر تمام خواب سچے ہوتے تو لوگ سب کے سب نبی بن جاتے، اور اگر سب جھوٹے ہوتے تو ان میں کوئی فائدہ نہ ہوتا بلکہ وہ بیکار ہو جاتے۔ چنانچہ خواب کبھی سچے ہوتے ہیں تاکہ

لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں، کسی مصلحت میں رہنمائی حاصل کریں یا کسی نقصان سے خبردار ہوں، اور اکثر جھوٹے ہوتے ہیں تاکہ ان پر مکمل انحصار نہ کیا جائے۔"

آخر میں انہوں نے کہا:

"روایات تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہیں کہ بعض خواب سچے ہوتے ہیں اور بعض جھوٹے، اور یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ تمام شرعی احکام میں اہلِ عصمت کی طرف رجوع واجب ہے۔"

میں کہتا ہوں: جب معصومینؑ کے علاوہ کسی کا خواب یہ معلوم نہ ہو کہ سچا ہے یا جھوٹا، تو اس کی سچائی کا یقین کرکے اس پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

جب روایات اہل بیتؑ سے متواتر ہیں کہ شرعی احکام میں خواب حجت نہیں، تو عقائد میں تو بدرجہ اولیٰ حجت نہیں ہو سکتے۔

اگر تم کہو:

"کیا نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا، نہ میرے کسی وصی کی صورت میں آ سکتا ہے، نہ میرے کسی شیعہ کی صورت میں؟ اور یہ کہ سچا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے؟[(1)]"

تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

اولاً: شیطان نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، معصومینؑ یا مؤمن کی صورت اختیار نہیں کر سکتا، لیکن وہ کسی اور صورت میں آکر خواب دیکھنے والے سے کہہ سکتا ہے کہ وہ فلاں معصوم یا مؤمن ہے۔

---

1) من لایحضرہ الفقیہ: جلد2، صفحہ 585

اس لیے ضروری ہے کہ خواب دیکھنے والے کو یقین ہو کہ جس معصوم کو اس نے خواب میں دیکھا، وہ حقیقی معصوم کے چہرے کے مطابق تھا۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جب خواب دیکھنے والا معصوم کے اوصاف کو دقیق طور پر جانتا ہو اور وہ اوصاف خواب میں نظر آنے والے چہرے سے مطابقت رکھتے ہوں۔ ہم نبی اکرمؐ، حضرت علیؑ اور امام مہدیؑ کے چہرے کے نقوش کے بارے میں جان سکتے ہیں، لیکن باقی ائمہؑ کے چہرے کے بارے میں روایات متضاد اور کم ہیں، اس لیے ان کا تعین مشکل ہے۔

خواب دیکھنے والوں کے بیانات سننے کے باوجود جب میں ان سے معصوم کی خصوصیات کے بارے میں پوچھتا ہوں تو اکثر یا تو وہ کچھ نہیں دیکھتے یا وہ خصوصیات معصوم کی حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ مشکل سے ہی کوئی خواب ملتا ہے جو صحت کے معیار پر پورا اترے۔
یہ اس وقت ہے جب خواب دیکھنے والے کی شخصیت اور اس کے خواب کے حالات کو نظر انداز کر دیا جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ:
اگر خواب میں صحت کے تمام شرائط پورے ہوں تو اسے شرعی احکام یا عقائد کے علاوہ دیگر معاملات میں استعمال کیا جا سکتا ہے، کیونکہ خوابوں کی شرعی احکام اور عقائد میں حجت نہ ہونے پر روایات تواتر سے ثابت ہیں۔ خواب کی سب سے بڑی افادیت امید اور خوشخبری دینا ہے، اسی لیے نبی اکرمؐ نے اچھے خوابوں کو بشارتیں کہا ہے۔
کافی (جلد 8، صفحہ 90) میں ایک صحیح سند کے ساتھ امام رضاؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب صبح کرتے تو اپنے اصحاب سے پوچھتے:
"کیا کوئی بشارت (یعنی خواب) ہے؟"

لہٰذا خواب کے ذریعے یہ جاننے کا کوئی راستہ نہیں کہ یہ شخص امام مہدیؑ کا نمائندہ ہے یا نہیں، کیونکہ یہ معاملہ عقائد کا ہے۔ خواب کے ذریعے کسی کے سچ یا جھوٹا، مؤمن یا فاسق ہونے کو بھی نہیں جانا جا سکتا اور نہ ہی کسی کے لیے کوئی صفت ثابت کی جا سکتی ہے جس پر شرعی حکم کی بنیاد رکھی جائے۔

اگر تم کہو:

"کیا ائمہؑ اور متشرع علماء خوابوں کو اہمیت نہیں دیتے اور ان پر آثار مرتب نہیں کرتے؟"

تو جواب یہ ہے کہ سچے خوابوں کو نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ قرار دیا گیا ہے، اور سچے خواب دیکھنے والوں کی صفات بیان کی گئی ہیں تاکہ انہیں شیطانی اثرات اور غلط خیالات سے ممتاز کیا جا سکے۔ لیکن یہ سب احکام اور عقائد سے باہر کے معاملات ہیں، اور سچے خواب بہت کم ہوتے ہیں اور ایسے افراد جن پر سچے خوابوں کی صفات منطبق ہوں، ان کی تعداد اور بھی کم ہے۔

تو پھر یہ دجال اور اس کے پیروکار کہاں سے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں؟ حتیٰ کہ اگر انہیں سچا خواب بھی مل جائے تو اس سے ان کے سچے ہونے کی دلیل نہیں بنتی، چہ جائیکہ اس کی پیروی، بیعت یا اس کے لیے مال، عزت اور جان قربان کرنا واجب ہو جائے۔

یہ دجال میری اس بات پر بھی تنقید کرتا ہے کہ میں نے معصوم کو خواب میں دیکھنے کو اکثر ظن پر مبنی قرار دیا۔ اس نے اپنی ویب سائٹ پر ایک سوال کے جواب میں کہا:

"شیخ علی کورانی نے جب سحر ٹی وی چینل پر سوال کا جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ خواب پر ظن کی بنیاد پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے نزدیک معصوم کو خواب میں دیکھنے کی بہترین حالت میں بھی یہ ظن ہی ہے! سبحان اللہ! ان کا مقصد حق کی تلاش نہیں بلکہ ہر ممکن طریقے سے انکار کرنا ہے، چاہے خود اس پر قائل نہ ہوں! جبکہ امام مہدیؑ کا معاملہ خواب سے انتہائی وابستہ ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ اس عظیم ملکوتی دلیل یعنی خواب کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جسے قرآن، رسول اور ائمہ نے سچ مانا ہے۔"

میں کہتا ہوں:

یہ بدعتی جان بوجھ کر معصوم کے خواب کو عام خواب سے خلط ملط کرتا ہے۔ قرآن میں جو معصوم کے خواب کا ذکر ہے، وہ اور ہے، اور کسی شخص کا معصوم کو خواب میں دیکھنا اور اس کا ملاحم معصوم سے مطابقت نہ رکھنا اور بات ہے۔ وہ ہر قسم کے خواب کو ملکوتی دلیل اور شرعی حجت قرار دیتا ہے۔

اگر ہر خواب کو دلیلِ ملکوتی مان لیا جائے تو اس بدعتی کو اپنی دعوت ختم کرنی چاہیے اور دکان بند کر دینی چاہیے، کیونکہ بعض لوگوں نے اسے خواب میں شیطان کی صورت میں سرخ چادر پہنے دیکھا ہے۔

استخارہ کے ذریعے بدعت کا استدلال رد کرنا

استخارہ نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہؑ کے اقوال میں مختلف معانی میں استعمال ہوتی ہے:

1) اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ وہ آپ کے معاملات میں خیر کا انتخاب کرے یا کسی کام میں رہنمائی کرے۔ بعض احادیث میں غسل اور دو رکعت نماز کے بعد دعا کرنے کا ذکر ہے۔

2) اللہ سے دعا کرنا کہ وہ آپ کے دل کو درست فیصلے کی طرف ہدایت دے۔ اس کے لیے نماز یا دعا پڑھ کر اللہ کی رہنمائی پر عمل کیا جاتا ہے۔

3) ارادہ کرنے کے بعد دعا کر کے قرآن کھولنا اور دائیں صفحے کی پہلی آیت دیکھنا۔ اگر آیت میں خیر کا حکم یا جنت کا ذکر ہو تو اچھا ہے، ورنہ نہیں۔

یہی استخارہ عام ہے۔ بعض لوگ تسبیح سے بھی استخارہ کرتے ہیں۔ دعا کے بعد تسبیح کی گرہ کو گن کر دو دو کر کے تقسیم کرتے ہیں۔ اگر ایک دانہ بچ جائے تو اچھا ہے، ورنہ نہیں۔

لوگ عام طور پر کسی معتمد عالم سے استخارہ کرواتے ہیں، بعض اس میں مبالغہ کرتے ہیں لیکن جب تک مباح امور کے درمیان ہو، کوئی نقصان نہیں۔ البتہ اگر استخارہ حرام کام کے لیے ہو یا واجب چھوڑنے کے لیے یا بار بار کی جائے تو یہ غلط ہے۔

اس دجال کی استخارہ یہ ہے کہ دعا کرو اور قرآن کھولو۔ اگر آیت میں خیر یا جنت کا ذکر ہو تو اسے مان لو اور اس کی بیعت کر لو۔ اگر نہیں تو نیت درست نہ ہونے کا بہانہ بنایا جاتا ہے اور دوبارہ استخارہ کرنے کو کہا جاتا ہے جب تک اس کے مطابق نہ آجائے۔

یہ استخارہ غیر مشروع ہے کیونکہ اس میں کئی خلاف ورزیاں ہیں:

1) عقائد کے بارے میں استخارہ کرنا۔

2) احکام شرعیہ پر استخارہ کا جواز نہ ہونا، چہ جائیکہ عقائد پر ہو۔

یہ شخص لوگوں سے اپنی بیعت اور مکمل اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے، جو انہیں نئ عقیدے میں داخل ہونے، حرام کرنے اور واجب چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ پچھلے محرم میں اس نے بصرہ اور ناصریہ میں اپنے پیروکاروں کو قتل عام کا حکم دیا صرف اس وجہ سے کہ وہ اس کے طاغوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

وہ سوالات جن کے جواب دینے سے دجال قاصر رہا:

1) تمہارا معجزہ کہاں ہے؟

اپنے اُس (نام نہاد) باپ سے کہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو:

"لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور معجزہ طلب کیا ہے، جو تمہارے لیے آسان ہے، تو مجھے ایک معجزہ عطا کرو"۔

2) تمہارا نشان اسرائیل کا ستارہ کیوں ہے، اور تم اسرائیل کے خلاف کیوں بات نہیں کرتے؟

3) تم شیعہ علماء اور اہل عراق کو برا بھلا کہتے ہو، لیکن نجد کے علماء کے خلاف کیوں خاموش رہتے ہو؟

4) تم علماء کے ساتھ مباحثے اور مباہلہ سے کیوں بھاگتے ہو؟

5) لوگوں نے تم پر قرآن صحیح نہ پڑھنے کا الزام لگایا اور تم سے مطالبہ کیا کہ قرآن اپنی آواز میں ریکارڈ کرو، تو تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟

6) تم کہتے ہو کہ استخارہ اور خواب شرعی حجت ہیں، تو اگر استخارہ آئے کہ تم اللہ کے دشمن ہو، یا کوئی خواب میں دیکھے کہ تم شیطان ہو، تو کیا تم اسے قبول کرو گے؟

7) امام مہدیؑ کا پرچم کبھی جھکتا نہیں اور وہ کسی جنگ میں شکست نہیں کھاتے، لیکن تم بصرہ اور ناصریہ میں پولیس کے ساتھ الجھے، معصوم لوگوں کو قتل کیا اور پھر بھاگ گئے! تو امامؑ کے بیٹے کو شکست کیسے ہو گئی؟

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم و لعن اعدائھم